UNIVERSAL LIBRARY
OU_224743
UNIVERSAL LIBRARY

224743

[illegible] مولانا السید علی [illegible]

خلق الانسان علمہ البیان

حسب منشا جناب مستطاب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر

بہادر ممالک مغربی و شمالی واسطے تعلیم طلبہ مدارس کے کتاب

تذکرۃ البلاغۃ

مولوی ذوالفقار علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع سہارنپور کی تالیف کی

جسکے صلہ مین پانسو روپیہ بطور انعام کے سرکار سے مرحمت ہوئی باہتمام طالب حاجی محمد حیات صاحب

مطبع ضیائی میرٹھ مین طبع ہوئی

فہرست مضامین تذکرۃ البلاغت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳	کلمہ فصیح کی تعریف	۳۳	مسند الیہ کا نکرہ لانا
۷	کلام فصیح کی تعریف	۳۴	مسند الیہ کا موصوف لانا
۱۱	متکلم فصیح کی تعریف	۳۵	مسند الیہ کی تاکید
۱۲	بلاغت کلام کی تعریف	۳۵	مسند الیہ کی بعد عطف بیان لانا
۱۳	معانی و بیان و بدیع کی تعریف	۳۶	مسند الیہ کا بدل لانا
۱۳	حصہ اول علم معانی کی بیان مین	۳۶	مسند الیہ کی بعد حرف عطف لانا
۱۳	علم معانی کی تقسیم	۳۷	مسند الیہ کی بعد ضمیر منفصل لانا
۱۴	فصل اول اسناد خبری کی بیان مین	۳۸	تقدیم مسند الیہ
۱۷	حقیقت عقلیہ کی تعریف	۴۱	تاخیر مسند الیہ
۱۸	مجاز عقلی کی تعریف	۴۱	استعمال مضمر بجای مظہر
۲۲	فصل دوم مسند الیہ کی بیان مین	۴۲	استعمال مظہر بجاے مضمر
۲۲	حذف مسند الیہ کا	۴۳	التفات کا بیان
۲۴	ذکر مسند الیہ کا	۴۵	حمل کلام قائل کا اوسکی مقصود کے خلاف پر
۲۵	اضمار مسند الیہ کا	۴۶	قلب اجزای کلام
۲۶	علم ہونا مسند الیہ کا	۴۷	فصل سوم مسند کی بیان مین
۲۶	مسند الیہ کا موصول لانا	۴۷	حذف مسند کا
۲۸	مسند الیہ کا اسم اشارہ لانا	۴۷	ذکر مسند کا
۳۱	مسند الیہ کا مضاف لانا	۴۹	فعل کو مقید بشرط کرنا

صفحہ	مضمون
۴۹	بیان کلمہ اگر کا
۵۰	بیان کلمہ جو کا
۵۰	بیان کلمہ جب کا
۵۱	فائدہ حروف شرط کی حالات
۵۲	مسند کا غیر مقید لانا
۵۲	مسند کا نکرہ لانا
۵۲	تخصیص مسند باضافت
۵۲	مسند کا معرفہ لانا
۵۳	مسند کا جملہ لانا
۵۴	تقدیم مسند
۵۵	فصل چہارم متعلقات فعل کے بیان مین
۵۷	حذف مفعول
۵۷	ذکر مفعول
۵۹	تقدیم مفعول و ظرف وحال
۶۰	تقدیم مفعول نظر مزید اہتمام و تخصیص شان عامل
۶۰	فصل پنجم قصر کی بیان مین
۶۱	قصر حقیقی و غیر حقیقی
۶۱	قصر موصوف کا صفت پر
۶۱	قصر صفت کا موصوف پر

صفحہ	مضمون
۶۴	قصر افراد و قصر قلب و قصر تعیین
۶۶	فصل ششم انشا کی بیان مین
۶۶	تمنے
۶۷	استفہام
۷۲	امر
۷۳	نہی
۷۴	ندا
۷۷	استعمال خبر بجاے انشا
۷۹	فصل ہفتم فصل اور وصل کی بیان مین
۷۹	ذکر عطف بواو
۸۰	ذکر عطف بغیر واو
۸۱ ۸۱	بیان اقسام ششگانہ فصل و وصل
۸۷	بیان استیناف
۹۰	بیان وجہ جامع کا
۹۱	جامع عقلی
۹۲	جامع وہمی
۹۴	جامع خیالی
۹۵	فصل ہشتم ایجاز و اطناب و مساوات کی بیان مین

صفحہ	مضمون
۱۰۱	اطناب بالایضاح
۱۰۲	توشیع
۱۰۲	ایغال
۱۰۳	تذییل
۱۰۳	تکمیل
۱۰۴	تتمیم
۱۰۴	اعتراض
۱۰۶	تعریف علم بیان
۱۰۷	تعریف وتقسیم دلالت
۱۱۵	مقصد اول تشبیہ کے بیان مین
۱۱۶	فصل اول طرفین تشبیہ کے بیان مین
۱۲۱	فصل دوم وجہ شبہ کے بیان مین
۱۳۳	فصل سوم حروف تشبیہ کے بیان مین
۱۳۴	فصل چہارم غرض تشبیہ کے بیان مین
۱۳۹	فصل پنجم تشبیہ کے اقسام کے بیان مین
۱۴۰	تقسیم تشبیہ باعتبار طرفین
۱۴۲	تقسیم تشبیہ باعتبار وجہ شبہ
۱۴۷	تقسیم تشبیہ باعتبار غرض تشبیہ
۱۴۷	تقسیم تشبیہ باعتبار حروف تشبیہ

صفحہ	مضمون
۱۴۸	اقسام ہشتگانہ تشبیہ
۱۴۹	مقصد دوم حقیقت اور مجاز کے بیان مین
۱۵۰	حقیقت کی تعریف
۱۵۱	مجاز کی تعریف
۱۵۳	مجاز مرسل و علاقہاے مجاز مرسل
۱۵۴	استعارہ
۱۵۴	استعارۂ تصریحیہ
۱۶۰	استعارۂ وفاقیہ
۱۶۰	استعارۂ عنادیہ
۱۶۰	تقسیم استعارہ باعتبار وجہ شبہ
۱۶۲	تقسیم استعارہ باعتبار مستعار منہ و مستعار لہ و جامع
۱۶۴	تقسیم استعارہ باعتبار لفظ مستعار
۱۶۴	استعارۂ اصلیہ
۱۶۴	استعارۂ تبعیہ
۱۶۷	استعارۂ مطلقہ
۱۶۷	استعارۂ مجردہ
۱۶۷	استعارۂ مرشحہ
۱۶۹	تمثیل
۱۷۱	استعارہ بالکنایہ وتخییلیہ

صفحہ	مضمون	صفحہ		صفحہ	مضمون
۱۷۶	تقسیم سوم کنایہ کی بیان میں	۲۰۰	تقسیم مسلسل	۲۱۹	تجنیس قلب
۱۷۶	فرق کنایہ و مجاز	۲۰۰	جمع و تفریق	۲۲۵	رد العجز علی الصدر
۱۷۶	تقسیم کنایہ	۲۰۱	جمع و تقسیم	۲۲۸	لزوم ما لا یلزم
۱۸۲	تعریف علم بدیع	۲۰۱	جمع و تفریق و تقسیم	۲۲۹	منقوطہ
۱۸۳	صنائع معنوی	۲۰۲	تجرید	۲۳۰	غیر منقوطہ
۱۸۳	مطابقت	۲۰۵	مبالغہ	۲۳۰	رقطا
۱۸۷	مقابلہ	۲۰۷	مذہب الکلامی	۲۳۰	خیفا
۱۸۸	مراعات النظیر	۲۰۸	حسن التعلیل	۲۳۱	سجع
۱۹۰	مشاکلہ	۲۱۱	تاکید المدح بما یشبہ الذم	۲۳۳	موازنہ
۱۹۱	مزاوجہ	۲۱۴	تاکید الذم بما یشبہ المدح	۲۳۳	ذو القافیتین
۱۹۱	ارصاد	۲۱۵	استتباع	۲۳۴	ذو البحرین
۱۹۲	عکس و تبدیل	۲۱۵	ادماج	۲۳۴	تلمیح
۱۹۳	رجوع	۲۱۵	توجیہ	۲۳۵	سیاقۃ الاعداد
۱۹۴	توریہ	۲۱۶	ہزل جس سے جد مراد ہو	۲۳۵	تنسیق الصفات
۱۹۵	استخدام	۲۱۶	تجاہل العارف	۲۳۶	توشیح
۱۹۶	لف و نشر	۲۱۷	قول بالموجب	۲۳۷	خاتمۂ کتاب
۱۹۸	جمع	۲۱۸	تعجب	۲۳۷	سرقات شعری
۱۹۸	تفریق	۲۱۸	اعتراض	۲۴۵	اقتباس و تضمین
۱۹۹	تقسیم	۲۱۹	صنائع لفظی	۲۴۶	حسن ابتدا و تخلص و انتہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

برنگ گل جسے اب دیکھی وہ خندان ہے
بہار علم سے ہندوستان گلستان ہے

اندنون کہ ہندوستان جنت نشان بتوجہہ شاہنشاہ رعیت پرور مخزن علوم وہنر ہے - اور گلشن ہر فن سرسبز و شاداب و تازہ وتر ہے - جس طرف دیکھو چمنستان کمالات لہلہاتے ہین - اور ارباب کمال لسان نغمہ سنجان چمن چہچہاتے ہین - حکام والامقام کی طرف سے اہل علم کو صلاے عام ہے اور فراہمی تالیفات مفیدہ کی تاکید تمام ہے - ایسے مبارک وقت مین بندہ حقیر **ذوالفقار علی** عفا اللہ عنہ خادم دیرینہ سررشتہ تعلیم کو بہی تالیف جدید کا خیال آیا - گویا باسی کہیر کو اوبال آیا - اسپر بعد مشورہ دوستونکی یہہ صلاح ٹہری

کہ بلاغت میں جو ایک علم شریف ہے کوئی رسالہ تالیف ہو۔ کیونکہ اس علم کی
جامع کتاب۔ اردو میں نایاب ہے۔ ہرچند بیان و بدیع میں تو رسائل کسیقدر
مین گو کمتر ہیں۔ اور اکثر ناتمام و مختصر ہین۔ مگر علم معانی مین جو مقصود اعظم بلاغت
ہے اب تلک کوئی رسالہ نہ آنکھون دیکھا اور نہ کانون سنا۔ اُردو تو اُردو
فارسی مین بہی اس علم کی اچہی کتاب نادر الوجود بلکہ معقود ہے۔ نہایت تعجب
کا مقام ہے کہ یہہ شاہد رعنا و دلبر زیبا اسقدر عرصہ تلک حجاب مین رہا اور کسی
مشتاق دیدار نے اوسکے چہرہ کا نقاب نہ اوٹہایا۔ ظاھرا باعث اس توقف کا
دشواری فن مذکور ہے۔ اور اب ان تینون فنون کا ایک جا جمع کرنا ضرور
ہے۔ الحاصل جب احباب نے یہ حکم قطعی فرمایا تو مجہسی سوای اسکی اور کچہہ بن
نہ آیا۔ یہہ شعر کسی استاد کا حسب حال زبان پر لایا۔ شعر۔ بلبل کو دیا نالہ
تو پروانہ کو جلنا ✦ غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا ✦ ہرچند یہ کار میرے حوصلہ سے
باہر۔ اور میری طاقت ولیاقت سے بڑہکر تہا مگر چار و ناچار توکلت علی اللہ
تعالی کہکر اوٹہا۔ اور تعمیل حکم دوستان مین ہمہ تن مصروف ہو بیٹہا۔ سو بحمد
شکر خداوند کارساز بندہ نواز کہ کتاب حسب دلخواہ تمام ہوئی اور نام اسکا
تذکرۃ البلاغت رکہا گیا۔ اور معلوم رہے کہ اصل اس کتاب کی
کتب عربیہ مثل مطول و مختصر معانی تصنیف علامہ سعدالدین تفتازانی مین
اور اسلئی ترتیب مسائل وہین کے موافق ہے۔ اور اصطلاحات عربی

کی اونکی موقعون پر اچھی طرح شرح کر دی ہے۔ اور بعض مقام پر اور رسائل فارسی واردو مثل عطیہ عظمیٰ و موہبت کبریٰ سراج الدین علی خان آرزو و دریای لطافت میر انشا اللہ خان خصوص بیان بدیع مین ترجمہ حدائق البلاغت مولفہ مولانا ی صہبائی بھی پیش نظر رہے ہین۔ امید کہ جو شخص صرف و نحو زبان اردو سے واقف ہوگا وہ یہ مضامین بخوبی سمجھ لیگا۔ و بوقت مطالعہ کتاب ناظرین منصف پر یہ امر روشن ہو جائیگا کہ فقیر مولف نے فراہمی مسائل و تلاش اشعار امثلہ مین کسقدر سعی کی ہے اور ہر چند اپنے عندیہ مین ہر مقام پر خوض و تامل کو معاف نہین کیا مگر سہو و نسیان انسان کے سرشت مین داخل ہین۔ پس اگر کہین خطا دیکھین تو بنظر کم استعدادی مولف معاف فرماوین اور اسکا اجر خداوند تعالی سے پاوین۔ واللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ اور یہ کتاب مرتب ہوئی ایک تمہید اور تین حصون اور ایک خاتمہ پر

تمہید

کلمہ فصیح اوسکو کہتے ہین جو تنافر حروف اور غرابت و مخالفت قیاس لغوی سے خالی ہو تنافر کوئی امر ہوتا ہے کلمہ مین کہ اوسکے سبب سے کلمہ کا تلفظ زبان پر گران ہو جاتا ہے جیسا لفظ ڈپٹنٹ کا میرزا محمد رفیع سودا تخلص کے شعر مین جو گھوڑے کی تعریف مین ہے ع وہم آسا ہے اوس پری وش کی ڈ شرق سے تا بغرب ایک ڈپٹنٹ ڈ طبع سلیم گواہ ہے کہ ڈپٹنٹ کا تلفظ زبان پر گران ہے بجاے اوسکے

جھڑیا دھوڑ کہتا تو یہ عیب نپایا جاتا

قاعدہ کلیہ تنافر کا یہ ہے کہ جسکو سلیم الطبع ثقیل سمجھے وہ تنافر ہے خواہ بسبب اجتماع حروف قریب المخارج کے ہو یا بعید المخارج کے یا کسی اور باعث کے

غرابت کے یہ معنی ہین کہ لفظ وحشی مجہول المعنی یا غیر مانوس الاستعمال ہو۔

مثال مجہول المعنی کی لفظ دستا کا ولی کے شعر مین ؎

یہ دل تجھ مکہ کے کعبہ مین مجھے اسود حجر دستا * زنخدا مین تری مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا *

لفظ دستا کے معنے تحقیقاً معلوم نہین ہوتے شاید پنجابی لفظ ہے بمعنی نظر آتا ہے

* کی مثال غیر مانوس الاستعمال۔ استعمال لفظ سنین کا بجاے مین کے اور سون و ستی کا بجاے سے کے اور مجھ اور تجھ کا بجای میرے اور تیرے کے اور بچن کا بجاے قول کے اور چرن کا بجاے قدم کے اور انکھیان بجاے انکھون کے اور اَپس بلا مد بجاے اپنے کے اس قسم کے الفاظ شعراے متقدمین کے کلام مین بکثرت موجود ہین اور اب بالکل غیر مانوس اور متروک ہین ولی ؎

تا حشر رہے بوے گلاب اوسکے عرق سون * جس سنین ایکبار وہ گل پیرہن آوے *

سایہ ہو میرا سبز برنگ پر طوطی * گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے *

کھینچین اپس انکھیان سنین جن کحل جواہر * عشاق کے گر ہاتھ وہ خاک چرن آوے *

آبرو ؎ بر سنین جامہ نہ تہا ایک جہول تہی * سودا ؎ یا الہی ہین کہون کس ستی اپنا احوال * زلف خوبان کی میری لگی ہوئی ہے جنجال * ایضاً ؎

گرہ لاکھون ہے غنچون کی صبا اکدم مین کھولے ہے ✤ نہ سلجھین تجھسے اے آہ سحر مجھ دلکی گلجھڑیان ✤ اور ایسا ہی استعمال لفظ ڈبر یکا بجاے کھیت کے سودا کے شعر مین ؎ لے دیدۂ تر جدھر گئے ہم ✤ ڈبرے جو تھے خشک بھر گئے ہم ✤ اور رکد کا بجاے کب کے اس شعر مین ؎ لخت جگر سے خالی مژگان یہ کد رہے ہین ✤ یہ چھوٹے چھوٹے پودے پھولونسی لد رہے ہین ✤

مخالفت قیاس لغوی کے یہ معنی ہین کہ لفظ خلاف قاعدہ مفردات لغت کے مستعمل ہو جیسا سودا نے اپنے قصیدہ مین جسکے قوافی ہمدم و قلم ہین الفاظ عالم و کاظم کو جو بکسر ما قبل آخر فاعل کے صیغے ہین بفتح لام و ظا قافیہ کیا ہے مطلع قصیدہ یہ ہے علم ظنی ہے طبابت اسے سن کہہ ہمدم ✤ متفق اس پہ اطباے جہان ہین باہم ✤ اور وہ اشعار جنمین عالم و کاظم کو قافیہ کیا ہے یہ ہین ؎ فی الحقیقت ہے اطبا مین وہ شخص طبیب ✤ جو کما ینبغی ان چیزون کا ہووے عالم ✤ سو تو ان باتو نمین ہے خوض طبیبو نمین کسی ✤ اس زمانہ مین بجز میر محمد کاظم ✤ ایسا ہی گرفتہ کو جو صیغہ صفت کا ہے مثل شگفتہ و رخفتہ کے گرفت بحذف ہا لانا ہے یہ بھی خلاف قیاس لغوی ہے ؎ سودا مین اس چمن مین ہون جون غنچہ دل گرفت ✤ ماتم سرا مین صورت دلگیر جا ہیے ✤ اسیطرح متحرک کو ساکن اور ساکن کو متحرک یا اور اسی قسم کی غلطی کرنا۔ یا مذکر کو مونث یا مونث کو مذکر لانا یا بجاے رلاے ہندی کے راے مخففہ استعمال

کرنا خلاف قیاس لغت سمجھنا چاہیے مثال تحریک ساکن کی سودا کا شعر ؎
بنیے کا دیوال بند ایک قرضدار تہا ﴿ اوسکی ادا کرنے مین سخت وہ لاچار تہا
ایضاً ؎ ذات پر اوسکی ہر ہر بن کہنہ عز و جل ✢ الفاظ قرض و کہنہ
ساکن الاواسط ہین نہ متحرک الاواسط علاوہ ازین دوال بند بمعنی سپاہی کے
ہین نہ دیوال بند۔ اس قسم کی غلطیان اس ملک الشعر کے کلام مین اور بہی ہین
میر محمد تقی تخلص میر ؎ خلق یکجا ہوی کنارہ پر ﴿ حشر برپا ہوئی کنارہ پر
حشر کو خلاف جمہور فصحائے مونث باندہا ہے سودا ؎ ساق سیمین تیری شب
دیکہکے گوری گوری ﴿ شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تہوڑی تہوڑی۔
اسمین تہوڑی کو جو رائے ثقیلہ سے ہے۔ گوری کا جو رائے خفیفہ سے ہے
قافیہ کیا ہے آلغرض یہ جملہ امور خلاف قیاس لغت و اصطلاح و مخل فصاحت ہین
فائدہ بعض الفاظ خلاف لغت صحیح محاورۂ فصحا مین بکثرت مستعمل ہین اونکو بمقتضائے
غلط العام فصیح کے مخل فصاحت نہ سمجھنا چاہیے مثلاً لفظ دوانہ بجائے دیوانہ کے
اور نشا متحرک الاوسط بجائے ساکن الاوسط کے اور کافر بوزن ساغر کے اور
صاحب بوزن ہارب کے۔ ایسا ہی اگر شاعر اپنی غلطی کی طرف اشارہ کردے
تو کلام مبدل بلطف ہوجاتا ہے جیسا الہی بخش خان معروف کے اس شعر مین ؎
غلط العام فصیح کی حنا کا معروف ﴿ رنگ سے سیر ان اشعار کے ناخونون مین ✢
لفظ فصیح ناخن ہے بزناخون شاعر نے اس غلطی کیطرف اشارہ کرکے اپنے کلام

کو لطیف کر دیا لہذا وہ خلاف فصاحت نہین ہے

کلام فصیح اوسکو کہتے ہین جسکی تمام الفاظ فصیح ہون و رضعف تالیف اور
تنافر کلمات اور تعقید سے خالی ہو ضعف تالیف کے یہ معنی ہین کہ ترکیب
کلام خلاف قواعد نحو کے ہو مثلاً کسی اسم کیطرف قبل اوسکی ذکر کے اشارہ
کردین جیسا یون کہین کہ اوسکے غلام نے زید کو مارا اور لفظ اوسکے سے
مراد زید ہو یا درمیان فعل و فاعل یا فعل و مفعول کے کسی اجنبی کا فاصلہ لے
آوین جسکا بیان آگے آویگا

تنافر کلمات کے یہ معنے ہین کہ کلمات مجتمع ہوکر زبان پر ثقیل ہوجاوین گو
اونمین ہریک بجاے خود فصیح ہو جیسا اس عبارت مین چچا چار کھرے کچے
چچا چار کھرے پکے پکے کھرے کچے چچا کچے کھرے پکے - یہان الفاظ چچا اور
کھرے ہریک بجاے خود فصیح و غیر ثقیل ہین مگر مجتمع ہوکر بشدت ثقیل ہوگئے
اور جیسا اس مصرعہ مین ؎ حرب کی قبر کی کر قرب مین قبر ٭ اور جیسا
انشاء اللہ خان کے ان دونون شعرون کے آخر مصرعون مین ؎ تربت
قیس پہ ٹکراے یہ آہو کہ تمام ٭ گئے شاخون کی دہرا دہر سے یہ جھڑ جھڑ تھپڑ ٭
ایضاً ؎ تیس حرفون ہی مین سب کچھ ہے یہ انشا سچ ہے ٭ بس یہ ہے
نحو کے ہین حرف یہ ہے صرف کے حرف - اخیر کے دو شعرونمین پہلے
دو مثالون سے ثقل کم ہے

تعقید کے یہ معنی ہین کہ مطلب کلام کا ظاہر نہو یا تو اس سبب سے کہ نظم کلام
مین بسبب تقدیم یا تاخیر یا حذف وغیرہ کے کچھہ خلل ہے اسکو تعقید لفظی کہتے
ہین مثال تقدیم و تاخیر کی اشعار ذیل ہین سودا ؎ توڑ کر بتخانہ
کو مسجد بنائی تو نے شیخ ٭ برہمن کی لگی بہی کچھہ فکر ہے تعمیر کا
اصل کلام یہ تہا کہ برہمن کے دل کی تعمیر کا بہی کچھہ فکر ہے پس یہان
درمیان تعمیر مضاف اور دل مضاف الیہ کے الفاظ کچھہ فکر ہے فاصل
ہو گئے ہین اسلئے شعر اپنی سلاست پر نرہا حکیم مومن خان تخلص مومن ؎
اعجاز جان دہی ہے ہمارا کلام کو ٭ زندہ کیا ہے ہمنے مسیحا کے نام کو ٭
مصرعہ اول مین اصل کلام یہ ہے اعجاز ہمارا جان دہی ہے کلام کو پس
یہان درمیان مضاف و مضاف الیہ اور فعل و مفعول کے اجنبی کا فاصلہ
ہے شیخ محمد ابراہیم ذوق تخلص ؎ بند آنکھین کئے جاتا ہے کدہر تو کہ تجھے ٭
ہے تیرا نقش قدم چشم نمائی کرتا ٭ یہان مصرعہ اول مین بند آنکھین کئے حال
مقدم ہے اور تو ذوالحال موخر ہے اور مصرعہ دوم مین کرتا ہے صیغہ
وا ماضی قریب تہا اوسکے دو ٹکڑے کرکے علامت ماضی قریب کو لفظ
ماضی سے مقدم کر دیا ہے اسلئے شعر مین بہر دو وجہہ گونہ تعقید ہے ـ
خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ ؎ دیکہا تو عجب ہے یہان کا لیکہا ہمنے ٭ یہان
دیکہا فعل اور ہمنے اوسکا فاعل اور اونکے بیچ مین الفاظ اجنبی فاصل ہو کر

سبب تعقید ہو گئے ہین۔

مثال حذف مومن خان کا شعر ؎ خیالِ خوابِ راحت ہے علاج اِس بدگمانی کا
وہ کافر گو رہین ہو من میرا تشانہ بلاتا ہے ✤ مطلب شعر یہ ہے کہ ہم تو مر گئے
اور معشوق کو اب تلک خیالِ خواب راحت ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ ہم خواب
راحت مین ہین پس کیا علاج ہے اس بدگمانی کا یہان جملہ خیال خواب
راحت ہے مبتدا ہے جسکی خبر محذوف ہے یعنی اوسکو اور جملہ علاج اس
بدگمانی کا خبر ہے جسکی مبتدا محذوف ہے یعنی کیا علاج یا مبتدا ہے جسکی خبر
محذوف ہے یعنی علاج اس بدگمانی کا کیا ہے بھرحال بباعث حذف کے
مصرعہ اول مین تعقید ہو گئی ہے۔ یا مطلب کلام اس وجہ سے ظاہر نہین
ہوتا کہ متکلم کے مطلب تلک بذریعہ لوازم بعیدہ و وسائط کثیرہ خفیہ غیر مذکورہ
رسائی ہوتی ہے پس وسائط کثیرہ اور اونکا مذکور نہونا باعث تعقید کلام
ہو جاتی ہین اس قسم کی تعقید کو تعقید معنوی کہتی ہین جیسا اس شعر مین ؎
میری لیلیٰ کو کردیا مجنون ✤ اے سکندر مین تجھکو کیا کوسون ✤ خلاصہ شعر
یہ ہے کہ شاعر کا معشوق آئینہ مین اپنی صورت دیکھکر اپنا عاشق ہو گیا ہے
اور مشہور یہ ہے کہ آئینہ سکندر نے ایجاد کیا ہے پس شاعر سکندر کی شکایت
کرتا ہے کہ تو نے ایسی چیز کیون بنائی جس سے اوسکے معشوق بلکہ خود عاشق
پر یہہ بلا آئی۔ یہان بنائے شکایت تین امر ہین ایک سکندر کا آئینہ بنانا دوسرا

معشوق کا آئینہ دیکھنا۔ تیسرا اپنا عاشق ہو جانا اور تینوں امور شعر مین مذکور نہین ہین اور یہہ ہی وجہ تعقید ہو گئی ہین اور قریب اسکی ہے یہ شعر اسد اللہ خان تخلص غالب کا ؎ آئینہ دیکھہ اپنا سا موہنہ لیکے رہ گئے + صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تہا + تعقید کی اور مثال مومن خان کا شعر ؎ یہہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا + مین الزام اوسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا + حاصل شعر یہ ہے کہ شاعر نے اپنے دوست سے کہا کہ تو نے وعدۂ ملاقات کیا اور تب بہی نہ آیا پس تو نے اپنے کہے کے خلاف کیا اور الزام کہا یا اوسکے دوست نے اپنے نہ آنیکی وجہ امتحان کشش دل بیان کی یعنی اوسنے کہا کہ مجھکو امتحان کشش دل طرفین منظور تہا کہ دیکھین کون کسکو کہینچ لیتا ہے نتیجہ امتحان یہہ ہوا کہ میرے دلکی کشش تم پر غالب آئی کہ تمکو میرے گہر کہینچ لائی اب شاعر لاجواب ہو کر کہتا ہے کہ یہہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا کہ اوسنے اولٹا مجھکو قصور مند ٹھہرایا۔ یہان وجہ قصور مند ہونے شاعر کی یعنی اوسکا دوست کے پاس جانا اور دوست کا اوسکے پاس نہ آنا شعر مین مذکور نہین ہے اور یہہ ہی امور باعث خفاے مقصود و سبب تعقید ہوئے ہین اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض علما کے نزدیک فصاحت کلام کے واسطے علاوہ چار امور مذکورہ بالا کے دو اور شرائط بہی ضروری ہین ایک نہونا کثرت تکرار کا اور دوسرے نہونا کثرت اضافات کا یعنی اونکی راے

مین ایک یا کئی الفاظ کا کلام مین بار بار آنا یا چند اضافتون کا پے در پے آنا خلاف فصاحت ہے ۔ مثال کثرت تکرار کی شعر انشا اللہ خان کا ؎
تم جو کہتے ہو مجھے تو نے بہت سوا کیا ٭ کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر مینے کیا کیا ٭
مصرعہ دوم مین لفظ کیا چار بار آیا ہے دوسری مثال غالب کے شعر کی ؎
نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین ٭ تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین ۔ مثال کثرت اضافات کی ذوق کا شعر ؎ وہ ہو نمین گیسوئے موج محیط اعظم وحشت ٭ کہ ہے پھیرے ہوئے روئے زمین کو پیچ وخم میرا ٭ ایضاً غالب ؎ مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیئے ٭ داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیئے ٭ اول شعر کے اول مصرعہ مین اور دوم شعر کے دوم مصرعہ مین چار چار متواتر اضافتین ہین اور حق یہہ ہے کہ کثرت تکرار وکثرت اضافات اگر باعث ثقل تلفظ ہون تو ننافر کلمات مین داخل ہین ورنہ خلاف فصاحت نہین ہین بلکہ اکثر سبب لطافت وملاحت کلام ہوجاتی ہین

متکلم فصیح اوسکو کہتے ہین جو مقصود با لفاظ فصیح بیان کرنیکا ملکہ رکھتا ہو یعنی اسمیں مشاق ہو پس اگر کوئی متکلم ایک مطلب کو با لفاظ فصیح بیان کردے تو اوسکو اصطلاح مین فصیح نہین کہین گے جب تلک اوسکی ذہن مین قوت ادائے مقصود با لفاظ فصیح خوب مستحکم نہو جاوے

بلاغت کلام کے یہہ معنے ہین کہ کلام فصیح موافق مقتضاے حال کے ہو یعنی جیسا موقع ہو اوسیکے مطابق گفتگو کیجاوے مثلاً اگر سامع مضمون خبر مین شک نرکھتا ہو یعنی صدق و کذب خبر سے خالی ذہن ہو تو وہان خبر کو مقرون بتاکید نہ لانا چاہئے اور جو سامع مضمون خبر مین متردد ہو تو وہان تاکید خبر مناسب ہے اور جو سامع منکر خبر ہے تو وہان تاکید خبر بقدر قوت انکار سامع واجب ہے ۔ پس جو شخص زید کے آنے یا نہ آنے سے خالی ذہن ہو یعنی اوسمین متردد نہو تو اوسکو صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ زید آیا اور جو اوسمین متردد ہے تو کہنا مناسب ہے کہ بیشک زید آیا اور جو زید کے آنے کا منکر ہو تو کہنا چاہیئے کہ بخدا بیشک زید آیا یا مثل اسکی ۔ اب تعریف بلاغت سے واضح ہے کہ بلاغت کلام بے فصاحت کلمات کے متصور نہین ہے اور فصاحت بے بلاغت کے پائی جاسکتی ہے جہان کلام فصیح مین رعایت مقتضی حال و لحاظ موقع کا نہو ۔

پس بلاغت کلام دو امور پر موقوف ہے ایک یہہ کہ معنی مطلوب کے ادا کرنے مین خطا سے بچے تاکہ رعایت موقع و مقتضے حال کے پائی جاوے دوسرے یہہ کہ کلام فصیح کو غیر فصیح سے تمیز کرے کیونکہ بلاغت بے فصاحت نہین پائی جاسکتی ہے اور تمیز کلام فصیح کی غیر فصیح سے کسی قدر تو علم لغت سے ظاہر ہوتی ہے جیسے لفظ کا وحشی ہونا اور کچھہ علم صرف سے

مثل مخالفت قیاس لغوی کے کیونکہ صرف سے یہہ بات معلوم ہوجاتی ہے
کہ مثلاً عالم و کاظم جو اسم فاعل کے صیغے ہین بفتح لام وظا استعمال کرنا قیاس
لغوی کے خلاف ہے اور کسیقدر علم نحو سے معلوم ہوتی ہے مثل ضعف
تالیف وتعقید لفظی کے اسلیے کہ مثلاً عدم جواز اضمار قبل الذکر اور غیر مناسب
ہونا فاصلہ اجنبی کا درمیان فعل و فاعل یا فعل و مفعول کے علم نحو کے
مسئلے ہین۔ اور کسیقدر بذریعہ طبع سلیم کے مثل ناگواری تنافر حروف
وکلمات کے۔ مگر بذریعہ لغت وصرف و نحو وطبع سلیم کے تعقید معنوی
سے احتراز نہین ہوسکتا یعنی چارون مذکورہ بالا سے یہہ دریافت
نہین ہوتا کہ کلام تعقید معنوی سے محفوظ ہے یا نہین۔ الغرض حصول
بلاغت کیواسطے علاوہ امور مسطورہ دو اور علوم کی حاجت ہے ایک وہ
علم جو معنے مطلوب کے مقتضی حال کے موافق ادا کرنے مین خطا سے بچاوے
اور دوسرا وہ علم جو تعقید معنوی سے محفوظ رکھے اول کا نام علم معانی ہے
دوسرے کا نام علم بیان اور جس علم سے طریقے تحسین کلام کے معلوم ہون
اوسکو علم بدیع کہتے ہین۔ پس یہہ کتاب تین حصون مین منقسم ہوئی۔

حصہ اول علم معانی کے بیان مین

علم معانی مین آٹھہ فصلین ہین۔ **فصل اول** احوال اسناد خبر کے بیان مین
فصل دوم احوال مسند الیہ کے بیان مین **فصل سوم** احوال مسند کے

بیان مین **فصل چہارم** احوال متعلقات فعل کے بیان مین **فصل پنجم** قصر کے بیان مین۔ **فصل ششم** انشا کے بیان مین۔ **فصل ہفتم** فصل اور وصل کے بیان مین۔ **فصل ہشتم** ایجاز و اطناب و مساوات کے بیان مین اور تعریف ہر یک کی اونکی فصل مین مذکور ہوگی۔ **فصل اول** احوال اسناد خبری کے بیان مین۔ کلام کی دو قسمین ہین ایک خبر اور دوسری انشا خبر وہ ہے کہ جسکے کہنے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکین۔ اور انشا وہ ہے جسکے قائل کو جھوٹا یا سچا نہ کہہ سکین اور معنی اسناد کے یہہ ہین کہ ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے ایسی طرح ملاوین جس سی مخاطب معلوم کرلے کہ ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کو ثابت ہے یا ثابت نہین ہے۔ اب جانو کہ خبر دینے سے مخبر کے دو مطلب ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ سامع کو ایک بات سے آگاہ کرتا ہے اور دوسرے یہہ کہ اوس سے اپنی واقف کاری ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً زید آیا دو غرض سے بولا جاتا ہے ایک تو یہہ کہ سامع ناواقف کو زید کے آنے سے آگاہ کردے اور دوسرے اظہار اس امر کا کہ زید کے آنے سے متکلم بھی مثل سامع کے واقف ہے۔ غرض اول کو فائدہ خبر اور دوم کو لازم فائدہ خبر کہتے ہین۔ کبھی مخاطب کو جو فائدہ خبر اور لازم فائدہ خبر سے واقف ہے بمنزلہ غیر واقف خیال کرکے خبر دیجاتی ہے جس جگہہ کہ مخاطب اپنے علم پر عامل نہو۔ مثلاً وکیل جعلسا

تو کہین کہ سنو جعلسازی بڑا جرم ہے یا ایک مولوی لے نماز سے کہین
کہ حضرت نماز فرض ہے اور اسی قسم کا ہے یہہ سودا کا شعر ۵ مجرم ہون
مین تو کہہ دو مکافات کیلئے + مونہہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کیلئے +
اس امر کو ہر کوئی جانتا ہے کہ زبان بات کے لیئے ہے مگر چونکہ مخاطب باوجود
حاجت بولتا نہین ہے اسلیئے شاعر اوسکو فائدہ زبان سے ناواقف فرض
کرکے دوسرے مصرعہ کے مضمون سے مطلع کرتا ہے ۔ مگر یاد رہے کہ
خبر حاجت سے زیادہ ندینی چاہیئے جسکا بیان اوپر گزرا یعنی اگر مخاطب مضمون
خبر سے ناواقف ہے اور اوسکو اوسمین کچہہ تردد نہین تو خبر کو بالفاظ تاکید
نہ کہنا چاہیئے اور اگر مضمون خبر مین متردد و حیران ہے تو بہتر ہے کہ خبر
بتاکید دیجاوے اور اگر مخاطب مضمون خبر کا منکر ہے تو تاکید بقدر قوت
انکار واجب ہے الحاصل یہہ تین صورتین ہوئین اول صورت کو
ابتدائی کہتے ہین اور دوسری کو طلبی و تیسری کو انکاری ۔ اگر
کلام صورتون مذکورہ کے مطابق بولا جاوے تو کلام موافق ظاہر کہلاویگا
اور بسا اوقات خلاف ظاہر ہی گفتگو کیجاتی ہے یعنی غیر سائل کو سائل
ٹہرا لیتے ہین جبکہ کلام سابق مین اس قسم کا مذکور ہو جو مضمون خبر کی طرف اشارہ
کرے جس سے مخاطب غیر سائل خبر کا منتظر ہوجاوے جیسا میر کے اس
شعر مین ۵ میر کے دین اور مذہب کو پوچہو ہو کیا تم اونے تو + قشقہ کہینچا

دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا + جب اسقدر کہا گیا کہ میر کے دین و
مذہب کو پوچھو ہو کیا تو طرز کلام سے واضح ہو جاتا ہے کہ میر کے دین مین
کچھ خلل ضرور آگیا ہے اب مخاطب کو یہہ تردد پیدا ہوگا کہ آیا خلل مذکور نے
نوبت بکفر پہونچا دی یا نہین اب گویا مخاطب غیر سائل سائل ہوگیا اوسکے
جواب مین مصرعہ ثانی کہا گیا جسمین خبر مقرون بتاکیدات ہے کیونکہ یہہ تینون
جملے یعنی قشقہ کھینچا اور دیر مین بیٹھا اور کبکا ترک اسلام کیا باعتبار معنی
ایک ہی ہین خلاصہ سب کا یہہ ہے کہ ترک اسلام کیا گو الفاظ مین اختلاف ہے
اور الفاظ تو اور کب تاکید کی تقویت کرتی ہین — اور جیسا ناسخ
کے شعر مین ؎ مار ڈالا ہے جسے جانکے جون قاتل نے + زلف مشکین
مین یقین ہے وہ میرا دل ہوگا + مصرعہ اول سے واضح ہے کہ تشخیص مقتول
جو نہی اب سامع کو یہہ خلجان ہوگا کہ ہرزہ کیا تہی اوسکے جواب مین مصرعہ
دوم موکد بہ لفظ یقین لایا گیا — اور اسیطرح کبھی غیر منکر کو منکر فرض کرلیتے
ہین جبکہ غیر منکر پر آثار انکار نمایان ہون — مثلاً ایک شخص نہتا یعنی
بے سلاح میدان جنگ مین جانے لگے تو اوسکو کہین کہ تیرے دشمن
تو بیشک مسلح ہین — ہرچند وہ شخص دشمنون کے مسلح ہونیکا انظاہر انکار
نہین کرتا ہے مگر اوسکا خالی ہاتہہ لڑائی مین جانا منجملہ علامات انکار ہے
اسلئے اوسکو منکر خیال کرکے خبر کو موکد بلفظ بیشک کیا گیا — اور کبھی منکر کو

غیر منکر ٹھہرالیتے ہیں مثلاً ایک دہریہ سے جو وجود خالق کا منکر ہے کہا جاوے کہ خالق کا ہونا برحق ہے یہان خبر بلا تاکید اسواسطے کہی گئی کہ وجود خالق کی عالم مین اس کثرت سے دلائل موجود ہین اگر وہ منکر ذرہ بھی تامل کریگا تو انکار چھوڑ دیگا۔ اور کبھی وجود ایک شی کو بمنزلہ عدم کے ٹھہرالیا جاتا ہے۔ مثال اوسکی وہی خبر وجود خالق کی ہے بمقابلہ دہریہ کے یعنی خبر کو بلا تاکید اس غرض سے لایا ہے کہ انکار وجود خالق کو بسبب کثرت دلائل وجود خالق معدوم خیال کیا گیا ہے۔

اب معلوم کرنا چاہیے کہ تینون اعتبارات مذکور یعنی ابتدائی و طلبی و انکاری جیسی اثبات خبر مین مذکور ہوئی ایسی ہی نفی خبر مین بھی جاری ہین۔ مثلاً مخاطب خالی ذہن و غیر متردد سے کہا جاوے گا کہ زید نہین آیا اور متردد سے بیشک زید نہین آیا اور منکر سے بخدا زید نہین آیا۔

فائدہ اسناد خبری اور انشائی کی دو قسمین ہین ایک حقیقۃ عقلیہ اور دوسری مجاز عقلی۔ حقیقۃ عقلیہ اوسکو کہتے ہین کہ فعل یا معنی فعل مثل مصدر و اسم فاعل و اسم مفعول و صفت مشبہ و اسم تفضیل و اسم ظرف جسکے لئے بظاہر اعتقاد متکلم مین ہین اوسکی طرف نسبت کئے جاوین۔ حقیقۃ مذکورہ کی چار قسمین ہین اول یہہ کہ وہ اسناد واقع کی بھی مطابق ہوا اور اعتقاد متکلم کے بھی مثلاً ایک مومن کہے کہ خدا نے زمین کو سبز

کردیا۔ دوم یہہ کہ فقط اعتقاد کے مطابق ہو نہ واقع کے جیسا غیر مُوحّد
کہے کہ زمین کو مینہ نے سرسبز کردیا۔ تیسرے یہہ کہ فقط واقع کے مطابق
ہو نہ اعتقاد کے جیسا کوئی دہریہ اپنا عقیدہ کسی ناواقف سے پوشیدہ
کرکے کہی کہ خالق عالم موجود ہے چوتھے یہہ کہ نہ اعتقاد کے موافق
ہو نہ واقع کے مثلاً ایک شخص جانتا ہے کہ زید نہیں آیا ہے اور باوجود اسکے
کہے کہ آیا ہے الغرض یہہ چاروں صورتیں حقیقۂ عقلیہ کی ہیں
مجاز عقلی اوسکو کہتے ہیں کہ کسی تاویل سے فعل کو یا معنی فعل کو اوسکے
ایسے متعلق کیطرف نسبت کریں جسکی طرف وہ فعل یا معنی فعل اعتقاد متکلم یا
واقع میں منسوب نہو۔ الحاصل نسبت فعل معروف کی فاعل کی طرف اور
فعل مجہول کی مفعول مالم یسم فاعلہ کیطرف حقیقۃ ہے جیسا امثلہ مذکورہ میں تھا
اور جو نسبت کسی متعلق کیطرف کسی مناسبت سے کیجاوے وہ مجاز ہے
مثلاً یہہ کہنا کہ نہر جاری ہے کیونکہ نہر نام ہے اوس مکان کا جسمین پانی
جاری ہوتا ہے پس جاری ہونیکی نسبت بجانب نہر جو مکان جریان آب
ہے مجاز ہے۔ یا طبیب کا یہہ کہنا کہ آج قارورہ میں حرارت ہے یہاں
مراد قارورہ سے بول ہے اور اصل میں قارورہ شیشہ کو کہتے ہیں پس
نسبت حرارت کی طرف قارورہ کی مجازی ہے بسبب علاقۂ ظرفیت کے
اور ایسا ہی مثلاً یہہ کہنا کہ شاہجہان نے تاج بی بی کا روضہ بنایا اصلی

کہ حقیقةً بانی عمارتین ورشاہجہان حکم دینے والا اور سبب تعمیر ہے پس
نسبت بنانیکی اوسکی طرف بتاویل سبب کے ہے
تعریف مجاز مین تاویل کی قید اسواسطے لگائی گئی ہے تاکہ اقوال کاذبہ
اور مثل قول غیر موحد کے کہ مینہ نے زمین کو سرسبز کردیا مجاز کی تعریف سے
خارج ہوجاوین کیونکہ جہوٹی باتون مین کچہہ تاویل نہین ہوتی اور ایسی ہی
غیر موحد کا اعتقاد یہہ ہے کہ سرسبز کرنا زمین کا خاصہ مینہ کا ہے پس اوسکا
یہہ لیے تاویل کہنا مجاز سے خارج اور حقیقت مین داخل ہے اسلیئے ذوق
کے اس شعر مین ؎ کیا دور جام ہو جو کہی سرپہ دور چرخ * گرچاک پہ
پہرسے تو مین ساغر کو توڑ دون * نسبت توڑ دینے ساغر کی جو بطرف
دور چرخ کے ہے احتمال ہے کہ شاعر اپنے ظاہر کلام کا معتقد ہو یعنی وہ دور چرخ
کو متصرف احوال عالم جانتا ہو اس صورت مین اسناد بزنگ قول غیر
موحد مذکور بالا حقیقی ہوگی کیونکہ بلا تاویل ہے اور احتمال ہے کہ متصرف
احوال خداوند تعالی کو جانتا ہو اور نسبت توڑ دینے کی بجانب دور چرخ
کی اس تاویل سے کی ہو کہ وہ بظاہر انقلاب زمانہ کا باعث ہوتا ہے
اس صورت مین اسناد مجازی ہوگی ــ خلاصہ یہہ کہ جب تک حال
عقیدہ شاعر کا معلوم نہو کا اسناد کو نہ حقیقی کہ سکین گے نہ مجازی ــ
اور سودا کے اس شعر مین ؎ اوٹہہ گیا بہمن دی کا چمنستان سے عمل *

تیغ اُردی نے کیا ملک خزان مستاصل + نسبت استیصال ملک خزان کی جو بطرف تیغ اُردی کے ہے مجازی ہے بقرینہ اسی قصیدہ کے اگلے شعر کے ۵ سجدۂ شکر مین ہے شاخ ثمردار ہر ایک + دیکھکر باغ دنیا مین کرم عزوجل + کیونکہ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر موحد ہے اور بہار کو جو مراد استیصال ملک خزان سے ہے خدا وند تعالی کی جانب سے جانتا ہے پس شعر اول مین نسبت استیصال ملک خزان کی بطرف تیغ اردی کے مجازی ہے اس تاویل سے کہ اردی زمانہ بہار ہے اب سنو کہ حقیقت و مجاز عقلی بنظر طرفین کے چار قسم کی ہین۔ اول یہہ کہ اونکی دونون طرفین مسند او مسند الیہ حقیقی ہون یعنی لغتہً اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہون جیسا اس قول مین کہ بہار نے سبزہ کو اوگا دیا یہان ظاہر ہے کہ بہار اپنے معنون مین مستعمل ہے اور اوگا دیا اپنے معنون مین۔ دوم یہہ کہ طرفین مجازی ہون جیسی اس مثال مین شباب دہر نے زمین کو زندہ کر دیا۔ یہان شباب دہر سے جوش قوت نامیہ مراد ہے اور حقیقت مین شباب اوس زمانہ کو کہتے ہین کہ جاندار کی اصلی حرارت اپنے زور و ون پر ہو اور زمین کے زندہ کر دینے سے اوسکی سرسبزی اور کثرت روئیدگی و نشو و نما مراد ہے اور حقیقی معنی زندہ کرنیکے جان بخشی کے ہین اور یہہ حس و حرکت کو چاہتی ہی

جو زمین نہین مقصود مین — تیسرے یہہ کہ حقیقت عقلی ہو اور مسند الیہ مجازی جیسا یون کہین کہ شباب دہر نے سبزہ اوگا دیا — چوتھے اوسکا عکس جیسا اس قول مین کہ بہار نے زمین کو زندہ کر دیا — مجاز عقلی کے لئے ایسے قرینہ کا ہونا جو معنی ظاہری کے ارادے سے منع کرے ضرور ہے کیونکہ اگر ایسا قرینہ نہوگا تو ذہن سیدہا حقیقی معنی کی طرف جاویگا — پھر وہ قرینہ یا تو لفظیہ ہوگا جیسا الفاظ کرم عز و جل سودا کے شعر مین جو سابق مذکور ہوا یا معنویہ مثلاً قیام مسند کا مسند الیہ کے ساتہہ عقلاً یا عادۃً محال ہو — عقلاً جیسا یون کہین کہ تمہاری محبت مجہکو تمہارے پاس لے آئی یہان ظاہر ہے کہ محبت لے آنیکی فاعل حقیقی نہین ہوسکتی اور ایسا ہی اس مثال مین کہ بادشاہ نے دشمن کا لشکر بہگا دیا عادۃً محال ہے کہ صرف ایک تن تمام لشکر کو بہگا دے اگرچہ عقلاً جائز ہے اسی قبیل سے ہے یہہ شعر میر کا ٥

چمن مین اوسکو صبحدم تکلیفِ صبا لے آئی تہی ٭ رخ سے گل کو مول لیا قامت سے سرو غلام کیا ٭

ظاہر ہے کہ صبا معشوق کے لے آنیکی عقلاً فاعل حقیقی نہین ہوسکتی ہے — اور قرینہ معنویہ مین یہہ قول موحد کا بہی داخل ہے کہ بہار نے سبزہ اوگا دیا —

معلوم کرنا حقیقت مجاز عقلی کا کہین تو ظاہر ہوتا ہے جیسا یون کہین کہ ہمکو تو تجارت نے نفع نہ بخشا یعنی ہمنے تجارت مین نفع نہ اوٹہایا کیونکہ

تجارت نفع بخشنی کی فاعل حقیقی نہین ہو سکتی ہے اور کہین پوشیدہ
کہ حقیقت بعد تامل و فکر کے معلوم ہوتی ہے جیسا یون کہین کہ تیرے دیدار نے
مجھکو خوش کیا یعنی اسد تعالے نے بسبب تیرے دیدار کے مجکو خوش کیا۔
کیونکہ دیدار فاعل حقیقی خوش کرنیکا نہین ہو سکتا
مجاز عقلی خبر کے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ انشا مین بہی پایا جاتا ہے جیسا
کوئی امیر اپنے وزیر سے کہے کہ ہمارے لئے ایک باغ طیار کردیا ایک
شہر آباد کرو کیونکہ باغ کا طیار کرنا یا شہر کا آباد کرنا اہلکارونکا کام ہے وزیر
تو ایک حکم دینے والا ہوگا۔

فصل دوم مسندالیہ کے بیان مین

حذف مسندالیہ کا یا تو اس سبب سے ہوتا ہے کہ وہ قرینہ سے معلوم
ہو سکتا ہے ایسی صورت مین اوسکو حذف کردیتے ہین تاکہ ذکر اوسکا لغو
نہو جیسا کہ اس مصرعہ مین ؎ کہا تو کیا ہے اب سینے عرض کی بیمار یعنی
مین بیمار ہون۔ مثال دیگر ذوق کا شعر ؎ منتادود طریق حسد کی حد و سے
ہین وہ اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین۔ یعنی اپنا ہی یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین۔ یہان
لفظ ہم جو مسندالیہ ہی حذف کردیا گیا کیونکہ قرینہ سے معلوم ہو سکتا ہی۔ یا اس سبب سے
کہ فہم سامع کا امتحان منظور ہوتا ہے کہ وہ قرینہ فہم ہے یا نہین ہے۔ یا
واسطے اظہار اس خیال کے کہ متکلم بنظر عظمت مسندالیہ کے اپنی زبان کو

اوسکے ذکر کے قابل نہین سمجھتا مثل شعر غالب ؎ اے ترا لطف زندگی افزا + ای ترا عہد فرخی فرجام + یعنی اے ممدوح ترا لطف اور تیرا عہد ایسا ہی ہے یا بنظر حقارت مسندالیہ کے اپنی زبان کو اوسکے ذکر سے بچاتا ہے ذوق ؎ مین کہان جو تابِ رخ سیمتن ہین + جالا سا عنکبوتونکا سقف کہن ہین ہے + یعنی یہ جالا سا عنکبوتونکا سقف کہن ہین ہے۔ یہان سیمتن کو جو مسندالیہ ہے اس خیال سے حذف کردیا کہ معشوق کے مقابلہ ہو۔ شے حقیر کا ذکر بار بار اچھا نہین ہے یا اس سبب سے کہ درصورت ضرورت اوسکے ذکر سے انکار کرجاوے جیسا بڑا اچھا بدمعاش ہے جبکہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہو کہ مراد زید ہے اور حذف اس خیال سے ہے کہ بوقت ضرورت کہ سکے کہ مین زید کو نہین کہتا ہون یا اس سبب سے کہ مسندالیہ واقع مین متعین ہے یا متکلم دعوی تعیین کرتا ہے۔ مثال اول خلاق جہان یعنی خداوند تعالی مثال دوم یہہ شعر ؎ کہتا تہا کل مریض کو اپنے سنا سنا + کردے کوئی معاف کسیکا کہا سنا + یعنی معشوق کہتا تہا یا جیسا ملک بخش یعنی بادشاہ یا بسبب تنگی وقت کے جیسا سانپ سانپ جبکہ مخاطب کو اوس سے ڈرانا منظور ہو۔ یا کسی اور ایسے ہی سبب سے مسندالیہ کو حذف کردیتے ہین

فائدہ کبہی مسندالیہ کو حذف کرکے صرف مفعول کو بطور مفعول مالم یسم فاعلہ ذکر کرتے ہین جیسا یون کہین کہ فلان ڈاکو مارا گیا یہان مسندالیہ یعنی فاعل

کو اس وجہ سے حذف کر دیا کہ اوس سے چندان غرض متعلق نہتی مقصود
بیان ہلاک ڈاکو کا ہے جو باعث آزار خلق کا تہا
ذکر مسند الیہ کا باعث یا تو یہہ ہوتا ہے کہ اصل یہہ ہے کہ ہر شی مقصود
مذکور ہو اور حذف کا سبب کوئی امر عارضی ہوتا ہے جب باعث حذف نہ پایا
گیا تو ذکر واجب ہو گیا۔ یا یہہ کہ قرینہ پر اعتماد کلی نہین ہے اسلئے احتیاطاً
ذکر کر دیتے ہین یا اس وجہ سے کہ سامع غبی ہے قرینہ فہم نہین ہے۔
یا واسطے توضیح و تعیین کے جیسا اس مصرعہ مین ۔ وہی ہے دریا
وہی ہے کشتی اوسیکا جلوہ حباب مین ہے یا واسطے اظہار تعظیم کے
جسجگہ اسم مسند الیہ تعظیم پر دلالت کرتا ہو جیسے جہان پناہ تشریف لائے۔
یا واسطے ترحم کے جیسا ؎ بیچارہ سینہ چاک گریبان دریدہ تہا یا واسطے
اظہار اہانت کے جیسا کمبخت چور حاضر ہے۔ یا واسطے تبرک کے جیسے
حضرت پیر و مرشد رونق افروز ہوے یا اسواسطے کہ نام لینے مین مزہ آتا ہے
جیسے یار آیا۔ یا واسطے شرح و بسط کلام کے ایسے موقع پر جہان سامع سے
گفتگو کرنا باعث اوسکی عظمت یا محبت کے متکلم کو منظور ہو اور اسی قصد سے
سلسلہ کلام احباب سے دراز کیا جاتا ہے جیسا میر انشاء اللہ خان کے
اس قطعہ مین جو بالاختصار نقل کیا جاتا ہے ؎ تم جو کہتے ہو مجہی تو نے بہت
رسوا کیا ٭ کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر مینے کیا کیا ٭ واسطہ باعث سبب موجب

جہت کچھہ بات بہی ٭ راز وہ کمبخت کیا تہا میںنے جو افشا کیا ٭ کیا کہا
کس سے کہا کسنے سنا کب کس گھڑی ٭ کس جگہہ کسوقت کس دم آپ کا چرچا کیا
٭ کچھہ بتا بہی نام اوسکا شکل کیسی وضع کیا ٭ جس کیینی آن کر ندکو اس ڈہب کا کیا ٭
گبر ہے وہ یا مسلمان یا نصاری یا جہود ٭ اس طرحکا تذکرہ جس شخص نے میرا کیا ٭
اور کہین ذکر مسند الیہ کا بنظر تہویل و تخویف کے ہوتا ہے جیسا بادشاہ کا
حکم ہے اور کبہی تعجب کیواسطے ہوتا ہے جیسا لڑکا شیر کا مقابلہ کرتا ہے
مسند الیہ کو مضمر اوسجگہہ لاتے ہین جہان موقع تکلم کا ہو جیسے مینے مارا
یا خطاب کا جیسے تونے مارا یا غیبت کا جیسے اوسنے مارا
چونکہ معرفون کی وضع مین تعین داخل ہے یعنی معرفہ اوسکو کہتے ہین کہ معین
کیواسطے وضع کیا جاوے اسلئے خطاب بہی اصل مین شخص معین و متقرر کے
ساتھہ ہوتا ہے مگر کبہی کسی مصلحت سے خطاب کو عام کردیتے ہین یعنی ہر
مخاطب کیطرف باری باری ہوتا ہے جیسا میر کے شعر مین ؎
اولٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھہ نہ دوا نے کام کیا ٭ دیکھا اس بیماری دل نے اپنا کام
تمام کیا ٭ یہان دیکھا کا خطاب کسی خاص شخص کیطرف نہین ہے بلکہ ہر دیکھنے
والا مخاطب ہے مطلب شاعر کا یہہ ہے کہ دل کی بیماری نے ہمارا حال
ایسا تباہ کردیا ہے کہ اوسکو ہر کوئی جانتا ہے اور دیکھتا ہے کسی کو پوشیدہ
نہین ہے پس جب یہہ کیفیت ہے تو کسی دیکھنے والیکی خصوصیت نہین ہے

ہر مینا دیکھہ سکتا ہے اسلئے خطاب مین تخصیص لغو ہے
مسندالیہ اپنے علم کے ساتھہ وہان مذکور ہوتا ہے جہان ذکر اوسکا نام
خاص منظور ہو جیسا اللہ ایک ہے - یا جس مقام پر مسندالیہ کی تعظیم یا اہانت
منظور ہوتی ہے اور یہہ وہان ہوتا ہے جسجگہہ علم سے یہہ مطلب نکلتا ہو
جیسے بلند خان جیتے اور کوڑی خان ہاری یا امراو سنگہ آئے اور رفیع چند
گئے - یا جس جگہہ مسندالیہ کا نام لینے سے مزہ یا رحم آتا ہے جیسا اس شعر
مین ؎ نمایان تیرے ناقہ کا پتا او لیلی ٭ جہان ڈالے تیری مجنون نے بیابان
کتنے ٭ ظاہر ہے کہ لیلی کا نام عاشق کے نزدیک مزہ دار ہے اور مجنونکا
نام خاص کر جبکہ معشوق کیطرف مضاف ہو یعنی تیرے مجنون نے معشوق کو
مہربان کریگا - یا واسطے نیک فالی یا بدفالی کے جیسے فتح سنگہ کو لاؤ
اور ظالم سنگہ کو بہگاؤ - اور تفادل ہی کیواسطے ہے لفظ جوان بخت کا
اس شعر مین ؎ اے جوان بخت مبارک تیرے سر پر سہرا ٭ آج ہے یمن و
سعادت کا تیرے سر سہرا ٭ یا واسطے تبرک کے جیسے اللہ مددگار ہے -
یا واسطے کنایہ لیسے معنون کے جو علم سے نکلتے ہون جیسے شیر افگنخان
آئے جبکہ کنایہ اوسکے شجاع ہونے سے ہو - یا دانشمند خان گئے جبکہ کنایہ
نام بردہ کے علم و فضل سے ہو - اور مسندالیہ کو موصول وسجگہ لاتے ہین
جسجگہہ مخاطب اوسکو صرف بذریعہ صلہ جان سکتا ہو مثلاً جو شخص کل ہمارے

ساتھہ تھے بڑے فاضل ہین ۔ یا اوسجگہ کہ مسندالیہ کا نام مکروہ ہو مثلاً جو
چیز شکم سے نکلتی ہے وہ حال معدہ کا ظاہر کرتی ہے یعنی بول و براز ۔ یا
اوسجگہ کہ غرض کلام کی تاکید منظور ہو مثلاً زید نے جو عمر کا پروردہ ہے اوسکا
حکم نا نا ۔ یہان مقصود کلام بد طینتی و ناحق شناسی زید ہے اور یہہ جملہ
موصولہ ۔ جو اوسکا پروردہ ہے ۔ اس مقصود کی تاکید کرتا ہے یعنی باوجودیکہ
مربی واجب الاطاعۃ ہوتا ہے مگر تب بہی بد بخت نے اوسکی نافرمانی کی ۔ یا
جس مقام پر تعظیم و تخویف منظور ہو جیسے ذوق کے شعر مین ؎ جبتک
کہ سر ہے ساتھہ ہے یہہ سر کی ہو سو ہو ٭ اب ہم تو سر بار محبت اوٹہا چکے ۔
ہو سو ہو کا ابہام واسطے ہولناکی و پرخطری واقعہ کے ہے یعنی ایکبار ہی
صدمہ عظیم ناقابل بیان پیش آوے اور کیسی ہی محنت شدید ستاوی مگر
ہم محبت نچھوڑین گے اور ایسا ہی اس شعر مین ؎ مجہہ سے مریض کو طبیب
ہاتھہ تو اپنا مت لگا ٭ مجھکو خدا پہ چھوڑ دے پھر خدا جو ہو سو ہو ٭ یا واسطے
اظہار خطا و تنبیہ مخاطب کے جیسا مصرع ؏ جسکو تم دوست سمجھتے تھے وہ دشمن
نکلا ۔ ظاہر ہے کہ اسطرح کے بیان مین تخطیہ مخاطب کا کھلا ہوا ہے بہ
نسبت اس کلام کے کہ فلان شخص تمہارا دشمن ہے یا اسلئے کہ خبر کے آنے
سے پہلے ہی معلوم ہو جاوے کہ وہ کس قسم کی ہوگی یعنی بطور مدح
ہوگی یا بطور ذم کے یا بطور ثواب کے یا بطور عذاب کے یا سوائے اسکے

جیسے سودا کے شعر مین ؎ جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز پہولتے پہلتے نہین ۔
سبز ہوتے کہیت دیکہا ہے کہبی شمشیر کا ۔ یہان جب شاعر نے الفاظ صلہ
وموصول یعنی جو کہ ظالم ہین کہے اوسکے سننے سے فوراً یہہ بات معلوم
ہوجاتی ہے کہ خبر آنیوالی بطور مذمت وبُرائی کے ہوگی ۔ یا اسلیئے کہ اوس
اوس سے اشارہ ہوتا ہے خبر کی تعظیم شان کیطرف جیسا ذوق کے شعر
مین ؎ جو برج اوڑرے سے اوڑکے یہہ ہوتا ہے وہ بلند ۔ رکہے ہے
سر یہ مثل گُلِ احمر آسمان ۔ یہان الفاظ صلہ وموصول سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ اوسکی خبر مین رفعت وبلندی کا ذکر ہوگا ۔ یا اسلیئے کہ اوس سے
سواے خبر کے کسی اور شی کی شان کی تعظیم کیطرف اشارہ ہوتا ہے ذوق ؎
جس انسان کو سگ دنیا نہ پایا ۔ فرشتہ اوسکا ہم پایا نہ پایا ۔
یہان الفاظ صلہ وموصول اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ لفظ انسان
کے جو موصول واقع ہوا ہے خبر مین مدح وثنا ہوگی پس یہہ واسطے
تعظیم شان غیر خبر کے ہوا ۔ اور کبہی صلہ وموصول ذریعہ اہانت شان
خبر کے ہوتے ہین مثلاً جو شخص کہ علم حساب نہین جانتا اوسنے علم مذکور
مین کتاب تصنیف کی ہے ۔ اور کبہی واسطے اہانت غیر خبر کے
ہوتا ہے مثلاً جو شیطان کا کہا کرتا ہے وہ گمراہ ہے ۔
مسندالیہ کو مُعرّف باسم اشارہ اوس جگہ لاتے ہین جسجگہ مسندالیہ کی

تمیز کامل کسی غرض سے منظور ہو جیسا ذوق کے اس مصرعہ مین مصرع
الہی یہہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو ۔ مقصود بالتمثیل یہہ بہادر شاہ ہے
۔ یا اسواسطے کہ سامع کو غبی خیال کیا ہے کہ وہ غیر محسوس کو سمجھتا ہے
نہین ۔ ذکی سے اب سبب کیا ہے کہ کانٹا سا کہٹکتا ہے ذکی + یہہ وہ
ہی دل ہے کہ رہتا تہا سدا آنکہو مین + خلاصہ یہہ کہ ذکی بہ سبب صدمہ
عشق و درد دل ایسا غبی و غافل ہو گیا ہے کہ کسی چیز کو بے اشارہ حسی سمجھتا ہی
نہین یہان تک کہ دلکو بہی لہذا دل کو بلفظ یہہ دل سمجھا تا ہے یا واسطے
بیان قرب و بعد مسند الیہ کے جیسا سے یہہ کہے صل علی وہ کہے سبحان اللہ
+ دیکہین مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا + ظاہر ہے کہ لفظ یہہ واسطے
اشارہ قریب کے ہے اور وہ واسطے اشارہ بعید کے اب جانو کہ
اشارہ قریب کبہی واسطہ تعظیم مسند الیہ کے ہوتا ہے جیسا ناسخ کے شعر
مین سے مقابل اُنکی آنکہون کے آہو ہو نہین سکتا + انہین کے آگے جادو
گر سے جادو ہو نہین سکتا ۔ میر سے لگا کو سے نہ دل کیا نا نہین
تو سے نے + جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی سے نے حال کیا + لفظ انہین کا شعر اول
مین ؛ اسطے تعظیم آنکہون معشوق کی ہے اور لفظ اس کا شعر دوم مین
واسطے تعظیم عاشقی کے مقصود شاعر یہہ ہے کہ اونکی عظمت قابل بیان
نہین اور بصورت یہہ بین حالش ہیرس کے قبیل سے ہے البتہ دیکہنی سے

کسیقدر خوبی و بڑائی معلوم ہوسکتی ہے اور کبھی واسطے تحقیر مسند الیہ کے
ذوق ؎ اے ذوق دیکھہ دختر رز کو نہ منہ لگا چھٹتی نہین ہے منہ سے
یہہ کافر لگی ہوئی + ایسا ہی اشارہ بعید کبھی واسطے تعظیم مسند الیہ کے ہوتا ہے
اور کبھی واسطے تحقیر کے اول کی مثال ذوق کا شعر ؎ وہ شہنشاہ بہادر شہ
کسرئ انصاف + خسرو جم خدم و داور دارا حشمت + ایسے موقع پر بعد
درجہ و رفعت مرتبہ بمنزلہ بعد مسافت سمجھا جاتا ہے اور گویا اس بات کا
اشارہ ہوتا ہے کہ بسبب علو مرتبہ کے ہماری وہان تک رسائی نہین ہے
ناچار دور ہی سے اشارہ کرکے بتلا سکتے ہین جیسا مہ و خورشید کو۔
دوم تحقیر کی مثال اوس لعین نے یون کہا۔ شیفتہ ؎ وہ شیفتہ کہ دہوم تہی
حضرت کے زہد کی + مین کیا کہون کہ رات مجھے کسکے گہر ملے + ان دونون
مثالون مین اشارہ بعید بقصد تحقیر ہے گویا کہ مشار الیہ کے پاس جاتے
شرم آتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اول مشار الیہ کو کسی وصف کے ساتھہ
ذکر کرتے ہین اور بعد اوسکے مشار الیہ پر کچھہ حکم کرتے ہین جو متفرع ہوتا ہے
وصف مذکور پر پس اسجگہ یہہ مجموعہ وصف و حکم کا بمنزلہ دعوی و دلیل کے
ہوجاتا ہے۔ سودا مصرع جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز پہولتے پہلتے نہین +
یہان اول مشار الیہ کو متصف بوصف ظلم ذکر کیا بعد اوسکے لفظ وہ
سے اوسکی طرف اشارہ کرکے اوسپر حکم نہ پہولنے اور نہ پہلنے کا کیا تاکہ معلوم

ہوجاوے کہ وجہ نہ پہولنے پہلنے کی وہ ہی صف ظلم کا ہے

فائدہ کبہی اسم اشارہ کو حذف کردیتے ہین بخیال کسی نکتہ کے مثل ترحم یا مذمت وغیرہ کے مثلاً یون کہین کہ مینے زید کو سلام کیا مغرور مطلق متوجہ نہوا۔ یا عمر نے زید کو مارا بیچارہ نے مطلق فریاد نکی یعنی وہ مغرور اور اوس بیچارہ نے اور اسم اشارہ کے حذف مین نکتہ یہہ ہے کہ متکلم گویا دعوی کرتا ہے کہ مغرور اور بیچارہ زید کے سوا اور کوئی دنیا مین نہین ہے پس وہ خود متعین ہے حاجت اشارہ نہین ہے اسی قسم کا نکتہ ہے ذوق کے اس شعر مین ہ قاصد جو وہان سے آیا تو شرمندہ مین ہوا + بیچارہ سینہ چاک گریبان دریدہ تہا + یعنی وہ بیچارہ

مسندالیہ کی تعریف باضافتہ اسلئے کرتے ہین کہ مسندالیہ کے ذہن مین حاضر کرنیکے واسطے اضافتہ ایک مختصر طریقہ ہے مثلاً میرا دوست یہان دوست مضاف ہے اور میرا مضاف الیہ اور یہہ اختصار ہے اس عبارت کا وہ میرا دوست ہے یا مجہہ سے دوستی کہتا ہے۔ فرق ہ کس مرض کی ہین دوا یہہ لب جان بخش تیری + جان بلب ہین تیرے آزار محبت والے مقصود شعر سے اس جگہہ تیرے آزار محبت والے ہین یہان آزار محبت والے مضاف اور لفظ تیرے مضاف الیہ ہے شاعر بسبب تنگی وقت و شدت مرض و کثرت بیماران عشق کے نام مریضون کا مفصل

نہین لے سکتا ہے بطریق مختصر اضافت اونکو ذکر کرتا ہے کیونکہ ظاہر ہے
کہ یہہ الفاظ اس عبارت سے مختصر ہین کہ وہ لوگ جو تیرے محبت کے آزار
مین مبتلا ہین ہے آیا اسلئے کہ اضافت مین تعظیم شان مضاف کی ہوتی ہے
جیسا ذوق ؎ فرزند شاہ یعنی جوان بخت ذی وقار * شاہ کا فرزند ہونا
باعث اعزاز فرزند کا ہے۔ یا مضاف الیہ کی جیسا تیرا غلام حاضر ہے
اسمین میری تعریف نکلتی ہے کہ مین ایسا ہون کہ میرا غلام ہے۔ یا غیر
مضاف و مضاف الیہ کے جیسے بادشاہ کا مصاحب زید کے پاس آیا
اسمین زید کی تعظیم ہے کہ اوسکے پاس ایسا بڑا شخص آیا۔ اور یہی تینون
صورتین مذکورہ بالا تحقیر مین ہو سکتی ہین مثال تحقیر مضاف کی حجام
کا لڑکا مثال تحقیر مضاف الیہ کی زید کا مارنیوالا مثال تحقیر غیر مضاف و
مضاف کی۔ حجام کا لڑکا زید کا مصاحب ہے اسمین تحقیر زید کی نکلتی
ہے۔ یا جسجگہ تفصیل محال ہو۔ جیسا اہل ہیئت کی یہہ راے ہے
کہ چاند گرہن زمین کے سایہ سے ہوتا ہے جن حکما کی یہہ راے ہے
اونکے نام لکھنے محال ہین اسلئے اونکو بلفظ اہل ہیئت بطور اضافت ذکر کیا
۔ یا جسجگہ تفصیل مشکل ہو جیسا شہر کے مہاجن حاضر ہین ہر چند شہر کے
مہاجنونکی تفصیل ہو سکتی ہے مگر مشکل ہے۔ ایسا ہی ہے اس شعر مین
؎ نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی بھیجا * حیف محزون مجھے یاران وطن بھول گئے *

مقصود مقام یاران وطن ہے۔ یا جسجگہ تفصیل کی کچھہ حاجت نہو۔
یا تقدیم و تاخیر ذکر مین ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہو جیسے شہر کے رئیس حاضرین
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوّل اضافت بقصد تعظیم لاتے ہین مگر بعد اوسکے
ایسا کلام ذکر کرتے ہین کہ تعظیم مبدل بکمال تحقیر ہو جاتی ہے۔ میر؎
پھر میر آج مسجد جامع کے تھے امام ٭ داغ شراب دہوتے تہے کل جانماز کا ٭
شیفتہ؎ وہ شیفتہ کہ دہوم تہی حضرت کے زہد کی ٭ مین کیا کہون کہ رات
مجھے کسکے گہر ملے ٭ شعر اول مین پہلے میر کو بلفظ امام مسجد جامع ذکر کر کی
اونکی بزرگی ثابت کی اور مصرعہ دوم مین اونکی مے نوشی کا اس طرح
ذکر کیا کہ تمام بزرگی خاک مین ملگئی اور یہہ ہی حال ہے شعر دوم کا
مسند الیہ کو نکرہ اوسجگہ لاتے ہین جس مقام پر کوئی فرد غیر معین افراد جنس
مراد ہو غالب؎ حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ ٭ کوئی مجھکو
یہہ تو سمجھاوے کہ سمجھاوینگے کیا ٭ یہان سمجھانیوالا کوئی مقرر نہین ہے
کوئی ہو۔ یا اوسجگہ جہان ایک نوع افراد جنس سے مطلوب ہو جیسا وہ کسیکی
سنتے ہین اون کے دلون پر پردہ ہے یعنی ایک نوع کا پردہ جو نصیحت
سننے اور عمل کرنے سے روکتا ہے یا واسطے تعظیم کے سودا؎
سودا کسیکو وہ تو ستاوے نہ بے سبب ٭ کیا جانیئے کہ تجھسے ہی کیا بات ہوگئی ٭
یعنی کوئی بڑی بات نا رضامندی کی ہوگئی یا واسطے تحقیر کے سودا؎

گالی کبھی ندی تھی سوا یکبات ہوگئی * یعنی ایک حقیر اور آسان بات ہوگئی
کبھی نکرہ سے تعظیم و تکثیر دونون سمجھی جاتی ہین ۔ مثلاً یون کہین کہ اگر وہ
میری نصیحت نمانے تو کیا عجب ہے او سنے تو ایک عالم کا کہنا نہین مانا
یعنی بہت سے اچھے سمجھانیوالونکا اور کبھی اوس سے تحقیر و تقلیل دونون
سمجھی جاتی ہین مثلاً زید سے مجھکو کچھ ملی پڑ لے ہے یعنی حقیر و قلیل
مسندالیہ کو موصوف او سجگہ لاتے ہین جسجگہ صفت موصوف کی شرح کرتا ہو
جیسے جسم طویل و عریض و عمیق کیواسطے کوئی مکان ضرور ہے یعنی ایک جگہ
خالی جسمین وہ آسکے ۔ یہان ظاہر ہے کہ طویل و عریض و عمیق جسم کی تعریف
واقع ہوئی ہین اور اوسکی شرح کرتے ہین اور ایسا ہی ہے یہہ شعر ذوق کا
ع شاہ دیندار رہا درشہ خارزی جسنے * خانۂ توبہ و تقوی کو کیا محکم اساس *
ظاہر ہے کہ دیندار وہ ہے جو صاحب تقوی ہو اور گناہون سے تائب پس جو
اوصاف مصرعہ دوم مین آئے ہین وہ شاہ دیندار کی تشریح کرتے ہین ۔
یا او سجگہ جہان صفت موصوف کی تخصیص کرتی ہو جیسا زید سوداگر آیا یا
مسندالیہ کی مدح یا ذم کرتے ہو جیسا زید عالم یا جاہل آیا ۔ اور یہہ وسجگہ
ہوتا ہے جسجگہہ موصوف قبل ذکر صفت متعین و مقرر ہو ۔ یا جہان صفت
کی تاکید کرتی ہو جیسا گزشتہ کل مین بڑی بارش ہوئی اسی قبیل سے ہے
یہہ قطعہ ذوق کا ع مگر یہہ ذوق ثنا سنج و مدح خوان تیرا * غلام پیر کہن سال

یک فقیر حقیر ۔ کرے ہے دل سے دعا یہہ سدا فقیرانہ ۔ سنا ہے جب سے
کہ رحم خدا دعاے فقیر ۔ یہان ذوق ثنا سنج و مدح خوان تیرا مثال او س صفت
کی ہے جو موصوف کو تخصیص کرتی ہے اور پیر کہن سال مثال تاکید
کی ہے کیونکہ پیر اور کہن سال ہم معنی ہین ۔
مسند الیہ کی تاکید اسواسطے کرتے ہین کہ وہ ذہن مین سامع کے مقرر اور
معین ہو جاوے کہ اوسکے غیر کا گمان نرہے جیسا زید زید آیا یا زید آیا
زید آیا اور اس قسم کا کلام اوسوقت کرتے ہین جسوقت متکلم گمان کرتا ہے
کہ سامع نے مسند الیہ کا نام نہین سنا ہے یا زید کو اپنے معنی حقیقی پر حمل
نہین کیا ہے مثلاً یہہ خیال ہو کہ زید کا بہائی یا نوکر آیا ہوگا اوسکو زید کا آنا
کہدیا گیا ہے ۔ یا اسواسطے کہ سہو کا شبہ نرہے جیسا زید زید آیا یعنی نسبت
آنیکی زید کیطرف سہواً نہین ہے بلکہ قصداً و ارادةً ہے ۔ یا واسطے
دفع وہم عدم شمول کے جیسا کل طلبہ حاضر ہوئے یا سب یا سارے یا تمام
تاکہ یہہ شبہ نرہے کہ بعض آئے اور بعض نہ آئے
مسند الیہ کے بعد عطف بیان اس غرض سے لاتے ہین کہ مسند الیہ کی
تشریح اوسکے خاص نام سے کیجاوے جیسے تیرا دوست خالد آیا یا ابو ظفر
بہادر شاہ کا دیوان بہت عمدہ ہے یا ابراہیم ذوق خاقانی ہند ہے یا
اسد اللہ خان غالب کا کلام سب پر غالب ہے ۔ یہان کچہہ ضرور نہین ہے

کہ دوم اول سے زیادہ مشہور اور واضح ہو بلکہ چاہیے کہ دونون سے
ملکر تمیز کامل حاصل ہو جاوے۔
مسندالیہ کے بعد بدل اس مطلب سے لاتے ہین کہ مسندالیہ کی تاکید ہو جاوے
۔مثال بدل کل کی تیرا بھائی زید آیا۔ مثال بدل بعض کی قوم آئی اکثر۔
یا پڑہی کتاب آدہی مثال بدل اشتمال کی پھٹگئی کتاب اوسکا جزودان
یا لٹ گیا زید اوسکا تمام مال۔ بدل غلط اہل بلاغت کے کلام مین نہین
ہوتا یا کمتر ہوتا ہے۔ بدل کبھی مدح کیواسطے لاتے ہین جیسا اس
قطعہ مین ۵ ایسی مُردار بدافعال کا تو نام نہ لے + حامی شرع ہے وہ بادشہ
پاک انفاس + شاہ دیندار بہادر شہِ غازی جسنے + خانہ توبہ وتقویٰ کو کیا محکم
اساس + یہان شاہ دیندار بدل ہے بادشہ پاک انفاس سے اور غرض
بدل سے مدح ہے۔
مسندالیہ کے بعد حرف عطف اوس جگہ لاتے ہین جہان تفصیل مسندالیہ
کی باختصار منظور ہو جیسے آئے زید اور عمر اس مثال مین تفصیل فاعل کی
ہے یعنی آنیوالے زید اور عمر ہین فعل کے انفصل اسمین کچھہ نہین ہے
کہ پہلے کون آیا۔ اور کبھی تفصیل مسند باختصار منظور ہوتی ہے جیسے
آیا زید پھر عمر یا آئے لوگ یہان تک کہ خالد اور اسطرح جب بولتے ہین کہ خالد
اونمین بڑا مشہور اور طاقت در ہے یا گمنام اور کمزور۔ یا اسواسطے کہ سامع

کو غلطی سے بچاوے جیسے آیا زید نہ عمر یہہ اس وقت کہتے ہین کہ سامع جانتا ہو
کہ زید اور عمر دونون آئے ہین یا فقط عمر آیا ہے۔ یا واسطے تبدیل حکم کے
ایک مسندالیہ سے دوسرے مسندالیہ کیطرف یعنی بطور بدل غلط کے جیسے آیا
زید نہین عمر یا زید نہین آیا بلکہ عمر۔ یا جسجگہ متکلم کو شک ہو یا سامع کو شک
مین ڈالنا منظور ہو مثلاً آیا زید یا عمر۔ یا واسطے مختار کرنیکے جیسے تم جاؤ
یا مین

فائدہ اگر معطوف و معطوف علیہ مین اظہار کمال اتحاد یا کمال تناف منظور
ہو تو صرف اونہین کے ذکر پر اکتفا کرلیتے ہین اور مسند کو حذف کردیتے
ہین مثال کمال اتحاد کی غالب کا شعر ؎ تو اور آرایش خم کاکل * مین
اور اندیشہای دور و دراز * یعنی تجھکو آرایش خم کاکل سے کمال اتحاد ہے
اور مجھکو اندیشہاے دور دراز سے * مثال کمال تناف کی یہہ دو شعر ؎
مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے * یہہ کم نگاہیان تیری بزم شراب مین *
مین اور حظ وصل خدا ساز بات ہے * جان نذر دینی بھول گیا اضطراب مین *
یعنی مجھہ مین اور ذوق بادہ کشی مین اور حظ وصل مین کمال منافات تہے مگر
فلان فلان وجہ سے یہہ منافات نرہی

مسندالیہ کے بعد ضمیر منفصل اوسجگہ لاتے ہین جس مقام پر مسند مسندالیہ کی ساتھہ
خاص ہو جیسا زید وہ ہی ظالم ہے یعنی ظلم خاص ہے زید کے ساتھہ

مسند الیہ کا مقدم لانا بوجوہ ہوتا ہے۔ یا تو اس سبب سے کہ مسند الیہ
اصل ہے اور کوئی باعث اوسکے موخر لانیکا نہین ہے۔ یا اسواسطے
کہ خبر سامع کے ذہن مین خوب جم جاوے اور یہہ وہان ہوتا ہے جسجگہ
ذکر مبتدا کا خبر کا مشتاق کرتا ہو جیسا غالب کے شعر مین ؎ آتش
دوزخ مین یہہ گرمی کہان ✤ سوز غمہاے نہانی اور ہے ✤ مصرع اول
کو سنکر سامع متحیر ہوتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے کہ آتش دوزخ سے بہی زیادہ
گرم ہے اور اسلئے مشتاق خبر ہو جاتا ہے۔ یا واسطے تعجیل نشاط کے
جیسا دوست آیا۔ اور کبہی بنظر مزید اہتمام کے اس سبب سے کہ مقصود مقام
اوسکا ذکر ہے جیسا اس شعر مین ؎ حمد بیحد ہے خداے پاک کو ✤ نور
ایمان جسنے بخشا خاک کو ✤۔ یہان اگرچہ نام خداوند تعالیٰ بباعث عظمت
لایق تقدیم تہا مگر اس وجہہ سے کہ اول کتاب مقام اظہار حمد ہے حمد ہی
کو مقدم کیا۔ یا واسطے نیک فالی کے جب مسند الیہ اسطرح کا ہو جیسا
فضل حق آے۔ یا واسطے بد فالی کے جیسا ظالم سنگہ گئے۔ یا واسطے
اظہار تعظیم مسند الیہ کے اور یہہ وہان ہوتا ہے کہ لفظ مسند الیہ تعظیم پر دلالت
کرتا ہو اصالتا یا بسبب اضافہ یا وصف کے جیسا ابو الفضل آے یا نواب
صاحب کے بیٹے تشریف لاے یا بڑے مولوی صاحب یہہ فرماتے ہین۔
ان صورتون مین تعظیم الفاظ مسند الیہ سے نکلتی ہے اور اظہار تعظیم

تقدیم مسندالیہ سے ہوتا ہے کیونکہ تقدیم سے مزید اہتمام ثابت ہوتا ہے
علی ہذا القیاس تقدیم مسندالیہ کبھی واسطے تحقیر کے ہوتی ہے
فائدہ مسندالیہ کی تقدیم کبھی واسطے اظہار اس غرض کے ہوتی ہے کہ
خبر فعلی مبتدا کے ساتھہ خاص ہے اور یہہ جب ہوتا ہے کہ جملہ مین حرف
نفی ہو اور حرف تخصیص مبتدا کے ساتھہ ہو جیسے مینے تو نہین کہا یعنی
کسی اور نے کہا ہے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ نہ کہنا میرے ہی ساتھہ خاص ہے
اور اسلئے یون کہنا نادرست ہے کہ مینے تو نہین کہا اور نہ کسی اور نے
کیونکہ اس کلام کے دونون جزو ایک دوسرے کے مخالف ہین۔ اول جزو سے
ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے نے کہا ہے اور دوسرا اس مضمون کی
نفی کرتا ہے۔ کبھی تقدیم مسندالیہ اوسکی تخصیص کا فائدہ دیتی ہے
واسطے اظہار غلطی اوس شخص کے جو خبر کو غیر مسندالیہ کے ساتھہ مخصوص سمجھتا ہے
یا مسندالیہ اور اوسکے غیر کو خبر مین شریک جانتا ہے مثلاً یہہ قول کہ مینے
ہی تیرے کام مین سعی کی ہے دو جگہ بولا جاتا ہے ایک تو واسطے
رد اوس شخص کے جو خیال کرتا ہے کہ صرف غیر نے سعی کی ہے اور
دوسرے واسطے رد اوس شخص کے جو خیال کرتا ہے کہ تو نے اور غیر نے
دونون نے ملکر سعی کی ہے۔ صورت اول کی تاکید مین اسطرح کہتے
ہین کہ مینے سعی کی ہے نہ غیر نے۔ اور صورت دوم کی تاکید مین اسطرح

کہتی ہین کہ صرف یا تنہا مینے سعی کی ہے یا مینے ہی سعی کی ہے

فائدہ جبکہ کلمہ کل یا ہر کی نفی کیجاتی ہے تو نفی شمول کی ہوتی ہے نہ اصل فعل کی خواہ حرف نفی مسندالیہ پر مقدم ہو جیسا اس مصرعہ مین ع نہ ہر زن ہے زن اور نہ ہر مرد مرد * یعنی نہ ہر زن سست عزم و زنانہمت ہوتی ہے اور نہ ہر مرد قوی دل و بلند ارادہ ہوتا ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ بعض زن زن ہے اور بعض مرد مرد یعنی نفی ہر کے لفظ کی ہوئی یعنی ہر ایک نہین ہے بلکہ بعض ہے ـ یا موخر جیسا امثلہ ذیل مین لوگ سب نہین آئے ـ یا سب لوگ نہین آئے ـ یا مینے سب روپئے نہین لئے ـ یا سب روپے مینے نہین لئے ان سب صورتون مین نفی شمول فعل کے ہے نہ اصل فعل کے

منجملہ اون مقامات کے جہان تقدیم مسندالیہ کی لازم خیال کیجاتی ہے وہ مقام ہے جسجگہ الفاظ مثل وغیرہ مانند اوسکے مسندالیہ واقع ہون مثلاً تیرا مثل بخل نہین کرتا اور تیرا غیر سخاوت نہین کرتا یعنی تو بخل نہین کرتا اور تو سخاوت کرتا ہے یہان لفظ مثل سے اور کوئی شخص مشابہ مخاطب کے مراد نہین ہے بلکہ خود مخاطب ہی مراد ہے یعنی مخاطب سے نفی بخل بطریق کنایہ کرتا ہے کیونکہ جب نفی بخل کی مثل مخاطب سے کی اور مثل سے مراد غیر مخاطب نہوا تو نفی بخل کی ذات مخاطب سے لازم آگئی اور اسی قبیل کا ہے

یہہ شعر ؎ اب یہہ حالت ہے کہ تجھسا بیدرد + میرے بچنے کی دعا مانگی ہے +
یعنی تو بیدرد ہوکر میرے بچنے کی دعا مانگے ہے اور الفاظ مجھی سا اور تجھی سا
کے میر کے قطعہ مین اسی قسم کے ہین ؎ ایک شخص مجھی سا تھا کہ تھا تجھسی پہ
عاشق + وہ اوسکی وفاپیشگی وہ اوسکی جوانی + یہہ کہکے جو رویا تو لگا کہنے کہ او میر +
سنتا مین نہین ظلم رسیدونکی کہانی +
اور تاخیر مسندالیہ کی اوسجگہہ ہوتی ہے جہان مقام تقدیم مسند کا مقتضی ہو
اور اوسکا بیان آگے آوے گا۔
فائدہ یہہ جو تمام مذکور ہوا مقتضاے ظاہر کے موافق تہا۔ اب معلوم کرنا
چاہیے کہ کبہی کلام مقتضاے ظاہر کے خلاف بولا جاتا ہے۔ اوسکی چند قسمین
ہین منجملہ اونکے ایک یہہ ہے کہ مضمر کو بجاے مظہر کے استعمال کرتے ہین
جیسا اس شعر مین ؎ اوس سے طوفان اوٹہا اسنے گرائی بجلی + چشم نے
آہ شرربار نے سونے نہ دیا + مقتضی ظاہر کا اس مقام یہہ تہا کہ چشم سے طوفان
اوٹہا اور آہ نے گرائی بجلی ۔ بے ذکر چشم اور آہ کے اونکی طرف اشارہ کرنا خلاف
مقتضی ظاہر کے ہے۔ یا جیسا یون کہین کہ بات یہہ ہے کہ زید بہت اچہا
آدمی ہے۔ یہان یہہ کا اشارہ اوس بات کیطرف جواب تک مذکور نہین
ہوئی ہے کیا ہے۔ عام نکتہ اسمین یہہ ہوتا ہے کہ سامع ضمیر کو بے ذکر
مرجع یا اشارہ کو بے ذکر مشارالیہ کے سنکر اول متردد ہوگا اور اس لئے

کلام کو بتوجہ تمام سنے گا بعد ازان جب ذکر مرجع کا آویگا اوسکی طبیعت اوسکو
فوراً قبول کریگی اور سامع کو ایک طرح کا لطف حاصل ہوگا کیونکہ حصول کسی
شی کا بعد تلاش و مشقت کے لذیذ تر ہوتا ہے۔ اور کبھی ضمیر کو بے ذکر
مرجع کے اس دعوے سے ذکر کرتے ہین کہ ذہن سامع کا سواے مرجع کے
اور طرف نہین جائیگا بسبب شہرت یا رغبت مرجع کے چنانچہ غزلون مین بے
اسکے کہ معشوق کا ذکر کیا جاوے اوسکی طرف ضمیر پھیر دیتے ہین جیسا اس شعر
مین ؎ کہتا تہا کل مریض کو اپنے سنا سنا + کردے کوئی معاف کسیکا کہا سنا +
منجملہ اونکی یہہ ہے کہ مظہر کو بجاے مضمر لاوین پس اگر وہ مظہر اسم اشارہ ہوتا ہے
تو اوسمین یہہ غرض ہوتی ہے کہ مسند الیہ خوب مقرر و معین ہوجاوے کیونکہ وہ
کسی امر عجیب پر دلالت کرتا ہے جیسا اس شعر مین ؎ کچھہ رنگ اونکے گورے
ہین کچھہ قد دراز ہین + اس تہوڑی بات پر اونہین کیا کیا ہی ناز ہین + یہان لفظ
اسکا اشارہ ہے طرف حکم سابق غیر محسوس کے یعنی یہہ کہ حسین لوگ کچھہ صبیح الخد
ہین اور کچھہ دراز قد اسلئے یہہ محل ضمیر کا تہا مگر استعمال اسم اشارہ بخیال مزید توجہ
و تعین مشار الیہ کیا گیا ہے تاکہ سامعین بخوبی سمجھہ لین کہ ایسے محسوس معین
کے واسطے حکم عجیب ثابت کیا گیا ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے امور پر اسقدر
غرور و ناز کرتے ہین۔ یا یہہ غرض ہوتی ہے کہ سامع کی عقل کا کمال معلوم
ہوجاوے کہ اوسکے نزدیک غیر محسوس بمنزلہ محسوس کے ہے یا اوسکی کمال

سے بے عقلی ظاہر ہو جاوے کہ وہ غیر محسوس کو سمجھتا ہی نہین - اور اگر
وہ مظہر سواے اسم اشارہ کے ہو تو اس قصد سے لاتے ہین کہ خوب ذہن مین
جم جاوے جیسا - اللہ ہی مارے اللہ ہی جلاوے - بجاے وہ ہی جلاوے کے - یا یہہ غرض ہوتی ہے
کہ سامع کے دل مین ایک قسم کا رعب اور خوف پیدا ہو جاوے جیسا کہ کوئی
بادشاہ خود فرماوے کہ بادشاہ کا حکم یہہ ہے یعنی میرا - یا یہہ غرض ہوتی ہے
کہ سامع کو رحم آجاوے جیسا ؎ آپ کا بندہ اور پہرے ننگا - آپ کا نوکر اور
کہاوے اودہار ۔ یعنی مین آپ کا بندہ اور نوکر - بجاے لفظ مین کے الفاظ
بندہ اور نوکر اس مطلب کیواسطے لائے گئے ہین کہ سامع کو متکلم پر رحم آجاوے
اور اسی قبیل سے ہے یہہ ناسخ کا شعر ؎ جیتے جی جاؤن کہان مین کوئی
جانان چھوڑکر ۔ بلبل نالان کہان جاوے گلستان چھوڑکر ۔ یعنی مین کہ بلبل
نالان ہون گلستان سے کہا جاؤن منجملہ اونکے التفات ہے اور اوسکے
یہہ معنی ہین کہ اول کلام بطور تکلم یا خطاب یا غیبت بولا جاوے بعد ازان
طرز کلام بدل دیا جاوے مثلاً خطاب سے غیبت کیطرف یا غیبت سے
خطاب کیطرف مگر شرط یہہ ہے کہ تعبیر ثانی خلاف مقتضاے ظاہر وامید
سامع کے ہو اور یہہ قید اسلئے ضرور ہے تاکہ مین زید ہون اور تو عمر ہے
اور اسکی مانند التفات مین داخل نہین کیونکہ یہان اول کلام بطور تکلم شروع
کیا گیا اور بعد ازان اسم ظاہر جو اقسام غائب سے ہے لایا گیا پس یہان

تکلم سے غیبت کیطرف التفات پایا گیا لیکن خلاف مقتضی ظاہر نہین ہے اور یہہ ہی حال
مثال دوم کا آب جانو کہ التفات کی چھہ قسمین ہین اول تکلم سے خطاب کیطرف غالب
۵ پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق * آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بہی تھا * ریختہ تین
تمہین استاد نہین ہو غالب * کہتے ہین اگلے زمانہ مین کوئی میر بہی تھا * اول شعر مین کلام
بطرز تکلم ہے ۔ دوسرے مین بطور خطاب کیونکہ اول شعر مین لفظ ہمارے سے اظاہر مراد وہی غالب
ہے ۔ دوم خطاب سے تکلم کیطرف ۔ غالب ۵ شکوہ کے نام سے بیمہر خفا ہوتا ہے * یہہ بہی
مت کہہ کہ جو کہیئے تو گلا ہوتا ہے * پر ہو نمین شکوہ سے یون راگ سے جیسے باجا * اک ذرا چہیڑیئے
پہر دیکھیئے کیا ہوتا ہے * شعر اول مین مت کہہ بطور خطاب ہے * اور شعر دوم مین پر ہو نمین
بطور تکلم کے ۔ سوم تکلم سے غیبت کیطرف ۔ مومن خان ۵ مجھکو بہی بچالے جیسے تو نے
* یوسف کو گناہ سے بچایا * مومن کہے کس سے حال آخر ہے کون تیرے سوا خدایا * اول
شعر بطریق تکلم ہے ۔ دوم بطور غیبت ۔ چہارم غیبت سے طرف تکلم کی ۔ ذوق ۵
کیون نہ رم کر جائین آہو ایسے وحشی سے ترے * شیر بہاگین جسکے نالون سے
نیستان چھوڑ کر * ساغر دل بیچتا آیا ہون کہومت ہاتھہ سے * چوکتا ہے کیون
یہہ جنس دست گردان چھوڑ کر * اول شعر بطور غیبت اور دوسرا بطور تکلم ہے
پنجم خطاب سے طرف غیبت کی جیسا اس شعر مین ۵ تو چھوڑ مجھے کدہر
گیا دل * ہے اوس سے زیادہ بیوفا دل * اول مصرعہ مین خطاب بطرف دل
ہے دوسرے مین دل کو غائب خیال کیا ہے اور یہہ ہی حال ان دو شعرون

مین غالب کے ۵ کتنی شیرین ہین تیرے لب کہ رقیب * گالیان کہا کے بیمزہ نہوا * سے ہے خبر گرم اوسکے آنیکی * آج ہی گہر مین بوریا نہوا *

ششم غیبت سے خطاب کیطرف مومن خان ۵ کرم مین ہون اوسی نیسان سے کسطرح تشبیہ * کرون مین جانکی کیونکر ترقی معکوس * ہمیشہ عفو تیرا طالب گنہگاران * مدام رحم تیرا در دمندونکا جاسوس *

اول شعر مین ممدوح کو غائب اور دوسرے مین حاضر خیال کیلے ہے اس خاص صورت مین علاوہ اوس نکتہ عام کے جو سابق مذکور ہوا ایک یہہ لطف ہے کہ شاعر اول ممدوح کی غائبانہ مدح کرتا ہے بعد اوسکی دفعتہً اوسکو حاضر سمجہکر اوسکی طرف خطاب کرنے لگتا ہے مدعا یہہ ہے کہ اوسکا تصور کرتے کرتے اسقدر اوسمین محو ہوجاتا ہے کہ اوسکو سامنے موجود سمجہنے لگتا ہے یہان تک کہ اوسکی طرف خطاب کرنے لگتا ہے ۔ منجملہ خلاف مقتضاے ظاہر کے یہہ ہے کہ قائل کے کلام کو اوسکے مقصود کے خلاف حمل کیا جاوے واسطے اظہار اس امر کے کہ معنی مراد قائل اچہے نہین ہین اوس سے یہہ بہتر ہے جو ہم سمجہتے ہین چنانچہ کوئی بادشاہ کسی مجرم سے فرمائے کہ تیری گردن مین طوق پڑیگا وہ اوسکے جواب مین کہے کہ بادشاہون کو طوق و خلعت دینا ہی زیبا ہے ۔ یہان مراد بادشاہ کی طوق سے وہ آہن ہے جو مجرمونکی گردن مین ڈالتے ہین اور مراد مجرم کی وہ طوق سے ہے جو زیور کی قسم سے ہے اور

اور واسطے قرینہ اس معنی کے لفظ خلعت زیادہ کیا ہے اور خلاصہ اوسکی
مراد کا یہہ ہے کہ جو معنی طوق کے بادشاہ نے قصد فرمائی ہین اچھے
نہین ہین بلکہ مناسب شان بادشاہ دوسرے معنی ہین اور نظم مین اسکی
مثال یہہ شعر ذوق کا ہو سکتا ہے ؎ یاد کرتا قد موزون کو ہی اوسکے زاہد
دم تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت — وقت تکبیر جو قد قامت الصلوۃ کہتے ہین
اوس سے مطلب زاہد یہہ ہوتا ہے کہ نماز طیار ہے مگر شاعر کہتا ہے کہ قد قامت
سے مراد قد موزون معشوق ہے پس یہان کلام کو قائل کے مقصود کے خلاف
پر حمل کر لیا ہے اس غرض سے کہ جو معنی مراد زاہد ہین وہ اچھے نہین ہین اوس سے
یہہ بہتر ہین جو ہم سمجھتے ہین — منجملہ اوسکے قلب ہے یعنی ایک جزو کلام کو
دوسرے جزو کی جگہہ رکھدیا جاوے اوسکی دو قسمین ہین ایک مقبول جسمین
کوئی نکتہ ہو جیسا اس مصرعہ مین ؎ نوجوان یار ہے جو زلف پہ نہین ♦
یعنی یار نوجوان ہے چونکہ یار کی جوانی کا اظہار مد نظر ہے لہذا نوجوان کو مقدم
کردیا اور ایسا ہی ہے بانکا جوان ذوق کے شعر مین ؎ نیمچہ مول اور وہ
بانکا جوان لینے لگا ♦ موت کے جی مین فرے یہہ ناتوان لینے لگا ♦ چونکہ اظہار
بانکپن منظور ہے لہذا اوسکو مقدم کردیا — غالب ؎ مسی آلودہ سر انگشت
حسینان لکھیئے ♦ داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیئے — یعنی سر انگشت مسی
آلودہ — اور مثل اوسکی ہے جہان پہلوان وغیرہ تراکیب فارسی جو اردو مین

مستعمل ہین۔ دوسرے غیر مقبول جسمین کوئی نکتہ نہو بلکہ سبب تعقید ہو گیا ہو
جیسے سودا کے اس مصرعہ مین مصرع برہمن کے دل کی بہی کچہہ فکر ہے تعمیر کا
۔ اور مومن خان کے مصرعہ مین ع اعجاز جان دہی ہے ہمارا کلام کو
اور شرح ہر دو مصرعہ کی سابق لکہی گئی ہے۔

فصل سوم مسند کے بیانمین حذف مسند کا وہنین اغراض سے
ہوتا ہے جو حذف مسند الیہ مین مذکور ہوئین امثلہ حذف مسند یہ ہین گو یا ؎
اوس سے طوفان اوٹہا اسنے گرائی بجلی ؛ چشم نے آہ شرر بار نے سوئی ندیا ؛
یعنی چشم نے سونے ندیا۔ اور آہ شرر بار نے سونے ندیا۔ مومن خان ؎
چل پرے ہٹ مجہے نہ دکہلا مونہہ ؛ اے شب ہجر تیرا کالا مونہہ ؛ یعنی تیرا
کالا مونہہ ہو جیو۔ سودا ؎ حاضر ہین ہم تو دینے کو دل بلکہ جان تلک ؛
لینے کا حرف بہی کہین آئے زبان تلک ؛ ان سب مثالون مین حذف مسند
بقصد اختصار و احتراز عبث وضیق مقام بسبب تنگدلی و درد ناکی کے ہے
ذکر مسند بہی وہنین مطالب کیواسطے ہوتا ہے جو ذکر مسند الیہ مین مذکور ہوئے
مثل عدم اعتماد قرینہ کے واظہار غباوت سامع کے یا بارادہ تشریح یا قصد
توبیخ یا ترحم یا تہدید یا استلذاذ یا تعظیم یا اہانت یا بسط
کلام کے یا اسلئے کہ مسند کا اسم ہونا معلوم ہو جاوے تاکہ اوس سے ثبوت
اور استمرار سمجہا جاوے یا اوسکا فعل ہونا معلوم ہو جاوے تاکہ اوس سے

معنے تجدد سمجھے جاوین۔ مسند کو فعل اوسجگہ لاتے ہین جس مقام پر تینون زمانے ماضی وحال واستقبال سے کسی زمانہ کا ذکر باختصار منظور ہو اور حدوث اور تجدد کا قصد کیا جاوے مثال ماضی شہیدی کا شعر ٥ ہجر مین کمتر ہنسے اور بیشتر رویا کئے + ایک شب کا لطف سون یاد کر رویا کئے + یہان ہنسے اور رویا کئے صیغے ماضی کے زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتی ہین اور اون سے حدوث وتجدد بہی سمجہا جاتا ہے یعنی یہہ فعل زمانہ گزشتہ مین حادث وپیدا ہوئے تہے مثال حال کی یہہ شعر ٥ نظر لگے نہ کہین اوسکے دست وبازو کو + یہہ لوگ کیون مرے زخم جگر کو دیکہتے ہین + مثال استقبال کی آتش کا شعر ٥ آستان یار سے اوٹہنے کا قصد آتش نکر + چہوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائے گا + یعنی آیندہ ٹکرائے گا۔ اور اختصار کی قید سواسطے لگائی ہی کہ اسم مین زمانہ بطور اختصار مذکور نہین ہوتا اوسمین اگر ذکر زمانہ منظور ہوتا ہے تو اسطرح بولتے ہین آج زید آیا یا کل گیا یا اب کہڑا ہے یہان زمانہ اسم سے نہین سمجہا گیا بلکہ الفاظ آج وکل واب سے اور اسم اوس جگہ لاتے ہین جسجگہ زمانہ کی حاجت نہین ہوتی اور استمرار اور دوام مطلوب ہوتا ہے جیسا اس شعر مین ٥ آنکہون کے نشے جس کے عالم سے نرالے ہین + اوس مست کے اے نرگس ہم دیکہنے والے ہین + یعنی اوس مست کا دیکہنا ہمارے لئے ثابت ہے اور فعل اور مشابہ فعل مثل

اسم فاعل و اسم مفعول و صفت مشبہ و اسم تفضیل و مفعول مطلق و بہ و معہ و لہ و فیہ اور حال و تمیز وغیرہ کے ساتھہ اس غرض سے مقید کرتی ہین کہ کلام سے فائدہ زیادہ حاصل ہووے اسواسطے کہ جسقدر کلام مین خصوصیت او تفصیل زیادہ ہوگی اوسیقدر فائدہ زیادہ حاصل ہوگا اور یہہ امر ان دو مثلونکی دیکھنے سے بخوبی واضح ہوگا۔ ایک لڑکے نے مس... کا امتحان دیا۔ اور زید خالد کے بیٹے نے ۱۸۶۲ء مین بمقام آگرہ منصفی کا امتحان دیا۔ یہان دوسرا کلام بہ نسبت اول کے بباعث تفصیل فائدہ بخش ہے۔

فعل کو مقید بشرط بنظر اون منافع کے لاتے ہین جو حروف شرط مین بیان کئے جاتے ہین

کلمہ اگر اکثر اوسجگہ لاتے ہین جسجگہ وقوع و لاوقوع شرط کا یقین نہین ہوتا اور یہہ ہی سبب ہے کہ وہ اکثر مستقبل مین مستعمل ہوتا ہے اسلئے کہ آنیوالی چیز کے ہونے یا نہونے کا حال قطعی معلوم نہین ہوتا مثلاً اگر زید آویگا تو مین اوسکو سلام کرونگا یہان اوسکے آنے اور نہ آنے کا یقین نہین ہے ——

مومن خان ؎ نجاونگا کبھی جنت مین مین نہ جاونگا ٭ اگر نہو ویگا نقشہ تمہارے گھر کا سا ٭ جنت کا مثل خانہ معشوق ہونا امر مشکوک ہے۔ اور ماضی و حال مین اوسجگہ پر مستعمل کرتے ہین جسجگہ یقین مذکور نہین ہوتا۔ کبھی کلمہ اگر یقین کے محل مین مستعمل ہوتا ہے مگر ایسے موقع پر کہ قائل کو اوس امر یقینی مین دعوے

شک ہو کسی نکتہ کے لحاظ سے مثلاً کوئی شخص درازی شب ہجران یا کسی اور
مصیبت سے تنگ آکر کہے کہ اگر صبح ہو جاوے تو جی جاؤن یہان صبح کا
ہونا یقینی امر ہے مگر بسبب شدت یاس و ہراس کے اوسکے ہونے کا یقین
نہین کرتا ہے اور اسی قسم کا ہے یہہ مصرعہ مومن خان کا ع اگر غفلت سے
باز آیا جفا کی ٭ اگرچہ غفلت سے باز آنا اسجگہ یقینی ہے چنانچہ باز آیا صیغہ
ماضی و صاف دلالت کرتا ہے مگر چونکہ یار کی تغافل شعاری گویا کہ امر لازمی
ہے اور حد سے بڑہی ہوئی ہے باوجود اوسکے غفلت سے باز آنیکی بہی
اوسکا یقین نہین کرتا گو انجام اوسکا بہی جفا ہے

کلمہ جو کا جب استقبال مین مستعمل ہوتا ہے بمعنی اگر ہوتا ہے ذوق ؎
تو جو آجائے تو اے درد محبت کی دوا ٭ میرے ہمدرد ہون ہیدرد نصیحت کیلیے ٭
یار کا آنا یہان ایک امر مشکوک ہے۔ اور جب ماضی و حال مین مستعمل ہوتا ہے
تو یقین کیواسطے آتا ہے ذوق ؎ جو حسد کیسکو تجہہ پر ہے تو ہے یہہ تیری
خوبی ٭ کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا ٭ یہان جو مصرعہ اول مین
زمانہ حال مین اور مصرعہ دوم مین زمانہ ماضی مین مستعمل ہے اور افادہ
یقین کرتا ہے۔ کلمہ جب اکثر یقین کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور اسلئے
جب زید آویگا مین اوسکو سلام کرونگا وہان بولتے ہین جہان زید کے آنیکا
یقین ہووے ایسا ہی اس شعر مین ؎ جب تو چلے جنازہ عاشق کے ساتہہ

ساتھہ + پہر کون وارثون کے سنے اذن عام کو +

فائدہ جبکہ حرف شرط الفاظ ہوتا و دیکھتا اور اوسکی مثال پر جو استمرار کیواسطے مستعمل ہین داخل ہوتا ہے تو مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت کردیتا ہے جیسا عربی مین لفظ لو کا مثال اول کی ذوق ؎ دل گرفتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی + تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا +

یہان مثبت منفی ہوگیا یعنی دل گرفتون کی خاک چمن مین نہین ہے اسلئے بجاے غنچہ دل نہین ہے مثال دوم ذوق ؎ ہوتی گر عقدہ کشائی زیدا کے ہاتہہ + ذوق حل کیونکہ میرا عقدۂ مشکل ہوتا + یعنی چونکہ عقدہ کشائی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ہاتہہ مین ہے اسلئے میرا عقدۂ مشکل حل ہوگیا یہان منفی کو مثبت کردیا

کبھی حرف شرط کو حذف کردیتے ہین جسجگہ سوق کلام سے معلوم ہوجاوے ذوق ؎ کسی بخشش کو دیتا تو کچھہ اوسکو سود ہوتا + دل سخت کاتش کا فر حجر الیہود ہوتا + یعنی اگر کسی بخشش کو دیتا یہان حرف تو سے جو علامت جزا ہے حذف حرف شرط معلوم ہوتا ہے

فائدہ۔ معلوم کرنا چاہیے کہ شرط حکم جزا کی قید ہوتی ہے مثل مفعول بہ و حال وتمیز وغیرہ کے پس معنی اس قول کے کہ اگر تم ہمارے پاس آوگے تو کچھہ پاوگے یہہ ہین کہ تمکو کچھہ ملیگا جسوقت ہمارے پاس آوگے اور اس

قید سے کلام کی خبریتہ وانشائیتہ مین کچھہ فرق نہین آتا یعنی اگر جزا خبر ہوگی تو جملہ شرطیہ خبریہ ہوگا اور جو انشائیہ ہوگی تو انشائیہ مثال خبریہ کی اگر تم ہمارے پاس آوگے تو ہم تمہاری تعظیم کرینگے مثال انشائیہ کی اگر تمہارے پاس زید آوے تو اوسکی تعظیم کیجو

مسند کو غیر مقید اوسجگہ لاتے ہین جسجگہ مقید کرنے سے کوئی مانع ہو مثل کم فرصتی خوف انقضاے وقت کلام یا جسجگہ یہہ منظور ہو کہ حاضرین زمان یا مکان یا مفعول فعل سے مطلع نہون یا متکلم کو حال قیود معلوم نہو یا مثل اسکی کے

مسند کو نکرہ اوسوقت لاتے ہین جب معرفہ لانیکی کچھہ ضرورت نہو جیسا زید ناظم ہے اور عمر ناثر ہے۔ یا جسجگہ تعظیم مسند کی منظور ہو مثلاً زید مرد ہے یعنی ایسا کامل مرد ہے کہ جسکی کیفیت بیان نہین ہوسکتی یا تحقیر مسند کی مقصود ہو مثلاً زید کچھہ نہین ہے یا کچھہ مال نہین ہے

تخصیص مسند کی اضافت کی ساتہہ جیسے زید ایک شخص کا غلام ہے یا وصف کے ساتہہ جیسا زید ایک فاضل شخص ہے بغرض مزید فائدہ کے ہوتی ہے اور وجہ اسکی اوپر مذکور ہوئی یعنی یہہ کہ کلام مین جسقدر قیود اور تفصیل زیادہ ہوتی ہین اوسیقدر فائدہ زیادہ حاصل ہوتا ہے اور تخصیص کو ترک اوسجگہ کرتے ہین جسجگہ مزید افادہ منظور نہو

مسند کو معرفہ وہان لاتے ہین جس مقام پر ایک شے معلوم پر ایک امر معلوم

کا حکم کرنا مقصود ہوتا ہے اور یہہ حکم یا تو اسواسطے ہوتا ہے کہ سامع حکم مذکور سے آگاہ ہوجاوے یا اسواسطے کہ متکلم سامع کو اپنے علم سے آگاہ کرتا ہے جیسا یون کہین کہ وہ جانیوالا زید ہے یا جو سوار ہے وہ جانیوالا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ اقسام معرفہ مین سے کسی قسم کی تعریف ہو یا یون کہین کہ زید تیرا بہائی ہے یا تیرا بہائی زید ہے اول وس مقام پر کہین گے جس مقام پر سامع زید کو جانتا ہو مگر اوسکو یہہ معلوم نہو کہ وہ اوسکا بہائی ہے اور اس امر سے اوسکو آگاہ کرنا چاہو دوم یعنی تیرا بہائی زید ہے اوسجگہ بولتے ہین جسجگہ سامع یہہ جانتا ہے کہ کوئی میرا بہائی ہے مگر اوسکو علی التعین نہ جانتا ہو اور متکلم کو اوسکا متعین کرنا منظور رہو

فائدہ - مسند دو قسم کا ہوتا ہے ایک فعلی دوسرا سببی فعلی وہ ہے کہ اوسمین اسناد بلا واسطہ ہو مثلاً زید قائم ہے اور عمر شاعر ہے یہان نسبت قیام اور شعر کی طرف زید و عمر کے بلا واسطہ ہے یعنی یہہ اوصاف خود اونکے لئے حاصل ہین سببی وہ ہے جسمین اسناد بواسطہ ہو مثلاً زید سخی ہے اوسکا باپ یہان سخاوت کا وصف زید کو بواسطہ اوسکے باپ کے حاصل ہوا ہے اوسکا ذاتی وصف نہین ہے

جب یہہ معلوم ہوچکا تو اب سنو کہ مسند کو جملہ وہان لاتے ہین جہان حکم کی تقویت منظور ہوتی ہے جیسے زید کہڑا ہے وہ یا جسجگہ مسند سببی ہو

جیسا زید کہڑا ہے اوسکا باپ۔ ہر دو صورت مین تقویت حکم کی یہہ وجہ
ہے کہ مبتدا خبر کو ہمیشہ طلب کیا کرتی ہے پس جب مثلاً زید مبتدا کے بعد
جملہ کہڑا ہے کا آیا تو اوسنے اوسکو اپنی خبر بنا لیا اور لفظ وہ کا جو ضمیر ہے
اوسنے اوس ربط کی جو مبتدا اور خبر مین حاصل ہو گیا تہا تقویت کردی۔
مسند کو مسند الیہ سے پہلے اوس مقام پر لاتے ہین جہان مسند الیہ مسند
کی ساتہہ خاص ہو جیسا اس شعر مین ۵ تمکو مسجد ہے ہمکو میخانہ + زاہدا اپنی
اپنی قسمت ہے + یہان مسجد و میخانہ مبتدا یعنی مسند الیہ ہین اور تمکو اور ہمکو
خبر یعنی مسند ہین اور معنی شعر کے یہہ ہین کہ مسجد خاص تمہارے لئے ہے اور
میخانہ خاص ہمارے لئے۔ یا واسطے تفاؤل کے جسجگہ مسند سے نیک فالی
نکلتی ہو جیسا ع مبارک یہہ خلعت ہو آپ کو + یا واسطے ترغیب و تشویق
ذکر مسند الیہ کے۔ یہہ اوسجگہ ہوتا ہے کہ مسند مقدم مین ایسی تفصیل ہو جو سامع
کی طبیعت کو مسند الیہ کا مشتاق کردے پس جب بعد اشتیاق و انتظار مسند
الیہ کو سنے گا تو اوسکو نہایت عزیز سمجہیگا کیونکہ جو چیز بعد محنت و انتظار کے
حاصل ہوتی ہے وہ نہایت عزیز و لذیذ ہوتی ہے جیسے ان اشعار مین نسیم
۵ دلوائے ہر ایک کو یاقوت + الماس و عقیق و لعل و یاقوت + یہان
مسند یعنی اول مصرعہ کو سنکر سامع منتظر ہو جاتا ہے کہ کیا دلوادیا اور مسند الیہ
یعنی دوسرے مصرعہ مین جواب سنکر طبیعت کو ایک گونہ حظ حاصل ہو جاتا ہے

ذوق ؎ آوازۂ دمامۂ شادی سے گونج اوٹہا ٭ وہ جو سب آسمانون سے ہے اوپر آسمان ٭ یہان مسند یعنی اول مصرعہ سنکر طبیعت اس بات کے دریافت کی مشتاق ہوجاتی ہے کہ کیا چیز گونج اوٹہی پس مضمون مصرعہ دوم جو مسندالیہ ہے خوب ذہن نشین ہوجاتا ہے

وہ حالات جو دو فصل گزشتہ مین بیان ہوے یعنی ذکر و حذف و تعریف و تنکیر و تقدیم و تاخیر وغیرہ اکثر ان مین سے مسندالیہ و مسند کے ساتہہ خاص نہین ہین بلکہ متعلقات یعنی معمولات فعل وغیرہ مین بہی پائے جاتے ہین۔ جو شخص اونکو فصول سابقہ مین بخوبی سمجہہ لیگا وہ اور جگہہ بہی جاری کر لیگا مگر ہم نظر مزید آگاہی بعض مسائل معمولات فعل بہی ذکر کئے دیتے ہین

چوتہی فصل متعلقات فعل کے بیان مین

ظاہر ہے کہ فعل متعدی فاعل کے ساتہہ بہی علاقہ رکہتا ہے اور مفعول کے ساتہہ بہی یعنی بے ذکر مفعول کے معنے مذکور تمام نہین ہوتے۔ پس جب فعل کے ساتہہ مفعول مذکور نہو اور یہہ غرض نہو کہ فعل اپنے فاعل کو علی الاطلاق ثابت ہے یا اسیطرح اوس سے منفی ہے یعنی یہہ قید نہین ہے کہ فعل کی جمیع افراد مراد ہین یا بعض اور نہ یہہ قید ہے کہ فعل کس پر واقع ہوا تو ایسے موقع پر فعل متعدی کو بمنزلہ فعل لازمی سمجہنا چاہیئے اور اوسکے لئے کوئی خاص مفعول مقدر نہوگا کیونکہ مقدر تو بمنزلہ مذکور کے ہوتا ہے۔ اس قسم کا

فعل دو طرح مستعمل ہوتا ہے ایک تو اسیطرح کہ فعل کو علی الاطلاق ذکر کرتے ہین
اور علی الاطلاق ہی مراد لیتے ہین جیسا یون کہین کیا برابر ہوتا ہے جو جانے اور
جو نجانے یعنی جسکو حقیقۃ علم حاصل ہے اور جسکو حاصل نہین او سمین بہت فرق ہے
یہان جاننے اور نجاننے کو جو افعال متعدی ہین مفعول حذف کرکے مطلقاً
ذکر کیا ہے۔ اور علی الاطلاق ہی مراد ہے یہہ مراد نہین کہ کل یا بعض چیزونکا
جاننے والا یا کل یا بعض چیزونکا نجاننے والا اور اسیطرح کا ہے یہہ شعر ذوق
کا ؎ آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچہہ اور چیز ٭ کتنا طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان
ہی رہا ٭ مقصود بالتمثیل لفظ پڑہایا ہے جو باوجود متعدی ہونیکے بحذف
مفعول ذکر کیا ہے اور دوسری طرح یہہ ہے کہ فعل کو علی الاطلاق ذکر کرین
او رمقصود تعلق اوسکا مفعول مخصوص کے ساتہہ ہو جیسا اس شعر مین ؎
تیرے حاسد کا سا سودا تو نہ دیکہا نہ سنا ٭ چاہتا ہے کوئی عالم مین نہ دیکہے نہ سنے ٭
حاصل شعر یہہ ہے کہ ممدوح کی خوبیان اظہر من الشمس ہین اور اوسکا ذکر خیر تمام
زبانون پر جاری ہے اور اوسکے خیر کے آثار ہر جگہہ نمایان ہین پس ہر دیکہنے والا
اوسکی خوبیان دیکہتا ہے اور ہر سننے والا اوسکا ذکر خیر سنتا ہے اسلیئے اوسکا
حاسد یہہ چاہتا ہے کہ عالم مین نہ کوئی دیکہے اور نہ سنے تاکہ ممدوح کی صفات
حسنہ اور عجائب اخبار پوشیدہ رہین۔ یہان مقصود الفاظ نہ دیکہے اور
نہ سنے ہین جو علی الاطلاق بے قید کسی خاص مفعول کے ذکر ہوتے ہین

اور مطلوب تعلق اونکا ہے مفعول مخصوص کے ساتھہ یعنی ندیکھے ممدوح کے
عجایب آثار کو اور نہ سنے اوسکے محامد اخبار کو گویا کہ شاعر دعوی کرتا ہے کہ
مطلق دیکہنا اور سننا اور ممدوح کی خوبیان اور ذکر خیر کا سننا لازم وملزوم
ہین ہر سامع وبینا اونکو سنتا و دیکہتا ہے بلکہ سواے محاسن اخبار ومحامد
آثار ممدوح کے اور کچھہ نہین دیکہتا ہے اور نہ سنتا ہے پس اسقدر مبالغہ مفعول
کے حذف سے حاصل ہوا ہے اگر مفعول ذکر کیا جاتا یہہ لطف حاصل نہوتا۔
اور اگر مفعول محذوف ہو اور خاص مراد ہو تو بحسب مرتبہ مفعول خاص بقدر
ہوگا جیسے معروف کے شعر مین ؎ ربط خوبان عشوہ گر چہوٹا + دیکہنی کا
نہ لیکا پر چہوٹا + یہان مفعول دیکہنے کا محذوف ہے یعنی خوبرویون کے
دیکہنے کا لیکا نہ چہوٹا۔

اب سنو کہ حذف مفعول بوجوہ ہوتا ہے یا تو یہہ غرض ہوتی ہے کہ بعد اجمال
کے تفصیل کرین اور بعد ابہام کے بیان تاکہ سامع اول خوب غور سے سنے
اور بعد ازان خوب سمجھے جیسا اس مصرعہ مین مصرع گدا کو چاہے تو ایکدم مین
بادشاہ کرے + یعنی گدا کو بادشاہ کرنا چاہے تو ایکدم مین بادشاہ کرے
مگر اس قسم کا حذف صرف اوس مقام پر ہوتا ہے کہ تعلق فعل کا مفعول
محذوف کے ساتھہ نادر و غریب نہو بلکہ شایع وذایع ہو جیسا مثال مذکور مین
اور اگر تعلق فعل کا مفعول کے ساتھہ نادر ہو تو مفعول کو حذف نکرینگے جیسا

درد کے شعر مین ؎ پڑی ہے خاک مین یہہ لاش اوس شک شہیدان کی ✤
لہو کے آنسو ون روتا ہے جسکو قتل کر خونی ✤ چونکہ لہو کا رونا نادر و غریب ہے
لہذا اوسکو حذف نکیا — اور یا یہہ غرض ہوتی ہے کہ ابتداءً معنی غیر مقصود نہ
سمجھے جاوین جیسا — ع کاٹے ہے تیری تیغ شہا استخوان تلک ✤ — یہان
مفعول کاٹنے کا یعنی گوشت اسلئے حذف کردیا کہ سامع قبل ذکر استخوان یہہ
خیال نکرے کہ تلوار نے صرف گوشت قطع کیا ہے اور ہڈی تک نہین
پہونچی — اور یا یہہ غرض ہوتی ہے کہ مفعول بعد الحذف بنظر مزید توجہ ایسی
طرح ذکر کرین کہ نسبت صدور فعل کی صریح لفظ مفعول کیطرف ہو نہ اوسکی
ضمیر کیطرف جیسا اس شعر مین ؎ علم مین حلم مین انصاف مین ہر خوبی مین ✤
ہمنے ڈہونڈہا نہ ملا مثل ترا عالم مین ✤ یعنی ہمنے ترا مثل ڈہونڈہا — یہان
مفعول کو اسواسطے حذف کردیا کہ اگر اوسکو ذکر کرتے تو بعد ازان یون
کہنا چاہیے تہا کہ وہ نہ ملا اسمین غرض فوت ہوتی تہی یعنی نہ ملنے کی نسبت
صریح لفظ مثل کیطرف — اور اس حذف مین یہہ نکتہ بہی ہوسکتا ہے کہ شاعر ممدوح
کے مواجہہ مین یہہ کہنا کہ ہمنے ترا مثل ڈہونڈہا خلاف آداب سمجہتا ہے
گویا کہ اوسکی مثل کو ممتنعات سے جانتا ہے کہ اوسکا تلاش کرنا خلاف عقل
جانکر اوسکو چہپاتا ہے — یا بغرض تعمیم و اختصار ہوتا ہے یا برعایت قافیہ
یا فقرہ کے — انشاء اللہ خان کا شعر ؎ چہیڑنے کا تو مزا جب ہی کہو اور

سنو* بات مین تم تو خفا ہوگئے لو اور سنو* یہان مفعول کہو اور سنو کو بقصد تعمیم و اختصار حذف کر دیا ہے میر ؎ اور تو باتین بُری چہپ گئین سب جیتے جی* آنکہ مندی پر چہپا ایک نگر دیکہنا* یعنی معشوق کا دیکہنا ۔ خواجہ میر درد ؎ یہہ بہی نہ تو کوئی دم دیکہہ سکا ای فلک* اور تو یہان کچہہ نہ تہا ایک نگر دیکہنا* ۔ یا اسواسطے کہ مفعول کا ذکر مکروہ ہو ذوق ع شیطان کے جلا دیتا ہے سوتے سوتے* ۔ یعنی عضو مخصوص جلا دیتا ہے ۔ سودا ؎ ضاحک کے اڑا دیوے کسی بن مین قلندر* یہان اڑا دیوی کا مفعول یعنی آلہ تناسل بسبب کراہتہ ذکر کے حذف کر دیا ہے ۔ یا اوسکو سامع سے پوشیدہ رکہنا منظور رہوتا ہے ۔ یا اسلئے کہ عندالحاجت اوس سے انکار ہو سکے ۔ یا اس سبب سے کہ وہ متعین ہے حقیقۃً یا ادعاءً یا اس قسم کے اور مطلب سے مفعول کو حذف کر دیتے ہین ۔

تقدیم مفعول و ظرف و حال اور اونکی مانند کے فعل پر بغرض رد اور اصلاح اوس خطا کے ہوتی ہے جو تعین مفعول مین وقوع مین آئی ہے مثلاً زید ہی کو مینے مارا ہے اوس شخص سے کہا جاوے گا جسنے خیال کیا ہے کہ تو نے غیر زید کو مارا ہے اور اس قسم کی رد کے تاکید کیواسطے نہ اور کو زیادہ کرتی ہے یعنی زید ہی کو مارا ہے نہ اور کو ۔ اور کبہی واسطے رد اوس خطا کے ہوتی ہے جو اشتراک مفعول مین واقع ہوئی ہے یعنی کبہی

(زید ہی کو مینے مارا ہے) اوس شخص سے کہا جاتا ہے جو سمجھتا ہے کہ
تونے زید اور عمر کو دو نون کو مارا ہے اور اس قسم کی رد کی تاکید کیواسطے
لفظ صرف یا فقط وغیرہ کا لاتے ہین یعنی صرف زید ہی کو مارا ہے۔ یہان سے
ظاہر ہے کہ یون بولنا کہ (نہ زید ہی کو مینے مارا ہے اور نہ اور کو) درست
نہین ہے اسلئے کہ تقدیم مفعول سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مارا فعل کا
غیر زید پر ضرور واقع ہوا ہے۔ اور یہہ جملہ (نہ اور کو) اوسکے خلاف ہے
پس کلام کے اجزا متناقض ہو جاوینگے۔ اور کبھی تقدیم مفعول نظر مقصود
مقام و مزید اہتمام ہوتی ہے جیسا ؎ قتل کر ہان مت کسو کی قسم + تجھکو
قاتل میرے لہو کی قسم + چونکہ عاشق اپنے قتل کا نہایت مشتاق ہے
لہذا بنظر مزید اہتمام قتل اوسکو مقدم لایا۔ اور کبھی واسطے تعظیم شان فاعل
کے ہوتی ہے اسلئے کہ مفعول عظیم الشان پر اثر کرنا عظمت فاعل پر دلالت
کرتا ہے جیسا ؎ مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے + مسیحا کی
موئی امت کو ٹھوکر سے جلانا عظمت شان فاعل پر دلالت کرتا ہے۔
اور کبھی واسطے حصر کے سودا ؎ بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا + غم ہمکو
دیا سب سے جو مشکل نظر آیا + یعنی بلبل کو خاص نالہ اور پروانہ کو خاص
جلنا۔ اور غم ہمارے لئے خاص کر دیا۔

فصل پنجم قصر کے بیان مین

ایک چیز کو دوسری چیز کی ساتھہ خاص کرنے کو قصر کہتے ہین۔ قصر کی
دو قسمین ہین ایک حقیقی اور دوسری غیر حقیقی۔ اسلئے کہ تخصیص ایک
شے کی دوسری شے کے ساتھہ یا تو باعتبار حقیقت و نفس الامر کے ہوگی
اسطرح سے کہ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہین ہوتی اور غیر مین نہین پائی
جاتی اوسکو قصر حقیقی کہتے ہین یا تخصیص بنسبت ایک خاص چیز کی ہے
نہ بہ نسبت ہر چیز کی اوسکو قصر غیر حقیقی و اضافی کہتے ہین جیسے یون کہین
کہ زید نہین ہے مگر سپاہی یعنی منشی یا مولوی نہین ہے پس قصر بہ نسبت
منشی گری یا مولوی پن کے ہے نہ باعتبار اور اوصاف کے ہوسکتا ہے
کہ وہ خوبصورت ہو یا بدصورت۔ خلیق ہو یا بدخلق۔ شریف ہو یا غیر شریف
سخی ہو یا بخیل وعلی ہذا القیاس

قصر حقیقی و غیر حقیقی کی دو قسمین ہین ایک قصر موصوف کا صفت پر اوسکے یہہ معنے
ہین کہ موصوف مین سواے اس صفت کے اور کوئی صفت نہ پائی جاتی ہو اور
جائز ہے کہ یہہ صفت کسی اور موصوف مین بھی ہو۔ دوسرے قصر صفت کا موصوف پر وہ یہہ ہے
کہ یہہ صفت اسی موصوف مین پائی جاتی ہے اور جائز ہے کہ اس موصوف مین اور صفات بھی
ہون واضح ہو کہ صفت سے اسمقام پر صفت معنوی یعنی معنی قائم بالغیر مراد ہین نعت
نحوی مراد نہین ہے یعنی وہ تابع جو ایسے معنے پر دلالت کرے جو اوسکے متبوع مین پائی
جاوین علاوہ شمول کے اور ان دونون معنون مین عموم و خصوص من وجہ کی نسبت

سے ہے مثلاً اس مثال مین (اس علم نے تو مجھے دنگ کر دیا) دونون پائی
جاتی ہین اور اس مثال مین کہ (علم اچھا ہے) صفت معنوی موجود ہے
نہ نعت نحوی اور اس مثال مین کہ (گیا مین اوس آدمی کے پاس) نعت
نحوی پائی جاتی ہے نہ صفت معنوی کیونکہ نحو مین ترکیب (اوس آدمی)
یہہ ہی کہ اوس موصوف اور آدمی صفت مثال قصر موصوف کی صفت پر
منجملہ اقسام قصر حقیقی کے یہہ ہے کہ نہین ہے زید مگر کاتب یعنی زید کاتب
ہی ہے جبکہ مان لیا جاوے کہ زید مین سواے کتابت کے اور کوئی
وصف نہین پایا جاتا۔ یہہ مثال فرضی ہے ورنہ کسی شئے کی صفات کا
احاطہ سخت دشوار ہے پس کسطرح ایک صفت ثابت کر کے باقی صفات
کی نفی کیجاوے بلکہ یہہ محال ہے کیونکہ صفت منفی کی نقیض ہی منجملہ صفات
کے ہے اوسکی نفی غیر ممکن ہے اسلئے کہ ارتفاع نقیضین محال ہے
مثلاً جب کہا کہ (زید نہین ہے مگر کاتب) اور یہہ قصد کیا کہ زید مین سواے
کتابت کے کوئی اور وصف نہین پایا جاتا تو لازم آویگا کہ اوسمین نہ قیام پایا
جاوے اور نہ اوسکی نقیض اور یہہ محال ہے۔ مثال قصر صفت کی موصوف
پر منجملہ اقسام قصر حقیقی کے (گھر مین نہین ہے مگر زید) یعنی ایک خاص گھر
مین ہونیکا وصف سواے زید کے اور کسی موصوف مین نہین پایا جاتا اور
اسطرحکا کلام کبھی بطور مبالغہ بولا جاتا ہے یعنی غیر مذکور کو پایہ اعتبار سے

ساقط سمجھا جاتا ہے مثلاً مثال مذکور مین یہہ ارادہ کیا جاوے کہ سوا
زید اور لوگ جو گھر مین ہین حکم عدم مین ہین پس اس صورت مین قصر حقیقی
ادعائی ہوگا۔ اور قصر غیر حقیقی مین غیر مذکور کو بمنزلہ معدوم نہین سمجھتے بلکہ
اوس صورت مین یہہ مطلب ہوتا ہے کہ گھر مین ہونا خاص زید کیواسطے
ثابت ہے عمر کیواسطے نہین ہے گو بکر کیواسطے ثابت ہو
منجملہ اقسام قصر غیر حقیقی کے اول یعنی قصر موصوف کا اوپر صفتہ کے
تخصیص ایک امر کی ہے ایک صفتہ کی ساتھہ نہ دوسری صفتہ کی ساتھہ
یا تخصیص ایک امر کی ہے ایک صفتہ کے ساتھہ بجاے دوسری صفتہ
کے۔ اور دوم یعنی قصر صفت کا اوپر موصوف کے تخصیص ایک صفت
کے ہے ایک امر کے ساتھہ نہ دوسرے امر کے ساتھہ۔ یا تخصیص
ایک صفتہ کی ہے ایک امر کے ساتھہ بجاے دوسرے کے۔ یہان سے
واضح ہے کہ قصر غیر حقیقی کی دو قسمین ہین اول تخصیص ایک صفتہ کی
نہ دوسری صفتہ کی اور دوسری تخصیص ایک صفتہ کی بجاے دوسری
صفتہ کے اول قسم کی قصر کا وہ شخص مخاطب ہوتا ہے جو دو صفتونکو ایک
موصوف مین یا دو موصوفون کو ایک صفت مین شریک خیال کرتا ہے۔
(یعنی زید نہین ہے مگر کاتب) کا مخاطب وہ شخص ہی ہوگا جو زید کو کاتب
اور شاعر دونون خیال کرتا ہے اور یہہ قول (نہین ہے کاتب مگر زید)

اوس شخص سے کہا جاویگا جو زید وعمر کو کتابت مین شریک جانتا ہو اس قسم کے قصر کو قصر افرادی کہتے ہین بسبب قطع شرکت کے۔ اور دوسری قسم کی قصر کا مخاطب ایک تو وہ ہوتا ہے جو خلاف حکم متکلم اعتقاد رکھتا ہو پس مخاطب اس قول کا (نہین ہے زید مگر قائم) وہ شخص ہوگا جو زید کو قاعد جانتا ہوگا اور مخاطب اس قول کا (نہین ہے شاعر مگر زید) وہ ہوگا جو عمر کو شاعر جانتا ہے نہ زید کو اس قسم کے قصر کو قصر قلب کہتے ہین اسواسطے کہ متکلم حکم مخاطب کو منقلب کردیتا ہے اور دوسرا وہ جسکے نزدیک دونون امر یعنی اتصاف موصوف کا صفۃ مذکورہ وغیرہ کے ساتھ قصر موصوف مین اور اتصاف موصوف مذکور وغیرہ کا صفۃ کے ساتھ قصر صفۃ مین مساوی ہو۔ پس (نہین ہے زید مگر قائم) اوس شخص سے کہا جاوے گا جو زید کو متصف بقیام یا قعود علی التعیین جانتا ہے۔ اور (نہین ہے شاعر مگر زید) کا مخاطب وہ ہوگا جو زید یا عمر کو علی التعیین شاعر جانتا ہوگا۔

اور اس قسم کے قصر کا نام قصر تعیین ہے اسلئے کہ وہ غیر معین کو معین کردیتا ہے اب معلوم کرنا چاہیے کہ قصر افرادی مین قصر موصوف کی یہہ شرط ہے کہ دونون وصف باہم متنافی نہون بلکہ جمع ہو سکتے ہون تاکہ مخاطب اون دونون کو ایک موصوف مین مجتمع خیال کرسکے۔ اور شرط قصر مذکور کی قصر قلب مین یہہ ہے کہ دونون وصف متنافی ہون۔ اور قصر تعیین مین نہ تنافی وصفین

شرط ہے اور نہ عدم تنافی - منجملہ قصر کے طریقون کے ایک عطف ہے مثلاً
قصر افرادی موصوف مین یون کہین گے (کہ زید ناظم ہے نہ ناثر) یا (زید
ناثر نہین ہے بلکہ ناظم ہے) اور قصر قلب مین یون کہین گے (زید قایم ہے
نہ قاعد) یا (زید قایم نہین ہے بلکہ قاعد ہی) اور مثال قصر صفتہ کی موصوف
پر یہہ ہے (زید شاعر ہے نہ عمر) یا (عمر شاعر نہین ہے بلکہ زید) یہہ مثال
قصر قلب اور افراد دونون کی ہوسکتی ہے بحسب قرائن کے
اور منجملہ اونکے نفی و استثنا ہے جیسا قصر موصوف مین (نہین ہے زید
مگر شاعر) اور قصر صفتہ مین (نہین ہے شاعر مگر زید) علاوہ ازین قصر کے
الفاظ اور بھی ہین مثلاً - ہی یا معروف سے - تو بوزن دو -
سوا - سوا - بجز - جز - بدون - بن - بغیر مثال ہی کی ؎
جو سے شیر بھی مین ہی لایا تہا مین ہی دشت مین تہا برہنہ پا * مین ہی کو کمن مین
ہی قیس تہا تہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو * مثال تو ع تو تو بدنام ہے پروہ نہو
بدنام کہین * مثال سوا ؎ سوا سے خاک نہ کہینچونگا منت دستار *
کہ سرنوشت لکھی ہے میری بخط غبار * مثال سوا ؎ سوا تیرے نہین
عالم مین کوئی * مثال بجز ؎ بجز نثار علی شاہ کون جانے ذوق *
تیری زبان کا مزہ تیری شعر خوانی مین - مثال جز ع نہ ملا کوئی بہی عالم
مین صنم جز تیرے * ؎ نہین جز شمع مجاور میرے بالین مزار * نہین

جز کثرت پروانہ زیارت والے + مثال بدون ع تیرے بدون نہین
سیر بوستان منظور + مثال بن کی ؎ بوسۂ لب کا مزہ بن گالیون
ملتا نہین + شیرنی کے ساتھہ یعنی کچھہ سلونا چاہیے + مثال بغیر ؎
اور امتحان بغیر تو یہہ آپ کا غلام + قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ وشاب کا +

فصل ششم انشا کے بیان مین

انشا کی دو قسم ہین ایک تو وہ جسمین طلب کے معنے نہین ہوتے جیسا
تعجب۔ مثال (زید کیا ہی نیک مرد ہے)۔ اور قسم بخدا مین سچا ہون۔
اور عقود یعنی وہ الفاظ جنسے خرید و فروخت کرتے ہین۔ مینے یہہ کپڑا
خریدا اور وہ کتاب بیچی) اس قسم کے انشا سے علم معانی کو چندان تعلق
وغرض نہین ہے۔ و دوسری وہ قسم جسمین طلب کے معنی پائے
جاوین اور اقسام طلب کئے ہین منجملہ اونکے ایک تمنی یا آرزو کرنا ہے
یعنی ایک شے کی طلب بطریق محبت کے اور اوسکے لئے لفظ کاش
اکثر مستعمل ہے اور کبھی شاید بہی ان معنون مین آجاتا ہے۔ تمنی مین
امکان مطلوب ضرور نہین ہے بلکہ کبھی محال کی بہی تمنی ہوسکتی ہے
۔ مثال تمنی ممکن (کاش زید آجاوے)۔ مثال محال (کاش جوانی
لوٹ آوے)۔ ذوق ؎ اس تپش کا ہی مزہ دل ہی کو حاصل ہوتا +
کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا + مثال شاید جیسا (شاید تمکو ہم پر رحم

آجاوے / زبان دان جانتا ہے کہ ایسے موقعون پر لفظ شاید بمعنی تمنی کو
متضمن ہے - مثال - شعر ؎ تیز رکہنا سر ہر خار کو او دشتِ جنون + شاید
آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد + کبھی لفظ تمنی کو حذف کر دیتے ہین -
ذوق ؎ ایکدل ہوتا مگر عشق کے قابل ہوتا - یعنی کاش ایکدل ہوتا -
دیگر ؎ اے اجل یون تو تجہے ایکدن آنا ہے ضرور - شبِ فرقت مین جو
آجاتی تو احسان ہوتا - یعنی کاش شبِ فرقت مین آجاتی - اور کبھی
حروف استفہام بہی تمنی کیواسطے استعمال کئے جاتے ہین جیسا کوئی شخص
کہے / کیا کوئی فریادرس ہے / اوس جگہہ جہان کوئی فریادرس نہو -
پس ظاہر ہے کہ یہان استفہام منظور نہین ہے کیونکہ فریادرس کے نہونیکا
یقین ہے اور استفہام مقتضی شک و تردد کو ہے پس گویا متکلم یون
کہتا ہے کہ کاش کوئی فریادرس پیدا ہو جاوے - اور کبھی حروف استفہام
علاوہ تمنی کے ماضی مین ندامت کا اور مضارع مین ترغیب کا فائدہ دیتے
ہین - جیسا / کیون تو نے زید کی تعظیم نہ کی / یعنی کاش تو اوسکی تعظیم کرتا
الغرض تعظیم نہ کرنے کی اوسکو ندامت دلواتا ہے - اور / تو کیون نہین چلتا
ہے / یعنی کاش تو چلے اور ایسا ہی اس مصرعہ مین ع کیون نہین لیتا ہماری
تو خبر اے بیخبر + یعنی خبر لینے کی ترغیب دیتا ہے

منجملہ انواع طلب استفہام ہے اور الفاظ استفہام - کیا - کون - کتنا

کہان ــ کدہر ــ کب ہین ــ کیا کبھی واسطے طلب تصدیق کی آتا ہے
یعنی درمیان دو شے کے نسبت ثبوتی یا سلبی کو استفسار کیا کرتا ہے جیسا
(کیا زید قایم ہے) اور کبھی واسطے طلب تصور کے یعنی اوسمین نسبت نہین
ہوتی مثلاً تصور مسندالیہ کا مطلوب ہوگا تو یون کہین گے (کیا برتن
مین شربت ہے یا پانی) سائل جانتا ہے کہ برتن مین منجملہ ان دونون کے
ایک ہے لیکن اوسکے تعین کا سوال کرتا ہے اور مسند کی تصور کیواسطے
یون کہین گے (کیا پانی مٹکی مین ہے یا مشک مین) یہان سائل جانتا ہے
کہ ان دونون مین سے پانی ایک مین ہے مگر بالتعیین اوسکو نہین جانتا
اس قسم کے محاورات مین اکثر لفظ استفہام محذوف ہوتا ہے اور سوال
اوس چیز کا ہوتا ہے جو لفظ استفہام سے متصل ہوتی ہے (کیا مارا تو نے
زید کو) اوس جگہہ بولین گے جہان مار کا حال پوچھنا ہو اور (کیا تو نے مارا)
وہان بولین گے جہان فاعل مین شک ہو اور (کیا زید کو مارا تو نے) وہان
کہین گے جہان مفعول مین شک ہو اور فاعل کا یقین اور کبھی واسطے شرح اسم کے
آتا ہے جیسے (عنقا کیا چیز ہے) یعنی یہہ کس چیز کا نام ہے اور کبھی واسطے
شرح ماہیتہ ایک شے کے جیسے (حرکت کیا چیز ہے) یعنی اوسکی تعریف بیان
کرو مثال اشعار ــ غالب ؎ بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہین گے حال دل اور آپ فرماوینگے کیا ٭ یعنی کیا کہتے ہو دیگر ؎ کیا پوچھتے ہو

ہمدم اس جسم ناتوان کی + رگ رگ مین نیش غم ہے کہتے کہان کہان کی +
سوداؔ تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین + یہہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے
کیا کہتے ہین + لفظ کون ۔ اکثر واسطے استفہام طلب تعیین ذوی العقول
کے آتا ہے جیسا ع کون کہتا ہے کسی سے دل لگانا منع ہے + یا ع
کون آتا ہے یہہ کسکی پانو کی آواز ہے ۔ یا ع کون کہتا ہے کہ ہم تم مین
لڑائی ہوگی + اور کبھی واسطے غیر ذوی العقول کے بھی آتا ہے ۔ ناسخ
کون تہا صید وفادار کہ اینک صیاد + بال و پر اوسکے تیرے تیر لئے پہرتے
ہین ۔ اور کتنا واسطے استفہام تعداد کے آتا ہے جیسا (تمہارے کتنے شاگرد
ہین) ۔ ذوق کتنا طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا + یعنی بہت دفعہ
جنکی شمار نہین ہوسکتی ۔ دگیر دشمن دین ہین میرے گبر و مسلمان کتنے +
عشق مین تیرے ہوئے جان کے خواہان کتنے + کہان اور کدہر واسطے
استفہام مکان کے آتے ہین جیسا صنم کہتے ہین تیرے بھی کمر ہے +
کہان ہے کسطرح کی ہے کدہر ہے + مصرعہ خبر لے او مسیحا تو کہان ہے +
ذوق بند آنکھین کئے جاتا ہے کدہر تو کہ تجھے + ہے تیرا نقش قدم
چشم نمائی کرتا ۔ لفظ کب واسطے استفسار زمان کے آتا ہے ممنون
آج آفت تھہرے یون خشمگین تو کب نہ تہا + آستین مالیدہ و چین بر جبین تو کب
نہ تہا ۔ اثر کب کب آتا ہے اثر کیون تجھے ننگ آتا ہے + انکلتا ہے

وہ جب جیسے یہ تنگ آتا ہے + اب معلوم کرنا چاہیے کہ کلمات استفہام
کبھی غیر استفہام کیواسطے بھی مستعمل ہوتی ہین مثل اظہار اضطرار شدت
انتظار کے جیسا اس شعر مین ؎ کون وقت اے وائے گزرا جیکو گھبراتے
ہوئے + موت آتی ہے اجل کو یہان تلک آتے ہوئے + اور اظہار
تعجب کے جیسا اس مصرعہ مین ؎ کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے +
سودا ؎ کیا ضد ہے میرے ساتھ خدا جلنے و گرنہ + کافی ہے تسلی کو
میری ایک نظر بھی + آزردہ ؎ ٹھہرا وہ غضب لف سیہ ناگ وکافر +
کیا خاک جئی کوئی شب ایسی سحر ایسی + دیگر ؎ شربت وصل نہ پینے دو
نہ سم کھانے دو + کیا غضب ہے کہ نہ جینے دو نہ مرجانے دو + دیگر ؎
کل شب وصل مین کیا جلد بجی تھین گھڑیان + آج کیا مرگئے گھڑیال بجانے
والے + اخیر کے شعر مین مقصود بالتمثیل مصرعہ دوم کا کیا ہے دیگر ع
مخبری کہتے تھے سرو راہ کیا تھا کیا ہوا + یا اظہار تحقیر و استغنا کے ؎
تجھ بن بہشت پیارے مین لیکے کیا کرونگا + غالب ؎ رات دن گردش
مین ہین سات آسمان + ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا + یا واسطے اظہار
گمراہی کے جیسے (کہان بھٹکتے پھرتے ہو) یا واسطے دھمکانے کے جیسا
کوئی ایک بے ادب سے کہے (کیا ہمنے زید کو ٹھیک نہین بنادیا) اس
قسم کا کلام اوسوقت بولتے ہین جب مخاطب زید کا ہمسر یا اوس سے

کمتر ہو اور یہہ بات یعنی زید کا ٹہیک بنا جب مخاطب کو بہی معلوم ہوگا تو استفہام
کو سوال پر محمول نکریگا اور ڈرانے اور دہمکانے کے معنے سمجہیگا یعنی جب
تہنے تیرے ہمسر یا تجہہ سے برتر کو ٹہیک بنا دیا تو تیرا ٹہیک بنانا کیا بڑی
بات ہے۔ اور کبہی استفہام اسواسطے آتا ہے کہ مخاطب سے اوس چیز کا
اقرار کرالے جسکو وہ جانتا ہے اور اسکو استفہام تقریری کہتے ہین اس
صورت مین لفظ استفہام شئے اقراری کے متصل لایا جاویگا مثلاً فعل کا
اقرار منظور ہوگا تو یون کہین گے (کیا مارا تو نے زید کو) اور فاعل کے
اقرار مین یون کہین گے (کیا تو نے زید کو مارا) اور مفعول کے اقرار
مین یون (کیا زید کو تو نے مارا) اور ایسا ہی کبہی استفہام واسطے انکار
کرانے اوس چیز کے آتا ہے جسے مخاطب جانتا ہے اسکو استفہام انکاری
کہتے ہین جیسے (کیا سواے خداوند تعالی کے اورون سے حاجت
روائی چاہتے ہو) یعنی ایسا نکرو اور (کیا خداوند سبحانہ اپنے بندہ کے
لئے کافی نہین ہے) یہان استفہام نے کافی نہین ہے کی نفی کی ہے
اور نفی کی نفی اثبات ہوجاتی ہے۔ یعنی کافی ہے اور انکار فعل کی
ایک اور بہی صورت ہے وہ یہہ ہے کہ ایک شخص کے مثلاً دو کام سپرد ہین
اور متکلم اون دونون کامون کا انکار کرے پس گویا اصل فعل سے انکار
ہوجاتا ہے مثلاً (کیا تو نے زید کو پڑہایا ہے یا عمرو کو) یعنی کیسکو نہین پڑہایا

اور کچھ نہین کیا۔ انکار یا تو واسطے جھڑکنے اور زجر کے ہوتا ہے یعنی ایسا نہونا چاہیئے تھا مثلاً (کیا تو نے اپنے آقا کی نمک حرامی کی) یا واسطے تحقیر کے جیسا اوس شخص سے جسکو تو جانتا ہے یون کہے کہ تو کون ہے (یعنی حقیر و ناچیز ہے

منجملہ انواع طلب کے امر ہے اور وہ طلب فعل کی ہے بطور حکم و استعلا کے یعنی امر کرنے والا آپ کو بلند مرتبہ اور دوسرے کو یعنی اوسکو جسپر امر کرتا ہے پست قدر شمار کرتا ہے برابر ہے کہ یہہ بلندی و پستی واقعی ہو یا غیر واقعی جیسے یہان آ ۵ ادھر آ بے اے اوچاک گریبان والے + اور کبھی صیغہ امر غیر استعلا کیواسطے آتا ہے یعنی اوسمین متکلم کچھہ بڑائی کا خیال نہین کرتا ہے مثل اجازت و اباحت کے جیسا یون کہین کہ (اقلیدس سیکہہ یا جبر مقابلہ) یعنی تجھکو اختیار ہے کہ ان دونون مین سے ایک سیکہہ یا دونون یا کوئی بھی نہین ۔ یا تہدید کے جیسا جرات کا شعر ۵ ٹل نہ ٹل پاس مرے بیٹھہ نہ بیٹھہ آکہ نہ آ + جسنے بہکایا ہے تجھکو تو اوسی کے گھر جا + یہان الفاظ ٹل اور بیٹھہ اور آ اور جا سے جو امر کے صیغے ہین اجازت و رخصت ملنے نہ ملنے بیٹھنے نہ بیٹھنے کی مراد نہین ہے بلکہ شاعر مخاطب کو ڈراتا ہے ۔ یا واسطے تمنی کے یعنی آرزو کرنیکے مثل ۵ آ جا مرے سنتون کے پالے + آ اے میرے جھنڈولون بالون والے + یا واسطے دعا کے ۔ نسیم ۵ یارب

میرے خامہ کو زبان دے + منقار ہزار داستان دے + یا واسطے
التماس کے جیسا کوئی آدمی اپنے ہمسر سے کہے کہ آپ یہان آیئے یا جیسا
اس شعر مین ؎ میکشان روح ہماری بہی کبہی شاد کرو + ٹوٹے گر زم
مین شیشہ تو ہمین یاد کرو + ۔ یا واسطے اظہار مساوات و دوام کے ذوق ؎
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات + رو کر گزار یا اسے ہنسکر گزار دے +
یعنی یہہ دونون امر برابر ہین چاہی تو اپنی رات رو کر گزار دے یا ہنسکر ۔
یا واسطے اظہار اہانت و کم قدری ایک شے کے سودا ؎ سودا تیری
فریاد سے آنکہون مین کٹی رات + آئی ہے سحر ہونیکو اب تو کہین مر بہی +
یہان صیغہ امر یعنی مر اظہار اہانت کے لئے ہے مر جانا مراد نہین ہے
منجملہ انواع طلب کے ایک نہی ہے یعنی طلب روکنے فعل کی بطور حکومت
و برائی کے جیسا جہوٹ مت بول چوری مت کر ۔ ذوق ؎ نچہوڑ تو
کسی عالم مین راستی کہ یہہ شے + عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوانکی لئے +
۔ اور کبہی صیغہ نہی مین علاوہ طلب روکنے کے کچہہ اور مقصود ہوتا ہے
مثل تہدید کے شعر مذکور جرات مین یعنی ؎ مل نہ مل پاس میرے بیٹہہ نہ
بیٹہہ آکہ نہ آ ۔ یہان الفاظ نہ مل اور نہ بیٹہہ اور نہ آ سے مقصود اجازت
نہ ملنے وغیرہ کی نہین ہے بلکہ مخاطب کو ڈرانا ہے ۔ یا دعا کے جیسا ؎
میری زبان کو نکر یا خدا زبان میرا + یا التماس کے رضا کا شعر ؎ دوستو

اوس سے توقع مت رکھو۔ مجہسے وہ یون پہر گیا گیا ہے دوست ۔

منجملہ انواع طلب ایک ندا ہے یعنی پکارنا۔ حروف ندا یہ ہین ۔ اے ۔ او ۔ ہوت ۔ یا ۔ ارے ۔ اَبے ۔ اَجی ۔ الف ندا ۔ جسکو پکارتے ہین اوسکو منادیٰ کہتے ہین مثلاً اے بہائی ۔ یہان اے حرف ندا ہے اور بہائی منادیٰ ۔ حروف ندا مختلف موقعون مین استعمال کئے جاتے ہین ۔ اے کو خاص و عام استعمال کرتے ہین اور اوسکے ذریعہ سے شریف اور کمینہ دونون کو پکارتے ہین اور آو کو اکثر عوام استعمال کرتے ہین اور اس صورت مین منادیٰ بہی عوام مین سے ہوگا اور اگر خواص مین سے کوئی استعمال کرتا ہے تو خاص اوس صورت مین کہ منادیٰ عوام مین سے ہو یا ظرافت مدنظر ہو ہوت کو خواص استعمال نہین کرتے مگر بسبیل ظرافت کے

اَبے سنو منادیٰ کو اے اور او کے بعد ذکر کرتے ہین جیسا اے زید یا او زید یا او بیرحم یا او بیوفا اور ہوت کے پہلے ذکر کرتے ہین جیسے میان ہوت اور کبہی حرف ندا حذف کر دیتے ہین مثلاً مولوی صاحب آؤ ۔ منشی جی جاؤ ۔ اور روزمرۂ اردو مین جب کوئی اپنے نفس کو منادیٰ کرتا ہے تو یون کہتا ہے کہ سنتا ہے جی کیون بیٹہا ہے ۔ یعنی اے جی کیون بیٹہا ہے جلدے اور بعض الفاظ کا استعمال بحذف حرف ندا رائج ہے مثلاً قبلہ یہان تشریف لائیے اور جناب آپ کو کل تشریف لانا ضرور ہے ۔ لفظ اے کا گفتگو سے

روزمرہ اور شعر دونون مین کثیر الاستعمال ہے۔ اور لفظ او گفتگو مین بہت
اور شعر مین کم اور لفظ ہوت شعر مین یک لخت متروک ہے اور حذف حرف
ندا کا دونون صورتون مین جاری ہے مثال ذکر اے۔ میر کا شعر ؎
آب کے ہمت صرف کرتا اوس سے جی اوچٹے میرا + پھر دعا اے میرمت کیجو اگر ایسا
کرون + مثال ذکر او کی مصحفی کا شعر ؎ او دہن و ہاکے جانیوالے +
تک ہمکو بھی خاک سے اوٹہالے + مثال حذف اے میر ؎ آنکھین چرائیو نہ
تک ابر بہار سے + میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا + یعنی اے دیدۂ خونبار
اور مثالین حذف حرف ندا کی سابق مذکور ہوچکی ہین۔ یا۔ یہہ حرف اردو
مین بجز چند الفاظ عربی یا فارسی کے جنکے ساتھہ کثیر الاستعمال ہے اور جگہہ
نہین آتا مثلاً یا قسمت یا نصیب یا بخت یا مولیٰ یا معبود یا حضرت یا الہی
غالب ؎ ہم ہین مشتاق اور وہ بیزار + یا الہی یہہ ماجرا کیا ہے + نسیم
؎ حازم ہوا شب کو آتے ہی تخت + یا قسمت یا نصیب یا بخت + ارے
ہرچند اسکا استعمال کراہتہ سے خالی نہین باینہمہ کبھی کبھی فصحا بھی اسکو
بولتے ہین دو موقعون پر۔ ایک ایسے شخص کے حق مین جو کم رتبہ ہو مثلاً
ارے بیوقوف۔ ارے نادان۔ دوسرے یاران بے تکلف مین جیسے
ارے میان اور ارے یار پہلی صورت مین استعمال اس لفظ کا دلالت
کرتا ہے فرط ذلت منادی پر اور دوسری صورت مین ظرافت پر اور

اس قسم کا استعمال ایسی صورتون مین درست ہے جنمین بعض اوقات بجای
مشفِق بکسور فا کے مشفَق مفتوح الفا بطور ظرافت بول دیتے ہین مثلاً کہتی
ہین۔ آیئے مشفق چنانچہ یہہ امر روزمرہ دان پر پوشیدہ نہین ہے اور
اسی قبیل سے ہے جب اپنا نفس منادیٰ ہو جیسے بقا کے شعر مین ؎
دیکھہ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین * اوسکا مین چاہنے والا ہون بقا واہ رے
مین * اَبے ایسے کے حق مین کہتے ہین جو خوار او رذلیل ہو جیسے اَبے
پاجی کیا کرتا ہے ؎ اد ہر اَبے اَبے اوچاک گریبان والے * اجی بزرگ
اور معظم کے حق مین استعمال کرتے ہین جیسے اجی حضرت یہان تشریف
لائے۔ الف ندا کو اہل فارس کی اتباع سے الفاظِ فارسی مین ہی
لاتے ہین جیسے پروردگارا۔ خدایا۔ دلا۔ اور کبھی صیغہ ندا کو غیر ندا
مین بھی استعمال کرتے ہین مثل اشتعالک وتحریص کے چنانچہ ایک شخص
دوسرے سے اپنی مظلومیۃ کا حال بیان کر رہا ہو اوس وقت سامع کہے
کہ او مظلوم۔ پس یہان ندا سے مظلوم کا متوجہہ کرنا منظور نہین ہے
اسواسطے کہ وہ خود متوجہ ہے بلکہ اس لفظ سے یہہ غرض ہے کہ اظہار
مظلومیۃ اور شکایت کیطرف اوسکو رغبت زیادہ ہو۔ اسی قبیل سے
ہے لفظ شہید کا اس شعر مین ؎ زبان خنجر قاتل نے کیا کہا تجھسے *
دل شہید پڑا چپ ہے کیون جواب تو دے * یعنی اے دل شہید اظہار

مظلومنیہ کرے۔ و مثل اظہار حسرت و مصیبت و حیرت کے جسوقت کہ منادی
آسمان یا زمانہ یا شب و روز یا غم یا مثل اوسکے ہوئے ہین ذوق ؎
نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا ✤ اے فلک گر تجھے اونچا سنائی دیتا
✤ یہان فلک کو ندا کرنے سے اوسکا متوجہ کرنا منظور نہین ہے بلکہ بیان
درد فرقت ہے۔ مصحفی ؎ رہیو شاید تو او شب ہجر ✤ لگتی ہین آنکہ مصحفی
کی ✤ ذوق ؎ اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نکہا ✤ رہنے دے کچہہ کہ
صبح کا بہی ناشتا چلے ✤ جاننا چاہیئے کہ کبہی خبر کو بجاے انشا کے استعمال
کرتے ہین مثلا اوسوقت کہ صیغہ امر کا باعتبار وجاہت مخاطب کے مناسب
نہو مثلاً کوئی نوکر اپنے آقا سے کہے کہ آپ یہان آوینگے بجاے یہان
آئیگا۔ اسجگہ متکلم صورت امر سے احتراز کرتا ہے گو حقیقت مین بطریق
التجا کے ہے۔ یا اوسوقت کہ متکلم مخاطب کو مطلوب کے لئے تحریص و
ترغیب کرتا ہو مثلاً یون کہے کہ (آپ کل آوینگے) بجائے کل آئیگا کے
یعنی متکلم مخاطب کی آنے کو بصیغہ خبر ذکر کرتا ہے تاکہ مخاطب کو آنا ضرور
ہوجاوے اس خیال سے کہ اگر مین نجاؤنگا تو میرے دوست کی
خبر جہوٹی ہوجاویگی

فائدہ جو حالات ابواب خمسہ سابقہ مین درباب خبر مذکور ہوئے او نمین سے
اکثر حالات انشا مین بہی جاری ہوسکتے ہین مثلاً کلام انشائی یا مؤکد ہوگا

یا غیر ہو کدا و رسند الیہ اسمین محذوف ہو گا یا مذکور وعلی ہذا القیاس
طالب کو چاہیے کہ اون حالات خبری کو انشا مین بہی جاری کر لے

فصل ہفتم فصل او روصل کے بیان مین

عطف ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر وصل کہلاتا ہے اور ترک عطف کو فصل
کہتے ہین ۔ جب ایک جملہ دوسرے جملہ کے بعد آوے تو جملہ اول کے
واسطے کوئی محل اعراب کا ہو گا یعنی وہ مبتدا یا خبر صفت یا حال یا صلہ
یا جزاء شرط یا شل اوسکے ہو گا یا نہین ہو گا پس اگر محل اعراب کا ہوا ور جملہ
ثانیہ کو جملہ اولی کے حکم مین شریک کرنا منظور ہو یعنی جیسا کہ جملہ اول مثلاً
خبر یا مبتدا یا حال یا صفۃ وغیرہ ہے ویسا ہی جملہ دوم کو کرنا چاہو تو
جملہ دوم کو جملہ اول پر عطف کرینگے تا کہ عطف دونون جملون کو ایک حکم
مین شریک کر دے اور یہہ ہی حال مفرد مین ہوتا ہے کہ جب ایک
مفرد کو دوسرے مفرد کے حکم اعراب مین شریک کرنا منظور ہوتا ہے
یعنی جیسا مثلاً اول فاعل یا مفعول یا خبر وغیرہ ہوا ایسا ہی دوسرے کو
کرنا چاہین تو وہان عطف ایک کا دوسرے پر واجب ہو جاتا ہے
مثلاً یون کہین گے کہ آیا زید اور عمر اور مینے مارا زید اور عمر کو
مگر یاد رہے کہ واو کے ذریعہ سے عطف اوسوقت پسندیدہ ہوتا ہے
جبکہ دونون جملون مین کوئی وجہ جامع ہو یعنی اونمین کچھہ علاقہ اور مناسبت

ہو مثلاً یون کہنا کہ (زید ناظم اور ناثر ہے) اور زید لیتا ہے اور دیتا ہے)
اسواسطے کہ نظم اور نثر مین مناسبت ظاہر ہے اور لینے اور دینے مین
نسبت تضاد ہے یعنی ایک دوسرے کے خلاف اور مقابل ہے یہہ بہی ایک
وجہ جامع ہے اور یون کہنا پسندیدہ نہین ہے کہ (زید کاتب ہے
اور بخیل ہے) اور (زید ناظم ہے اور سخی ہے) کیونکہ یہان معطوف و
معطوف علیہ مین کوئی وجہ مناسبت کی نہین ہے - اور اگر دوسرے
جملہ کو اول جملہ مین شریک کرنا منظور نہو تو دوسرے جملہ کو اول جملہ پر عطف
نکرینگے کیونکہ عطف دونونکو ایک حکم مین شریک کردیتا ہے اور یہہ اس
موقع پر منظور نہین ہے جیسے (زید کہتا ہے کہ کل مینہہ برسیگا یہہ قول
قابل اعتبار نہین ہے) - یہان اس جملہ کو کہ (یہہ قول قابل اعتبار نہین
ہے) جملہ اول پر عطف نہین کیا اسلئے کہ اگر عطف کیا جاتا تو کہتا ہے
کا مفعول ہوجاتا یعنی مقولہ زید کا سمجہا جاتا حالانکہ یہہ اوسکا مقولہ
نہین ہے مثال شعر ۵ لوگ مرنیکو بہی کہتے ہین وصال + یہہ اگر سچ ہے
تو مرجائینگے ہم + مصرعہ دوم کو اول پر عطف نکیا تاکہ کہتے ہین کا مفعول
ہوکر لوگون کا مقولہ نہوجاوے کیونکہ یہہ مقولہ شاعر کا ہے اور اگر جملہ
اول کیواسطے کوئی محل اعراب کا نہو اور جملہ دوم کو جملہ اول کے ساتہہ
سوا ے واو کے کسی اور حرف عطف کے ذریعہ سے مربوط کرنا منظور ہو

تو یہہ عطف بلا شرط وجہ جامع کے درست سمجہا جاوے گا جیسا آیا زید پھر گیا عمرا اس صورت مین وجہ عدم اشتراط وجہ جامع کے یہہ ہے کہ واو فقط شرکت کیواسطے آتا ہے پس واو مین درمیان معطوف و معطوف علیہ کے وجہ جامع کا ہونا ضرور ہے والفاظ پھر و پس وغیرہ علاوہ شرکت کے مہلت و تعقیب کا فائدہ بخشتے ہین اسلئے اونکی عطف مین سردست مہلت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے گو وجہ جامع نہو اور اگر جملہ دوم کو جملہ اول کے ساتہہ بذریعہ غیر واو مربوط کرنا منظور نہو۔ پس اگر جملہ اول کیواسطے ایسا حکم ہو جسمین دوسرے جملہ کو شریک کرنا نہ چاہو تو فصل یعنی ترک عطف واجب ہے تاکہ عطف سے شرکت اوس حکم کی نہ سمجہی جاوے جیسا یون کہین کہ آج اوستاد نے فرمایا کہ بے سمجہے پڑہنا مفید نہین ہوتا ہے واقعی یہہ بات بالکل درست ہے۔ یہان واقعی سے آخر تک شاگرد کا قول ہے۔ پس اگر اوسکا بے سمجہے پر عطف کرتے تو مقولہ اوستاد کا ہوجاتا اور یہہ خلاف مقصود ہے مثال شعر درد علیہ الرحمۃ ؎ حیف کہتے ہین ہوا گلزار تاراج خزان ✤ آشنا اپنا بھی وہان ایک سبزہ بیگانہ تہا ✤ یہان عطف آشنا کا جو مقولہ شاعر ہے ہوا پر نکیا تاکہ کہتے ہین کا مقولہ نہو جاوے۔ سودا ؎ تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین ✤ یہہ اگر سچ ہے تو

ظالم اسے کیا کہتے ہین * یہہ اگر صحیح ہے کو جو مقولہ شاعر ہے جملہ سابقہ پر
عطف نہ کیا تاکہ مقولہ کہنے والون کا نہو جاوے - اور جو ایسا نہو یعنے
جملہ اول کیواسطے ایسا حکم نہو جسکو جملہ دوم کو دینا منظور نہو اور یہہ دو صورتونکو
شامل ہے ایک یہہ کہ اول جملہ کے لئے حکم زائد مفہوم جملہ سے نہو اور دوم
یہہ کہ حکم زائد تو ہو لیکن اوسکو جملہ دوم کو دینا مطلوب ہو پس اوسکی چہہ
صورتین ہین اول یہہ کہ دونون جملون مین کمال انقطاع ہو اور درصورت
ترک عطف خلاف مقصود کا بہی ایہام نہو - دوم یہہ کہ دونون جملون مین کمال
اتصال ہو - سیوم یہہ کہ کمال انقطاع کے مشابہ ہو - چہارم یہہ کہ کمال
اتصال کے مشابہ ہو - پنجم یہہ کہ کمال انقطاع ہو اور باوجود اسکے
درصورت ترک عطف ایہام خلاف مقصود ہو - ششم یہہ کہ درمیان
کمال اتصال و کمال انقطاع کے متوسط ہو پس پنجم و ششم صورت مین
عطف کرتے ہین اور چار صورتون اول مین عطف متروک ہوتا ہے
اور وجہ اس قاعدہ کے یہہ ہے کہ عطف یہہ چاہتا ہے کہ معطوف
اور معطوف علیہ مین مناسبت ہو اور باا ینہمہ مغائرت بہی ہو پس درصورت
کمال انقطاع و مشابہت کمال انقطاع کے مناسبت نہین پائی جاتی
اور درصورت کمال اتصال و مشابہت کمال اتصال کے مغائرت نہین
ہوتی اسلئے ان چارون صورتون مین عطف متروک ہوتا ہے -

اور پانچوین صورت مین بضرورت خوف ایہام عطف کیا جاتا ہے اور
چھٹی صورت مین مناسبت ومغائرت ہردو شرط عطف بخوبی متحقق ہین
اب تفصیل اقسام ششگانہ سنی چاہیے ۔ دو جملون مین کمال انقطاع
ایک تو اوس صورت مین ہوتا ہے کہ ایک جملہ تو لفظاً ومعنیً خبر ہو اور دوسرا
لفظاً ومعنیً انشا ہو جیسا اس شعر مین ؎ مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبانگیر
میرے لہو کو تو دامن سے دہو ہوا سو ہوا ۔ یہان جملہ اول یعنی میرے
لہو کو دامن سے دہو لفظاً ومعنیً انشا ہے اور جملہ دوم یعنی ہوا سو ہوا
بہردو وجہ خبر ہے اسلئے ایک کا دوسرے پر عطف نکیا گیا ۔ اور
دوسرے اوس صورت مین کہ ایک جملہ باعتبار معنی خبر ہو اور دوسرا باعتبار
معنی انشا اگرچہ لفظاً دونون خبر ہون جیسا اس شعر مین ؎ مین دشمن جان
ڈہونڈکے اپنا جو نکالا ٭ سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالی ٭ ۔ یہان سو حضرت
دل و سلمہ اللہ تعالی لفظاً دونون خبر ہین اور جملہ دوم معنیً انشائیہ دعائیہ ہے
اسلئے ایک کا دوسرے پر عطف نکیا گیا ۔ اور تیسرے اوس صورت
مین کہ دونون جملون مین کوئی وجہ جامع نہو جسکا بیان آگے آویگا ۔
پس اگر یون کہین کہ زید کشیدہ قامت ہے اور عمر سوتا ہے تو عطف
درست نہوگا ۔ کیونکہ کشیدگی قامت زید اور عمر کے سونے مین کچہہ مناسبت
نہین ہے

اور کمال اتصال دو جملون مین ایک تو اوس صورت مین ہوتا ہے کہ
جملۂ ثانی جملہ اول کی تاکید معنوی ہو واسطے دفع شبہ مجاز یا احتمال غلط
کے جیسا اس مصرعہ مین مصرع یہہ منکر ہین بزرگون سے بلا شک +
جب یہہ کہا کہ یہہ منکر ہین بزرگون سے تو ہوسکتا ہے کہ سامع کو
اس امر مین شک ہو کیونکہ بزرگون سے کون منکر ہوتا ہے پس واسطے
دفع اس وہم کے لفظ بلا شک بطور تاکید معنوی لایا گیا۔ یعنی اس امر مین
شک نہین ہے۔ اور بسبب کمال اتصال کے عطف متروک ہوا۔
یا جیسے اس میر کے مصرعہ مین مصرع قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک
اسلام کیا۔ یہان تینون جملے ایک دوسرے کی تاکید معنوی ہین کیونکہ
خلاصہ سب کا ایک ہے یعنی کافر ہو گیا۔ یا جملہ دوم جملہ اول کی تاکید
لفظی ہو جیسے مومن خان کا شعر ۵ نجاؤنگا کبھی جنت مین مین نجاؤنگا
اگر نہوئیگا نقشہ تمہارے گہر کا سا۔ یہان نجاؤنگا دوم تاکید ہے اول
نجاؤنگا کی اسلئے اونمین عطف نکیا گیا۔ اور دوسرے اس صورت
مین کہ جملہ دوم جملہ اول کا بدل واقع ہو اس سبب سے کہ جملہ اول بیان مقصود
کیواسطے کافی نہین ہے اور موقع ایسا ہو کہ بیان مقصود کسی نکتہ کے
سبب سے قابل اہتمام ہو یا تو اسواسطے کہ مطلوب فی نفسہ مقصود ہے یا
مطلوب عجیب یا لطیف یا خوفناک ہو اسلئے جملہ دوم کو جو بیان مطلوب

کے لئے کافی ووافی ہے بطور بدل بعض یا بدل اشتمال جملہ اول کے
لاتے ہین۔ مثال بدل بعض کی یہہ شعر ہے ہمنے کیا کیا نہ تیرے عشق
مین محبوب کیا + صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا + یہان مراد شاعر
بیان رنج ومحن عشق ہے معشوق کے روبرو جو عاشق کے حال زار سے
غافل بلکہ اوسکی مصائب وصعوبات کا منکر ہے اور مقام تفصیل وبسط
کا ہے اور جملہ اول یعنی مصرعہ اول بیان مطلوب مین بباعث اجمال
غیر کافی ہے۔ اسلئے بذریعہ مصرعہ دوم جو جملہ دوم ہے اوسکی شرح
کی گئی۔ اور چونکہ صبر ایوب اور گریہ یعقوب جزو ہے کیا کیا کا جو مصرع
اول مین ہے پس جملہ دوم بدل بعض جملہ اول کا ہے۔ مثال بدل
اشتمال نسیم کا شعر ہے تھتا نہین غصہ تہا منے سے + چل دور ہو میرے
سامنے سے +۔ اسلئے کہ مراد لفظ چل سے اظہار کراہت اقامت
مخاطب ہے اور دور ہو میرے سامنے سے اس مطلب کے
واسطے بمنزلہ شرح کے ہے۔ اور لفظ (دور ہو) کا غیر ہے (چل) کا
اسلئے تاکید نہین ہوسکتی اور اوسمین داخل بہی نہین ہے اسلئے
بدل بعض بہی نہین ہوسکتا اور باینہمہ اون دونون مین ایک
مناسبت اور لزوم ہے تو بدل اشتمال ہوا۔ اور ایسا ہی ہے
یہہ شعر مومن خان کا ہے چل پرے ہٹ مجہے نہ دکہلا مونہہ + اے

شب ہجر تیرا کالا موہنہ ✣ ـ اور تیسرے اوس صورت مین کہ جملہ
اول مجمل اور شرح طلب ہو اور جملہ دوم اوسکا بیان کرتا ہو ناسخ کا شعر
ہ کیا ہی دہوکا دیا مسی کی اوداہٹ نے مجہے ✣ دہن یار کو مین غنچہ سوسن
سمجہا ✣ مصرعہ ثانی دہوکی شرح کرتا ہے جرات ہ چونک پڑا سنتے ہی
آواز یار ✣ مین یہہ ہی سمجہا کہ پکارا مجہے ✣ مصرعہ ثانی مین چونک پڑنیکی وجہ
کا بیان ہے

فائدہ معلوم کرنا چاہئے کہ جیسا درصورت کمال انقطاع عطف مین ابہام
خلاف مقصود ہو سکتا ہے ایسا ہی درصورت کمال اتصال بہی ابہام مذکور
ہو سکتا ہے ـ مثلاً کوئی کسی سے پوچہے (کیا تم شراب پیتے ہو) وہ کہے
(نہین چہوڑ دی) تو یہان شبہ ہو سکتا ہے کہ نہین چہوڑنے سے متعلق
ہے ایسے موقع پر یہہ ابہام یون رفع ہو سکتا ہے کہ جواب مین یون کہے کہ
نہین مینے تو چہوڑ دی ـ یا قطعاً چہوڑ دی یا ایک عرصہ سے چہوڑ دی ـ
پس چونکہ یہہ ابہام اسطرح سے رفع ہو سکتا تہا اسلئے عطف اختیار نکیا
گیا ـ اور جملہ دوم مثل منقطع کی جملہ اول سے اوسجگہ ہوتا ہے جہان عطف
جملہ دوم کا جملہ اول پر اس شبہ مین ڈالتا ہو کہ جملہ دوم کسی غیر مقصود پر معطوف
ہے ـ اور اس صورت کو مشابہ بکمال انقطاع کے اس سبب سے کہتے ہین کہ
یہان مانع عطف موجود ہوتا ہے ـ مگر چونکہ مانع عطف ایک امر خارجی ہے

مثل انشا، وخبر کے مانع ذاتی نہین ہے اسلئے اگر قرینہ قایم ہو تو وہ مانع
عطف رفع ہو سکتا ہے اسلئے اسکو کمال انقطاع مین شمار نکیا۔ اور سطرح
کے فصل یعنی ترک عطف کو قطع کہتے ہین کیونکہ یہان دو جملون مین بسبب
مناسبت کے اتصال تہا۔ مگر بسبب ایک امر مانع کے ایک کو دوسرے
سے منقطع کرلیا ہے مثل اوسکی یہہ شعر ہے ؎ تمنے یہہ جانا گئے ہم تمکو
بہول ٭ ہمنے یہہ سمجہا کہ تم سمجہے غلط ٭۔ یہان دونون جملونمین مناسبت
ظاہری کیونکہ جملہ اول مین مسند (جانا) ہے۔ اور دوسرے مین (سمجہا)
اور یہہ دونون باعتبار معنی کے متحد ہین اور جملہ اول مین مسندالیہ معشوق ہے
۔ اور دوم مین عاشق۔ پس بنظر اتحاد مسند و مسندالیہ مناسب تہا کہ ہمنے کا
تمنے پر عطف کیا جاتا لیکن اس صورت مین احتمال تہا کہ سامع جملہ دوم یعنی ہمنے
کا عطف گئے ہم پر سمجہے۔ پس جملہ دوم منجملہ خیالات معشوق ہو جاویگا حالانکہ
وہ خیال عاشق ہے اسلئے عطف ترک کیا گیا۔ اور احتمال ہے کہ جملہ
دوم مستانفہ ہو یعنی جب شاعر نے مصرعہ اول پڑہا تو گویا مخاطب نے پوچہا کہ
تم ہمارے خیال کو کیا سمجہے اوسکے جواب مین کہا گیا کہ ہم اوسکو غلط سمجہے
اور جملہ دوم مثل متصل کے جملہ اول سے اوسجگہہ ہوتا ہے جسجگہہ جملہ دوم جواب
اوس سوال کا ہو جو جملہ اول سے پیدا ہوتا ہو ایسی صورت مین جملہ اول
کو منزلہ سوال سمجہا جاتا ہے اور جملہ دوم کو اول پر عطف نہین کرتے جیسا کہ

سوال وجواب کا حال ہوتا ہے ممنون کا شعر ؎ تفاوت قامتِ یار اور
قیامت مین ہے کیا ممنون + وہی فتنہ ہے لیکن یہان ذرا سانچے مین ڈھالا ہے +
- مصرعہ اول سے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قامتِ یار اور قیامت ایک
ہی ہین - مصرعہ دوم اوسکا جواب ہے - ایسے ترکِ عطف کو استیناف کہتے
ہین اور جملہ دوم کو بہی استیناف اور مستانفہ بولتے ہین - اب جانو کہ
استیناف تین قسم کا ہوتا ہے اسلئے کہ وہ سوال جو جملہ اول سے پیدا ہوتا ہے
یا تو وہ حکم کے سبب عام سے سوال ہوتا ہے جیسا اس شعر مین ؎ حال مرا
پوچھتے ہو کیا بہت بیمار ہون + مبتلاے عشق ہون اور روز و شب بیدار ہون +
- مصرعہ اول سے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تمہاری بیماری کا کیا سبب ہے پس
یہان سوال ہی سبب مطلق مرض سے اور یون نہین کہہ سکتے کہ سبب خاص
کا سوال ہے یعنی کیا تمہاری بیماری کا سبب عشق اور بیخوابی ہے کیونکہ یہہ
امر خلاف دستور ہے اسلئے کہ قاعدہ یون ہے کہ جب کوئی کسی مرض مبتلا ہوتا ہے
تو اوسکا سبب مرض پوچھا جاتا ہے یہہ نہین کہتے کہ کیا اوسکی مرض کا سبب
فلان فلان ہے خصوصاً عشق و شب بیداری جو مرض کے اسباب مین سے
نہایت بعید اور نادر ہین اور ایسا ہی ہے حال اس شعر کا ؎ کیا پوچھتا ہے
ہمدم اس جسم ناتوان کی + ہر رگ مین نیش غم ہے کہیے کہان کہان کی + -
یا حکم کے سبب خاص کا سوال ہوتا ہے جیسا ذوق کا شعر ؎ بیان درد محبت

جو ہو تو کیونکر ہو + زبان نہ دل کے لیئے ہے نہ دل زبان کے لیئے +
۔ مصرعہ اول سے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ درد محبت کے بیان نہین کیا
دشواری ہے اوسکا جواب مصرعہ دوم ہے یعنی درد کا ادراک دل کو ہے
سو اوسکی زبان نہین ہے جو بیان کر سکے اور زبان جو بیان کر سکتی ہے
اوسکی دل نہین ہے جو درد کا ادراک کر سکے ۔ اور یا حکم کے سبب عام و
خاص کے سوا کسی اور امر کا سوال ہوتا ہے جیسا نسیم کا شعر ۵ پوچھا کہ کدہر
کہا بہت دور + بولا وہ کہ پھر کہا کہ مجبور + یعنی تاج الملوک نے پریون سے
پوچھا کہ بکاولی کہان مقید ہے اس سے سوال پیدا ہوا کہ پریون نے اوسے
کیا جواب دیا مجیب کہتا ہے کہ پریون نے اوسکے جواب مین کہا کہ مقام بکاولی
بہت دور ہے اور یہہ ہی حال مصرعہ دوم کا ہے اور اسی کیب کا ہے
مصرعہ دوم اس شعر نسیم کا ۵ پوشاک جو لینی ہو تو پہونچاو + بولین وہ چلو
کہا قسم کھاو

اب سنو کہ کبھی استیناف کیواسطے بعینہ اوس چیز کو اعادہ کرتے ہین جس سے
استیناف منظور ہوتا ہے جیسا یون کہین کہ اتو نے زید پر احسان کیا زید
احسان ہی کا مستحق تہا) یا (زید کو انعام دیا زید اسی قابل تہا) اور کبھی
اوسکی صفت پر بناے استیناف ہوتی ہے ۔ جیسا (تو نے زید پر احسان کیا
تیرا دوست قدیم اسیکا سزاوار تہا) اور کبھی استیناف کو حذف کر دیتے ہین

جیسے مومن خان کے شعر مین ع ہم تو ڈرتے تہے کہ جنت مین لگے کا کیا
جی + بارے کچہہ اوسمین تو نقشہ تیرے گہر کا نکلا + یہان سوال مقدر یہہ ہے
کہ جنت مین جی لگا یا نہین - جواب جی لگا کیونکہ اوسمین تیری گہر کا نقشہ تہا
پس یہان یہہ سوال و جواب و نون حذف کر دے - او وجہ جواب اون کی
قائم مقام کی گئی

یہہ بیان تہا چارون صورتون فصل یعنی ترک عطف کا اب دونون صورتون
وصل یعنی عطف کا بیان سنو ایک تو عطف اوسمقام پر لاتے ہین جہان ترک عطف
مین خلاف مقصود کا شک ہوتا ہو مثلاً میزبان اپنے مہمان سے پوچھے کہ
یہان آپ کو کچہہ تکلیف تو نہین ہے اور مہمان اوسکے جواب مین کہے نہین
اور آپ کو خدا خوش رکہے - پس قول مہمان نہین یعنی کچہہ تکلیف نہین ہے
جملہ خبریہ ہے اور آپکو خدا خوش رکہے جملہ انشائیہ دعائیہ ہے پس
دونون جملون مین کمال انقطاع ہے اور با اینہمہ عطف ہوا اسلیئے کہ ترک عطف
اس بات کا شبہ ڈالتا ہے کہ مہمان میزبان کو کوستا ہے باوجودیکہ وہ دعا دیتا ہے
- اور اس قسم کے جملے زبان عرب مین بکثرت مستعمل ہین اردو مین تکلف سے
خالی نہین ہین - دوسرا عطف اوس صورت مین ہوتا ہے کہ جسجگہ دونون
جملے کمال انقطاع و کمال اتصال مین متوسط ہون - مثلاً دونون جملے خبریہ
ہون - یا دونون انشائیہ ہون اور اون دونون مین وجہ جامع بہی پائی جاوے

۔ مثال اول ذوق کا شعر ؎ تجھسے دیکھا سکو اور تجھکو نہ دیکھا جون نگاہ + تو ہا
انکھون مین اور انکھون سی پنہان ہی ہا + دونون مصرعونمین جملہ خبریہ کا عطف
خبریہ پر ہے مثال دوم غالب کا شعر ؎ بندہ پرور کی کف دست کو دل کیجے
فرض + اور اس حلقی سپاری کو سویدا کہیے + یہان دونون مصرعہ جملہ انشائیہ
ہین ایک دوسرے پر معطوف ۔ اور سابق یہہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ عطف
انشائیہ کا خبریہ پر اور اسکا عکس بہی جائز نہین ہے

بیان وجہ جامع کا ۔ دو جملون مین عطف اوسوقت درست ہوگا جب
اونمین باعتبار مسند الیہ و مسند کے مناسبت ہو یعنی ایک جملہ کا مسند الیہ مناسب
ہو دوسرے جملہ کے مسند الیہ کے اور ایسا ہی مسند مناسب ہو مسند کے
جیسا (زید شعر کہتا ہے اور نثر لکہتا ہے) کیونکہ نظم و نثر مین مناسبت ظاہر ہے
(اور زید دیتا ہے اور لیتا ہے) پس ان دونون صورتونمین مسند الیہ ایک
ہے اور مسند مناسب اور جبکہ مسند الیہ متغائر ہون تو اونمین بہی مناسبت لازم
ہے ۔ جیسا (زید شعر کہتا ہے اور عمرو نثر لکہتا ہے) یا (زید کشیدہ قامت ہے
اور عمرو پست قد ہے) یہہ جب کہین گے کہ زید اور عمرو مین مناسبت و
علاقہ ہو مثلاً دونون بہائی ہون یا دوست یا دشمن ہون اور بغیر اس قسم کی
مناسبت کے عطف ناجائز ہوگا اسلئے یہہ کہنا درست ہے کہ (میری انگوٹہی
بہی تنگ ہے اور موزہ بہی) باوجودیکہ دونون جملون مین مسند متحد ہے یعنی

تنگ ہے۔ اور وجہ عدم جواز یہہ ہے کہ انگوٹھی اور موزہ مین مناسبت نہین ہے اور اسیطرح یہہ قول جائز نہین ہے کہ (زید شاعر ہے اور عمرو کشیدہ قامت ہے) خواہ زید و عمرو مین مناسبت ہو یا نہو کیونکہ شاعر و کشیدہ قامت مین کچھہ مناسبت نہین ہے

جامع کی تین قسمین ہین ایک تو عقلی وہ ایک امر ہوتا ہے جسکے سبب سے عقل دو چیزونکو قوۃ مفکرہ مین جمع کرنا چاہتی ہے اور یہہ تین طرحکا ہوتا ہے ایک تو یہہ کہ دونون جملون مین مخبر عنہ یا مخبر یا کسی قید مین مثل صفتہ یا حال یا ظرف وغیرہ کے اتحاد ہو۔ مخبر عنہ و مخبر کے اتحاد کی مثالین اوپر گزری ہین۔ اور اتحاد صفتہ کی مثال جیسا (زید فاضل آیا اور عمر فاضل گیا) اور اتحاد حال کی مثال (زید دوڑتا آیا اور عمر دوڑتا گیا) اور اتحاد ظرف کی مثال (زید بازار مین آیا اور عمر بازار مین آیا) اور (زید شام کو آیا۔ اور عمرو شام کو آیا)۔ دوسرے یہہ کہ اجزاء مذکورہ مین تماثل ہو جیسا (زید ناظم ہے اور عمر ناثر ہے) اسلیئے کہ عقل مثلین کو تشخص خارجی سے جدا کرکے اونسے معانی کلیہ سمجھتے ہین کیونکہ عقل مدرک کلیات ہے نہ مدرک جزئیات شخصیہ اور یہہ امر علم الٰہیات مین تحقیق ہو چکا ہے۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ جیسا تماثل یعنی اتحاد نوعی جامع ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی تجانس و تشابہ یعنی اتحاد جنس و عرض بھی جامع ہو سکتا ہے مثلاً جسوقت اقسام حیوان کا بیان ہو

تو کہتے ہین کہ آدمی ایسا ہے اور گہوڑا ایسا اور ہاتہی ایسا۔ یا جب افراد سخیا
کا بیان کرتے ہین تو کہتے ہین کہ زید سخی ایسا ہے اور عمرو سخی ایسا۔ اب
یہان ایک اعتراض ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ تماثل اتحاد نوعی کا نام ہے مثل
اتحاد زید و عمرو کے انسانیۃ مین۔ پس جب تماثل جامع ہو سکتا ہے تو صحت
اس قول کی کہ (زید ناثر ہے اور عمرو ناظم) اس امر پر موقوف ہونی چاہیئے کہ زید
عمرو مین سواے نوعیۃ کے کوئی اور علاقہ مثل برادر داری یا دوستی یا دشمنی
وغیرہ کے ہووے جیسا کہ پہلے لکہا گیا ہے۔ جواب اسکا یہہ ہے کہ یہان
مراد تماثل سے مماثلۃ و مشارکۃ اونکی ایسے وصف مین ہے جو دونونکے
ساتہہ کسی قسم کی خصوصیت رکہتا ہو اور اوسکی شرح تشبیہ کے بیان مین آویگی۔
تیسرے یہہ کہ اونمین تضائف ہو یعنی ایک کا سمجہنا دوسرے کے سمجہنے پر
موقوف ہو جیسا علت و معلول کیونکہ علت کے یہہ معنی ہین کہ اوس سے دوسری
چیز صادر ہو۔ اور معلول اوسے کہتے ہین کہ وہ دوسری چیز سے صادر ہو
مثلاً۔ وجود آفتاب کا علت وجود روشنی کا ہے اور روز معلول ہے اور
ایسا ہی اقل و اکثر متضائف ہین

جامع کی دوسری قسم وہمی ہے اور وہ ایک امر ہے جسکے سبب سے وہم دو
چیزونکو قوۃ مفکرہ مین جمع کر لیتا ہے۔ بخلاف عقل کے کہ وہ ان دونونکو
الگ الگ گنتی ہے۔ اور یہہ جمع کرنا یا تو اس سبب سے ہوتا ہے کہ اون

دونوں کی تصور مین شبہ تماثل ہوتا ہے جیسے سفیدی ورزردی کہ وہم
ان دونون کو مثل یکدگر سمجھتا ہے کیونکہ اونمین غایت خلاف نہین ہے
۔ وہ سفیدی کو ایسی زردی جانتا ہے جسمین کسیقدر رقیقہ صفائے زیادہ
ہے اور زردی کو ایسی سفیدی جانتا ہے جسمین کسیقدر کدورت زیادہ
ہے اور یہہ صفائی اور کدورت سفیدی ورزردی کی ماہیت سے زائد
ہین پس دونون وہم مین ہم مثل ہوئے اور عقل دونونکو دو نوع متبائن
ایک جنس کی افراد شمار کرتی ہے ۔ اور یا اس سبب سے کہ دونون مین تضاد
ہوتا ہے ۔ تضاد کے یہہ معنی ہین کہ دو امر وجودی ایک محل پر باری باری
آسکتے ہون اور اونمین رعایت خلاف ہو مثل سیاہی ورسفیدی کے ۔
یا شبہ تضاد ہوتا ہے جیسے آسمان و زمین کہ وہ دونون وجودی ہین ایک
نہایت بلند اور ایک نہایت پست مگر وہ چونکہ اجسام ہین اور اعراض
نہین لہذا ایک محل پر پس یکدگر نہین آسکتے اسلئے وہ متضاد نہین ہین
۔ اور ایسا ہی حال اول و دوم کا ہے کیونکہ اول اوسکو کہتے ہین جو غیر سے
پہلے ہو اور اوس سے غیر پہلے نہو ۔ اور دوم اوسے کہتے ہین جس سے
صرف ایک پہلے ہوا اسلئے انمین شبہ تضاد ہے کیونکہ یہہ ایسے اوصاف
پر مشتمل ہین جنکا اجتماع ممکن نہین ہے ۔ اور یہہ متضاد نہین ہین مثل
سیاہ و سفید کے کیونکہ اونمین غایت خلاف نہین ہے اسلئے سوم و چہارم

وغیرہ اول سے بنسبت دوم کے زیادہ مخالف ہین اور علاوہ اسکے
اول کے مفہوم مین عدم معتبر ہے یعنی اوس سے پہلے کوئی نہو پس وہ
وجودی نہوا۔ اب سنو کہ تضاد اور شبہ تضاد کو جامع وہمی اسواسطے
مقرر کیا ہے کہ وہم اون دونونکو منزلہ متضائف خیال کر لیتا ہے کیونکہ
اونمین یہہ بات پائی جاتی ہے کہ ایک اونمین کا جب ذہن مین آتا ہے
تو دوون ہی دوسرا بھی ذہن مین آجاتا ہے اور یہہ کام وہم کا ہے ورنہ
عقل ایک کو بدون دوسرے کے سمجھتی ہے

اور تیسری قسم خیالی ہے وہ ایک امر ہے جسکے سبب سے خیال دو چیزون کو
قوۂ مفکرہ مین جمع کر لیتا ہے اور یہہ اسطرح ہوتا ہے کہ اون دونونکے
تصور عطف سے پہلے خیال مین باہم متقارب ہون اور سبب قرب کے مختلف
ہوتی ہین اور اسی سبب سے صور خیالیہ ترتب اور وضوح مین متفاوت
ہوتی ہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ ایک شخص کے خیال مین بعض صورتین ایک
دوسرے سے ہرگز علیحدہ نہین ہوتی ہین اور دوسرے کے خیال مین بالکل
مجتمع نہین ہوتین مثلاً قلمدان کاغذ وسطر وچاقو کی صورتین کاتب کے
ذہن مین ایکدوسرے سے جدا نہین ہوتین اور قصاب کا ایسا حال نہین ہے
اور ایسے ہی ایک خیال سے ایک صورت بالکل نہین جاتی اور ہروقت
رہتی ہے اور دوسرے کے خیال مین کبھی نہین آتی مثلاً زید کے محبوب کی صورت

اوسکے خیال سے جدا نہین ہوتی اور عمرو کے خیال مین کبھی نہین آتی —
علم معانی کے طالب کو جامع کی شناخت کی سخت حاجت ہے کیونکہ
مقصود اعظم اس فن کا پہچاننا مواقع فصل اور وصل کا ہے اور یہہ جامع
کے جاننے پر موقوف ہے خصوصًا آگاہی جامع خیالی نہایت ضروری ہے
کیونکہ اوسکی بنا عادت وطبیعت پر ہے جو ایکدوسرے سے بشدت مختلف
ہوتی ہین مثلًا اس قول مین کہ (قد یار دیکھا اور قیامت یاد آئی) وجہ
جامع قد یار اور قیامت مین فتنہ انگیزی ہے اور یہہ صرف ایک خیال
شاعرانہ ہے پس شاعر مزاج آدمی کے خیال مین یہہ دونون امر مناسب ہین
اور اگر ایک عامی آدمی کے روبرو کہو تو وہ ہرگز نہین سمجھیگا۔ اب جانو کہ
منجملہ محسنات عطف ایک یہہ ہے کہ دونون جملہ اسمیہ ہون یا دونون فعلیہ اور
درصورت فعلیہ ہونیکے دونون افعال ماضی ہون یا دونون افعال مضارع مثلًا
(زید کہڑا ہے اور عمرو بیٹہا ہے) یا (زید کہڑا ہوا اور عمرو بیٹہہ گیا) اور اختلاف
دونون جملون کا امور مذکورہ مین بسبب کسی مانع کے جائز سمجھا جاتا ہے
مثلًا ایک جملہ مین ماضی کا ارادہ کرین اور دوسرے مین مضارع کا جیسا یون
کہین کہ (زید آیا اور عمرو جاویگا) یا مثل اسکے

فصل ہشتم ایجاز و اطناب و مساوات کے بیان مین —

مساوات کے یہہ معنی ہین کہ لفظ ٹہیک بمقدار اصل مراد ہو نہ اوس سے کم ہو

نہ زیادہ۔ اور ایجاز کے یہہ معنے ہین کہ لفظ اصل مراد سے کم ہو مگر کافی ہو۔
اور اطناب یہہ ہے کہ لفظ اصل مراد سے بلحاظ کسی فائدہ کے زائد ہو۔
اب معلوم کرو کہ ایجاز مین کافی کی قید اسواسطے لگائی ہے تاکہ اخلال سے
احتراز حاصل ہوجاوے۔ اخلال اوسکو کہتے ہین کہ لفظ اصل مراد سے ناقص اور
غیر کافی ہو جیساکہ آتش کے اس شعر مین ع وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا + مصرعہ اول مین (وہ دہن ہون) ابتدا ہے
اور جملہ (نہ نکلا حرف غرور) خبر اور جملہ خبریہ مین ہونا ایسی ضمیر کا جو بطرف مبتدا
عائد ہو ضرور ہے اور یہان ضمیر ندارد ہے۔ کلام درست یہہ تھا۔
وہ دہن ہون کہ نہ نکلا اوس سے حرف غرور۔ پس یہہ کلام اصل مراد سے
ناقص ہے اور اسی قسم کے ہین یہہ دو شعر۔ سودا ع یہ بون ہو ن خون دل
اپنا تجھے گمان ساغر + کہان ہے شیشہ میرے پاس ہے کہان ساغر + یعنی
تجھے گمان ہے کہ ساغر پیتا ہون۔ نسیم ع وہ نور کہ صدقے مہر انور +
وہ رخ کہ نہ ٹھہرے آنکھ جسپر + یعنی وہ نور کہ جسکے صدقے مہر انور۔ اور اطناب
کی تعریف مین قید (بلحاظ کسی فائدہ کے) اسواسطے لگائی کہ ایک تو
تطویل سے احتراز حاصل ہوجاوے اور تطویل کے یہہ معنے ہین کہ لفظ
اصل مراد سے بے کسی فائدہ کے زائد ہو مگر لفظ زائد متعین نہو جیسے لفظ
تاب و توان میر کے شعر مین ع سب گئے دل سے صبر و تاب و توان + لیکن

اے داغ دل سے تو نکلیا۔ اور ایسے ہی لفاظ پیچ وخم مومن خان کے
شعر مین ۵ کچھہ کام نہین پیچ وخم زلف دوتا سے۔ کہا یا کرے بل سکڑون
اب میری بلا سے۔ اور دوم حشو مفسد ہے کہ اوسمین لفظ زائد متعین ہو
جیسا اس شعر مین ۵ رنج وراحت کا گر نہووے خوف۔ پاے درویش
آسمان پہ ہو۔ مطلب شعر یہہ ہے کہ اگر رنج کا خوف نہوتا تو درویش کا دماغ
فلک پر ہوتا پس لفظ راحت یہان زائد مفسد معنی ہے۔ سوم حشو غیر مفسد
ہے جیسا لفظ گزشتہ کا اس مثال مین (پار سال گزشتہ یہہ حادثہ واقع ہوا)
مگر مقام تاکید مین یون کہنا کہ مینے اپنی آنکھون سے دیکہا اور اپنے کانون
سے سنا اور اپنے ہاتہہ سے لکھا حشو مین داخل نہین ہے ہان بے حاجت
تاکید البتہ حشو ہوگا۔

مثال مساوات غالب کا شعر ۵ ہان بھلا کر تیرا بھلا ہوگا۔ اور درویش
کی صدا کیا ہے۔ اور ایجاز کی دو قسمین ہین۔ ایک ایجاز قصر جسمین محذوف
نہو جیسا یہہ مصرع ع کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتہہ دے اس ہاتہہ لے
۔ اس مصرع کے الفاظ قلیل ہین اور معنی کثیر مین کیونکہ یہہ خلاصہ ہے ان
دو جملون کا (کر بھلا ہو بھلا) اور (کر برا ہو برا) علاوہ ازین اوسمین سرعت
وصول جزا اور سزا کا عالم باندھ دیا ہے جو اون دونون جملون سے حاصل نہ تہا۔
دوم ایجاز حذف جسمین کچھہ محذوف ہو اور محذوف یا جزو جملہ کا ہوگا۔

مثل مسندالیہ یا مسند یا مفعول وغیرہ کے ۔ اور اونکی مثالین فصول سابقہ
مین مذکور ہو چکی ہین اور اب بہی چند مثالین لکہی جاتی ہین مثال حذف
مضاف الیہ مصرعہ ع کہاتی اعجاز سے ٹکر ہے زبانِ دہلی * یعنی زبان اہل
دہلی ۔ مثال حذف مستثنیٰ منہ غالب کا شعر ؎ ظاہر ہے کہ گہبرا کے نہ بہاگین
گے نکرین * ہان موبہہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے * ۔ یعنی کسی صورت
مین نہ بہاگین گے مگر اس صورت مین کہ موبہہ سے شراب کی بو آئے ۔
مثال حذف خبر غالب ؎ جلاد سے ڈرتے ہین نہ واعظ سے جہگڑتے
ہم سمجھے ہوے ہین اوسے جس بہیس مین وہ آئے * ۔ یعنی نہ واعظ سے جہگڑتے
ہین ایضًا لہٗ ؎ چشم دلّالِ جنس رسوائی * دل خریدارِ ذوقِ خواری ہے *
یعنی چشم دلّال جنس رسوائی ہے مثال حذف مفعول کی ؎ نہ کہہ کسی سے
کہ غالب نہین زمانہ مین * حریفِ رازِ محبت مگر در و دیوار * یعنی نہ کہہ کسی سے
رازِ محبت ۔ یا محذوف جملہ ہوگا ۔ غالب ؎ ہون کشمکش رنج مین ہان جذب
محبت * کچہہ کہہ نہ سکون پر وہ میرے پوچہنے کو آئے * یعنی اے جذب محبت
یار کو کہینچ لا ۔
فائدہ ایجاز حذف ۔ کبہی ایسے موقع پر ہوتا ہے کہ کلمہ محذوف لائق اظہار
نہو جیسے ذوق کے اس مصرعہ مین جو پہلے گزر چکا ع شیطان کے چلا دیتا ہی
سوتے سوتے *

اب جانو کہ حذف کی دو قسمین ہین ایک تو یہہ ہے کہ محذوف کے قائم مقام
کوئی چیز نہ کیجاوے جیسا امثلہ سابقہ مین گزرا اور دوسری یہہ کہ اوسکے
مقام پر کوئی چیز قائم کردی جاوے جیسا غالب کے اس شعر مین ؎
نہین گر سر و برگ ادراکِ معنی * تماشائے نیرنگ صورت مبارک * یہان مصرع
اول شرط ہے اور اوسکی جزا محذوف ہے یعنی کیا مضائقہ اور مصرع
دوم وجہ جزا ہے محذوف ہے خلاصہ یہہ کہ اگر ہمکو سامان ادراک معنی نہین ہے
تو خوف و مضائقہ ہے کیونکہ ہمکو تماشاے نیرنگ صورت مبارک رہے اور
یہہ شعر ذوق کا بہی بطرح کا ہے ؎ سرو قامت سے اگر اوسکے ہو طوبی
سرکش * راست ہان راست ہے یہہ کل طویل احمق * یعنی اگر قامت یار سے
طوبی سرکشی کرے تو کیا عجب ہے کیونکہ ہر طویل احمق ہوتا ہے معلوم
کرنا چاہیے کہ دلائل حذف بہت ہین منجملہ اونکے ایک یہہ ہے کہ عقل حذف
پر دلالت کرے اور مقصود کلام تعیین محذوف پر جیسا اس شعر مین ع دلکے
؎ یاد مین اوسکی گر عدو دیکھلے اپنے باپ کو * ماسے کہے تجہے حلال ایک ہے
اور حرام دو * خلاصہ شعر یہہ ہے کہ ممدوح کی تلوار ایسی تیز و بُران ہے
کہ اگر اوسکے تصور مین ممدوح کا عدو اپنے باپ کو دیکھلے تو اوسکو ایک
باپ کے دو باپ معلوم ہونے لگین اسلئے وہ اپنی مان سے کہنے لگے
کہ تجھکو ایک حلال ہے اور دو حرام۔ اور ظاہر ہے کہ حلال و حرام افعال

کی صفت ہین نہ اجسام کی اور شعر مین تعلق حرمت کا اجسام کے ساتھہ
کیا ہے پس صاف ظاہر ہے کہ یہان کچھہ محذوف ہے ورنہ کلام درست
نہوگا۔ اور چونکہ مقصود حلال و حرام ہونے کسی مرد سے کسی عورت پر مراد
حلت و حرمت نکاح کی ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ قصد دشمن کا
اس کلام سے یہہ ہے کہ تجہے نکاح ایک کا حلال ہے اور دو کا حرام۔ اور
اسی قبیل سے ہے یہہ اوسکا مصرعہ مصرع ایک مسخری یہہ کہتے ہین کوا
حلال ہے *۔ یعنی کوا کہانا حلال ہے اور منجملہ اونکے ایک یہہ کہ صرف
عقل سے حذف اور تعین محذوف پر دلالت کرے جیسا یون کہین کہ ہمنے
تیرانداز شیر دیکہا۔ یہان ظاہر ہے کہ شیر جو ایک حیوان درندہ کا نام ہے
تیرانداز نہین ہوتا۔ پس عقلاً معلوم ہوتا ہے کہ یہان کچھہ حذف ہے اور
یہہ مراد ہے کہ ایک مرد بہادر مثل شیر تیرانداز دیکہا۔ اور منجملہ اوسکے کسی
کام کو شروع کرنا ہے کہ اس سے بہی تعین محذوف ہوجاتی ہے مثل بسم اللہ
الرحمن الرحیم کے۔ اگر یہہ کلام پڑہنے کیوقت بولین تو مراد یہہ ہوگی کہ
اللہ کے نام پر پڑہنا شروع کرتا ہون۔ اور کہاتے وقت کہا جاوے
تو یہہ مطلب ہوگا کہ اوسکے نام پر کہانا شروع کرتا ہون۔ اور منجملہ اونکے
اقتران سے ہے یعنی کوئی کلمہ یا کلام کسی تقریب کے متصل بولا جاوے کہ اوس سے
محذوف مقدر معلوم ہوجاتا ہے مثلاً کلمہ مبارک کا جس تقریب یا شادی

مین بولا جاوے گا تو مراد یہہ ہوگی کہ یہہ تقریب مبارک ہو مثلاً نسیم کے
اس شعر مین جو تاج الملوک کے بیاہ کے بیان مین لکہا ہے ؎ حق تا کے
جو رکہتی تہین قدامت * بول وٹہین مبارک و سلامت * یعنی یہہ بیاہ مبارک
ہو اور دولہ و دلہن سلامت رہین

اطناب یا تو اسطرح ہوتا ہے کہ اولاً ایک مطلب کو مبہم ذکر کرتے ہین اور
بعد اوسکے توضیح کیجاتی ہے تاکہ ایک مطلب کو دو صورتون مختلف مین
بیان کرین ایک مبہم اور دوسری شرح اس قصد سے کہ دو علم ایک علم
سے بہتر ہوتے ہین۔ یا اس غرض سے کہ معنی مذکور خوب ذہن مین استحکام
پکڑین۔ کیونکہ تفصیل بعد اجمال کے طبیعت مین جم جاتی ہے۔ یا بغرض
تکمیل لذت علم کے اسلئے کہ حصول ایک شے کا بعد طلب کے لذیذ ہوتا ہے
جیسا یون کہین (کیا اچہا آدمی ہے زید) جب اولاً مجملاً کہا کہ کیا اچہا
آدمی ہے تو سامع کو انتظار اس امر کا ہوا کہ وہ کون ہے جب کہا زید
یعنی وہ زید ہے تو اس صورت مین فائدہ مذکورۂ بالا بیشک حاصل ہوگا
اسی قبیل سے ہے یہہ شعر حضرت غالب کا ؎ تاراج کاوش غم ہجران ہوا
اسد * سینہ کہ تہا دفینہ گہرہاے راز کا *۔ ایضاً مومن خان ؎ یہہ ہے
خالی تو وہ خالی یہہ بہرے تو وہ بہرے * کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا *
فقیر محمد خان گویا ؎ اوسکے طوفان اوٹہا سنے گرائی بجلی * چشم نے آہ تریا

نے سونے نہ دیا* ۔ اور اسی قسم کے اطناب مین توشیع بہی داخل ہے
۔ اور اوسکے یہہ معنے ہین کہ اول کلام مین ایک معدود ذکر کرکے اخیر مین
اوسکی تفسیر لاوین جیسا اس شعر کے دوسرے مصرعہ مین ؎ مجہہ مین ایک
عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون* تم مین دو وصف ہین بدخو بہی خودکام بہی ہو
*۔ اول ایک معدود یعنی (دو وصف ہین) لایا اور بعد ازان اوسکی
تفسیر کی کہ وہ دو وصف یہہ ہین کہ بدخو ہو اور خودکام ہو ایسا ہی ہے
یہہ شعر شہیدی کا ؎ چار بوسون پر ہین نوکر اوس بت طناز کے* شام
کے دو صبح کے دو روز کے دو شب کے دو* اور کبہی اطناب اسطرح ہوتا ہے
کہ خاص کو بعد عام کے ذکر کرتے ہین بہ نظر اظہار فضیلت خاص کے
مثلاً حاکم کہے کہ (تمام باشندگان شہر کو حاضر کرو اور زید کو بہی) جبکہ
زید سر دفتر شہر ہو ۔ اور کبہی ایک کلمہ کو مکرر لاتے ہین بخیال کسی نکتہ کے
مثل تاکید کے جیسا لفظ اچہا اس شعر مین ؎ اچہا جو خفا ہوتے ہو تم
اے صنم اچہا* لو ہم بہی نہ بولین گے خدا کی قسم اچہا* ۔ اور کبہی بذریعہ
ایغال کے یعنی آخر کلام مین بجہت کسی نکتہ کے ایسے الفاظ لاوین کہ
اصل معنی بے اونکے تمام ہوجاوین اور وہ نکتہ یا تو مبالغہ ہوتا ہے جیسا
غالب کے شعر مین ؎ نالہ جاتا تہا پرے عرش کے میرا اور اب* لب تک
آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے* ۔ یہان اصل مطلب شعر لب تک آتا ہے

پر ختم ہے مگر الفاظ (جو ایسا ہی سا ہوتا ہے) کو بقصد مبالغہ آخر کلام مین
زیادہ کر دیے ہین۔ یا وہ نکتہ تحقیق تشبیہ ہوتا ہے جیسا ظفر کے شعر
ہین ؎ چشم سے ہر مژہ پہ یون جلوہ نما ہین اشک خون ٭ جیسے چراغ رکہدیے
ہون لب جو الگ الگ ٭۔ اشکہاے خون کو جو مژہ پر نمایان ہین
چراغہاے لب جو کے ساتہہ تشبیہ دی ہے اور الفاظ الگ الگ واسطے
تحقیق تشبیہ مذکور کے لائے گئے ہین۔ کیونکہ چراغ لب جو جو الگ الگ
رکہے ہون تو اشکونکے ساتہہ جو ہر مژہ پر جدا جدا جلوہ نما ہین نہایت مشابہ
ہون گے۔ اور کبہی اطناب بذریعہ تذئیل ہوتا ہے یعنی اول ایک جملہ لاتے
ہین اور بعد اوسکے دوسرا جملہ جو اول کے معنی پر مشتمل ہو بقصد تاکید ذکر
کرتے ہین اور یہہ دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہہ کہ جملہ دوم بطور ضرب مثل نہو
۔ اور دوم یہہ کہ بطور ضرب مثل ہو مثال اول کی شعر نسیم کا ؎ یارب مرے
خامہ کو زبان دے ٭ منقار ہزار داستان دے ٭۔ مصرعہ دوم اول کی
تاکید ہے۔ مثال دوم اوسیکا شعر ؎ واجب ہے اداے حق مہمان ٭ احسان
کی جزا نہین جز احسان ٭ مصرعہ دوم تاکید مصرعہ اول کی ہے بطور ضرب مثل
کے۔ اور کبہی بطور تکمیل کے۔ اور وہ یہہ ہے کہ اول کلام مین جو شبہہ ہوتا
ہو اوسکو دوم کلام سے دفع کر دین مثل شعر ذوق ؎ مثال خضر تو اے
رہنماے ملت و دین ٭ جہان مین پیر ہو پہ ہو کرامتو نسے پیر ٭۔ پیر ہونا ضعف

وناتوانی کو چاہتا ہے۔ اور یہہ دعا ممدوح کے حق مین بہتر نہین ہے۔ لہذا
شاعر نے یہہ شبہ اسطرح دفع کیا کہ میری مراد پیر سے پیر کرامتی ہے۔ اور ایسا ہی
اوسکے اس مصرعہ مین ؎ کہ تجھسے زیب ہے دنیا کو دین کو توقیر* جب یہہ کہا
کہ (تجھسے زیب ہے دنیا کو) تو اس سے شبہ ہوتا ہے کہ ممدوح کو دین سے
کچھہ علاقہ نہین ہے۔ اور یہہ بڑا عیب ہے اس شبہ کو اس لفظ سے دور کردیا
کہ دین کو توقیر یعنی جیسا تو باعث زیب دنیا ہے ویسا ہی سبب توقیر دین ہے
۔ اور کبھی بذریعہ تتمیم کے اور وہ یہہ ہے کہ کسی کلام مین جو شبہ خلاف مقصود
سے خالی ہو کسیقدر الفاظ زیادہ کردین کسی غرض کیواسطے مثل مبالغہ کی
غالب کے اس شعر مین ؎ جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ وا ہو* تو وا کرے
اوس عقدہ کو سو بہی باشارت*۔ یہہ الفاظ (سو بہی باشارت) واسطے
مبالغۂ عقدہ کشائی ممدوح کے لائے گئے ہین۔ اور کبھی اطناب بذریعہ جملہ
معترضہ کے ہوتا ہے یعنی درمیان کلام کے ایک یا کئی جملے معترضے لاتے
ہین سوا ے دفع ایہام کے کسی اور نکتہ لے لئے مثل توصیف و تقدیس کے
جیسا یون کہین کہ (خدا ے عز و جل رزاق عالم ہے)۔ یہان عز و جل
جملہ معترضہ ہے جو واسطے تقدیس و تنزیہ کے بڑہایا گیا ہے۔ یا دعا کے
جیسا ؎ ہو گیا تہا اگرچہ مین مشغول غیر* پہر وہی یاد آگیا باد ش بخیر*
جملہ باد ش بخیر دعائیہ ہے۔ یا کسی اور نکتہ کے جیسا غالب کے شعر مین ؎

خامہ میرا کہ ہے وہ باربد بزم سخن + شاہ کی مدح مین یون نغمہ سرا ہوتا ہے +
جملہ کہ (ہے وہ باربد بزم سخن) جملہ معترضہ ہے واسطے بیان وصف خامہ کے
فائدہ کبھی کلام کا ایجاز و اطناب باعتبار کثرت و قلت حروف کے
ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے کلام کے جو ادا ے اس مطلب مین اوسکا
مساوی ہو مثلاً یہہ دونون شعر ذیل ہم مضمون ہین مگر اول شعر مین دوم
سے حروف زیادہ ہین پس اول مین بہ نسبت دوم کے اطناب ہے شعر اول
ناسخ کا ــــــہ کب پہنچ سکتا ہے جیسے ناتوانونکا غبار + تیز جاتی ہے
بہت اونکی سواری اندنون + شعر دوم سودا کا ــــــہ دامن صبا نہ
چہو سکے جس شہسوار کا + پہونچے کب اوسکو ہاتہ ہمارے غبار کا + یا جیسا
ان دو اشعار مین ناسخ ــــــہ شکل نظر نہین پڑی آیا نہین پیام بہی + عمر
ہوئی کہ ایک سے حالت چشم و گوش ہے + غالب ــــــہ نہ مژدۂ وصال
نہ نظارۂ جمال + مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے + ظاہر ہے کہ شعر
اول مین بہ نسبت شعر دوم کے اطناب ہے فقط

حصہ دوم

علم بیان

علم بیان چند قواعد کا نام ہے کہ اونکی مدد سے ایک معنی کو ایسی مختلف عبارتون مین ادا کر سکتے ہین کہ ایک بہ نسبت دوسرے کے وضاحت مین مختلف ہو۔ یعنی ایک عبارت معنی مقصود پر صاف و بی تامل دلالت کرے اور دوسرے بتامل و فکر۔ اب فوائد قیود و تعریف سنو۔ معنی کو ایک کے ساتھہ اسواسطے مقید کیا ہے کہ اگر کوئی شخص چند معانی کو چند عبارات مین جو ایکدوسرے سے وضوح دلالت مین مختلف ہون ادا کرے تو یہہ کام علم بیان کا نہین ہے۔ اور معنی سے مراد کوئی خاص معنی نہین ہین بلکہ یہہ مطلب ہے کہ جس معنی کو چاہین اسطرح سے بیان کرسکین۔ پس اگر کوئی شخص مثلاً صرف زید کی سخی ہونے کو عبارات مختلفہ مین ادا کرسکی تو وہ علم بیان کا عالم نہین کہلاویگا۔ اور دلالت مین اختلاف وضاحت کی

قید اسواسطے لگائی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک معنی کو عبارات مختلفہ
مین ادا کرے مگر ہر عبارت سے وہ معنی یکسان واضح ہوتے ہون تو یہہ امر
علم بیان مین داخل نہین ہے مثلاً شیر کو الفاظ مترادفہ سے تعبیر کرے جیسے
لیث ۔ اسد ۔ غضنفر ۔ حارث وغیرہ

اب چونکہ تعریف مین دلالت کا ذکر ہے اسلیئے اوسکا بیان بہی لکہا جاتا ہے
۔ دلالت کے یہہ معنی ہین کہ ایک چیز کے معلوم کرنے سے دوسری چیز
معلوم ہو جاوے مثلاً اگر ہم جان لین کہ کسی جگہہ دہوان ہے تو جانینگے
کہ وہان آگ ہے یعنی دہوان دلالت کرتا ہے آگ کے ہونے پر ۔ جو دلالت
کرتا ہے مثلاً دہوان اوسے دال کہتے ہین اور جسپر دلالت کرتا ہے مثلاً آگ
اوسکو مدلول کہتے ہین ۔ دلالت دو قسم کی ہے ایک لفظی دوسری غیر لفظی
یعنی اگر دلالت کرنیوالا لفظ ہو تو دلالت لفظی کہلاویگی جیسے دلالت لفظ
زید کی اپنے معنی پر ۔ اور جو لفظ نہو تو اوسے غیر لفظی بولتے ہین جیسے دلالت
دہوئین کی آگ پر ۔ اور دلالت لفظی اور غیر لفظی کی تین قسمین ہین ایک
وضعی جسمین وضع واضع کو دخل ہو مثلاً لفظ شیر ایک جانور درندۂ مشہور کے
واسطے مقرر کیا گیا ہے ۔ دوسرے طبعی کہ تقاضا طبیعت سے وہ لفظ سرزد
ہو جیسے سینہ کے درد والا اُح اُح کہتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے
سینہ مین درد ہے پس طبیعت بولنے والے کی دردکیوقت خواہ نخواہ یہہ چاہتی

ہے کہ یہہ لفظ اوسکی زبان سے نکلے۔ تیسرے عقلی کہ دلالت محض تقاضا عقل ہو نہ بواسطہ وضع وطبع کے جیسے کوئی شخص دیوار کے پیچھے کہڑا ہوکر ایک مہمل لفظ مثلاً دیز کہے تو عقلاً معلوم ہوجاتا ہے کہ پس دیوار کوئی بولنے والا ہے — یہہ تینون مثالین دلالت لفظی کی ہین اب دلالت غیر لفظی کی مثالین سنو — مثال دلالت غیر لفظی وضعی کی جیسے نقوش جو الفاظ پر دلالت کرتے ہین اور سنگہاے لب سڑک کے جو میلون پر دلالت کرتے ہین اور اشارات اپنی اپنی معانی پر دلالت کرلتے ہین مثلاً ایک خاص طرح سے سر ہلانا انکار پر اور ہونٹون پر انگشت مارنا خاموش کرنے پر وعلی ہذا القیاس — دلالت غیر لفظی طبعی کی مثال جیسے تیزی نبض تپ پر دلالت کرتی ہے — دلالت غیر لفظی عقلی جیسے دہوان آگ پر دلالت کرتا ہے

معلوم کرنا چاہیئے کہ علم بیان مین مقصود صرف دلالت لفظی وضعی ہے کیونکہ عقول وطبایع مین اختلاف بیشمار ہے اسلیئے دلالت عقلی وطبعی کا ضبط نہین ہوسکتا ہے — اور حال لفظی وضعی کا یہہ ہے کہ جو شخص اوس وضع سے واقف ہے جب وہ لفظ سنیگا اوسکے معنے سمجھہ لیگا کیونکہ اگر وضع سے آگاہ نہوگا تو وہ معنی نہین سمجھہ سکتا — اس دلالت کی تین قسمین ہین — ایک دلالت مطابقی اوسکے یہہ معنے ہین کہ لفظ جس شئے کیواسطے وضع ہوا ہے اوس تمام شئے پر دلالت کرے مثلاً انسان بولین اور حیوان ناطق مراد لین اسکو

مطابقی اسواسطے کہتے ہین کہ یہان لفظ اور معنی باہم مطابق ہوگئے ہین —
دوسرے تضمنی — اوسکے یہہ معنے ہین کہ لفظ جس شئے کیواسطے وضع ہوا ہے
اوس کل پر دلالت نکرے بلکہ اوسکے جزو پر مثلاً انسان بولین اور صرف حیوان
مرادلین نہ حیوان ناطق جو اوسکے کل معنے ہین — اسکو تضمنی اسواسطے کہتے
ہین کہ معنے مراد ضمن مین کل معنے موضوع لہ کے ہین یعنی اوسکا جزو ہین —
تیسرے التزامی اوسکے یہہ معنے ہین کہ لفظ نہ اوس شئے پر دلالت کرے جسکے
واسطے بنایا گیا ہے اور نہ اوسکے جزو پر بلکہ ایسے معنے پر دلالت کرے
جو اوسکی ذات سے خارج ہین اور اوسکو لازم ہین مثلاً انسان بولین اور
ہنسنے والا مرادلین — یہان ہنسنا اوسکی ذات سے خارج ہے اور پھر اوسکو
لازم ہے کیونکہ جو انسان ہے وہ بیشک ہنس سکتا ہے — اوسکو التزامی
اسواسطے کہتے ہین کہ یہان لفظ اوس شئے پر دلالت کرتا ہے جو اوسکے معنی
مطابقی کو لازم ہے — یہہ جو ہمنے ذکر کیا ہے منطقیونکی اصطلاح ہے —
اور علم بیان والونکی اصطلاح مین دلالت مطابقی کو وضعیہ کہتے ہین کیونکہ
واضع نے لفظ کو اوسکے تمام معنی پر دلالت کرنے کیواسطے وضع کیا ہے
— اور دلالت تضمنی اور التزامی کو عقلیہ کہتے ہین — تضمنی کو تو اسواسطے
کہ عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کل ذہن مین حاصل ہوگا تو جزو بھی حاصل
ہوگا — اور التزامی کو اسواسطے کہ یہہ بھی عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک

شئے ذہن مین آویگی تو اوسکا لازم بہی آویگا

اب سنو کہ ایک معنی کو ایسی چند طریق سے ادا کرنا کہ بعض اونمین زیادہ واضح ہون اور بعض کم دلالت مطابقی مین متصور نہین ہے اسلئے کہ الفاظ اپنے معنے پر دلالت مطابقی ایکطرح سے کرتے ہین یہہ نہین ہوتا کہ بعض کی دلالت انمین سے ظاہر ہو اور بعض کی غیر ظاہر — اور یہہ اوس صورت مین ہے کہ سامع یہہ جانتا ہو کہ یہہ الفاظ اُن معانی کے لئے موضوع ہین اور اگر یہہ نہ جانتا ہوگا تو الفاظ مطلقًا دلالت ہی نہین کرینگے مثلًا جب کہین کہ اوسکا رخسار گلاب کی مانند ہے پس اگر سامع معانی رخسار و گلاب و مانند اور ہیئت ترکیبہ سے واقف ہوگا تو ممکن نہین ہے کہ کوئی اور کلام اس معنی مین بطور دلالت مطابقی اوسکے نزدیک واضح تر ہو کیونکہ جسوقت ہم ان سب الفاظ کے قائم مقام اور الفاظ ہم معنی اونکے لاوین مثلًا بجاے رخسار کے خد اور بجاے گلاب کے ورد اور بجاے مانند کے مشابہ پس اگر سننے والا ان لفظون کے معانی جانتا ہوگا تو جیسا اوسنے معنے کلام اول سمجھے تہے ویسا ہی کلام دویم کو بہی سمجھیگا — الحاصل ان دونون کلامونمین اوسکے نزدیک وضوح وخفا مین سرمو فرق نہوگا — یہان ایک اعتراض ہوسکتا ہے وہ یہہ ہے کہ ہم یہہ نہین مانتے کہ درصورت آگاہی معانی الفاظ کے تمام الفاظ اپنے معانی پر برابر دلالت کرتے ہین — بلکہ ہوسکتا ہے کہ بعض الفاظ کی معانی

ادنی التفات سے یا دآجاوین بسبب کثرت استعمال یا اس جہت سے کہ
اونکو سنے ہوئے تہوڑا عرصہ گذرا ہے اور بعض الفاظ خیال مین اسطرح ہون
کہ اونکے معانی بہت تامل و توجہہ کے بعد ذہن مین حاضر ہووین باوجودیکہ
الفاظ مترادف ہون اور اونکی وضع کا علم بہی ہو۔ جواب اسکا یہہ ہے کہ
وضوح وخفا مین اختلاف ہونے سے یہہ مراد ہے کہ تفاوت نفس دلالت مین
پایا جاوے اور مثال سابق مین تفاوت بسبب یاد نہ آنے وضع کے ہے اور
جبکہ یہہ بات یاد آجاویگی کہ یہہ لفظ فلان معنی کے لئے موضوع ہے تو سمجہنا
معانی کا ضرور ہوگا

الحاصل تمام الفاظ اپنے معانی پر دلالت مطابقی یکسان و برابر کرتے ہین و ان
مین کچہہ اختلاف نہین ہوتا ہان یہہ اختلاف وضوح وخفا دلالت التزامی اور
تضمنی مین ہوسکتا ہے کیونکہ مراتب لزوم کے وضوح مین مختلف ہوسکتے
ہین۔ تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ دلالت تضمنی مین اجزا کو کل کے ساتہہ لزوم
ہوتا ہے اور التزامی مین لازم کو ملزوم کے ساتہہ۔ پس یہہ اختلاف
وضوح دلالت التزامی مین تو ظاہر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک شے کے
لوازم متعدد ہون اور بعض اوس سے قریب ہون اور بعض بعید اور اسلئے
بعض بہ سبب قلت وسائط کے واضح تر ہون اور بعض بسبب کثرت وسائط کے
کے واضح مثلاً زید کے سخی ہونے کو تین امور لازم ہین ایک کثیر الرماد یعنی

یعنی بہت راکہہ والا ہونا۔ دوسرے مہزول الفصیل یعنی اوسکی اونٹنیون
کے بچونکا دبلا نا ہونا۔ تیسرے جبان الکلب یعنی اوسکے کتونکا نامردہونا
یہہ تینون لوازم ایسے ہین کہ اونسے زید کی سخاوت چند واسطون سے ظاہر
ہوتی ہے مگر اول مین دوسرے سے اور دوسرے مین تیسرے سے
واسطے زیادہ ہین۔ پس جبکہ زید کی سخاوت ان تینون عبارات کے
ذریعہ سے بیان کیجاوے تو اول کی دلالت واضح تر ہوگی اور دوم
کی واضح اور سویم کی کم واضح۔ اب تفصیل وسایط سنئے۔ کوئی
شخص کثیر الرماد یعنی بہت راکہہ والا جب ہوگا کہ اوسکے ایندہن زیادہ
جلے اور ایندہن زیادہ جلنا زیادہ پکنے کو چاہتا ہے اور زیادہ پکنا
کثرت مہمانونکو چاہتا ہے اور کثرت مہمانونکی سخاوت کو چاہتی ہے
۔ پس یہان معنی مقصود یعنی سخاوت تین واسطون سے سمجھی جاتی ہے
اور مہزول الفصیل یعنی اونٹنی کے دبلے بچون والا جب ہوگا کہ بچے
اپنی مان سے جدا رہین اور بچون کے جدا رہنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ رسد و خوراک باہر سے بہت آتی ہے اور کثرت سامان خوراک کثرت
صرف طعام پر دلالت کرتی ہے اور کثرت صرف طعام کثرت مہمانون پر
اور کثرت مہمانون کی سخاوت پر پس یہان سخاوت چار واسطون سے
سمجھی جاتی ہے۔ اور جبان الکلب یعنی وہ شخص جسکے کتے نامردہون

یہہ جب ہوتا ہے کہ اوسکے کتے باوجود مار کہانے کے اور کہین نجاوین۔
اور یہہ بات جب ہوتی ہے کہ کتونکو اُستخوان بہت ملتے ہون اور استخوان
کا بہت ملنا کثرت گوشت پر دلالت کرتا ہے اور کثرت گوشت کثرت پخت
پر اور کثرت پخت کثرت مہمانون پر اور کثرت مہمانونکی سخاوت پر۔ پس یہان
سخاوت پانچ واسطون سے سمجھی جاتی ہے اور ایسا ہی ہوسکتا ہے کہ
لازم ایک ہو اور اوسکی ملزوم بہت ہون اور اون ملزوم بعض کا واضح ہو اور بعض کا
واضح تر پس لازم کو بذریعہ اون الفاظ کے جو ملزومات کے واسطے موضوع ہین
باختلاف وضوح وخفا تعبیر کر سکتے ہین مثلاً حرارت لازم ہی آگ کو اور آفتاب
کو اور حرکت کو اور حرارت سب سے زیادہ آگ مین ہے اور اوس سے کم آفتاب مین
اور اوس سے کم حرکت مین پس لزوم حرارت کا آگ کو واضح تر ہے بہ نسبت
آفتاب کے اور آفتاب کو بہ نسبت حرکت کے۔ ایسا ہی اختلاف وضوح و
خفا کا دلالت تضمنی مین بہی ہوسکتا ہے کیونکہ جب ایک شے دوسری
شے کی جزو ہو اور تیسرے کی جزو الجزو تو اس صورت مین دلالت اوس
شے کی اپنے جزو پر واضح تر ہوگی اور جزو الجزو پر واضح۔ مثلاً جسم حیوانکا
جزو ہے اور حیوان انسان کا جزو ہے پس جسم انسان کا جزو الجزو ہوا
۔ شرح اسکی یہہ ہے کہ انسان کہتے ہین حیوان ناطق کو یعنی ایسے حیوان کو
جو ایک بات مین سے دوسری بات نکال سکے۔ اور حیوان نام ہے ایک

جسم بڑہنے والے کا جو اپنے ارادہ سے چل پہر سکے پس انسان حیوان اور
ناطق سے مرکب ہوا اور حیوان جسم وغیرہ سے پس جسم حیوان کا جزو ہوا اور
انسان کا جزو الجزا سلیئے دلالت حیوان کی جسم پر واضح تر ہے اور دلالت
انسان کی جسم پر اوس سے کم واضح۔ اسیطرح دلالت دیوار کی مٹی پر زیادہ
واضح ہے اور دلالت گہر کی مٹی پر کم واضح۔ اب جانو کہ وہ لفظ جسکے
اصلی معنی یعنی موضوع لہٗ مراد نہین ہوتے بلکہ اصلی معنی کا لازم مراد ہوتا ہے
اوسکی دو صورتین ہین۔ ایک تو یہہ کہ کوئی قرینہ موجود ہو جس سے ثابت
ہوسکے کہ اصلی معنے مراد نہین ہین۔ دوسرے یہہ کہ کوئی قرینہ ایسا کا
نپایا جاوے۔ پس اگر قرینہ مذکور پایا جاوے تو اوس لفظ کو مجاز کہینگے
اور جو نپایا جاوے تو اوسے کنایہ۔ یہان سے ظاہر ہے کہ کنایہ اور
مجاز دونون مین ملزوم سے لازم سمجہا جاتا ہے۔ اور بعض علما کے
نزدیک کنایہ مین لازم سے ملزوم سمجہا جاتا ہے۔ مگر یہہ غلط ہے اسواسطے
کہ صرف لازم ملزوم پر دلالت نہین کرتا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ لازم ملزوم
سے عام ہو جیسے حرارت آگ سے عام ہے کہ وہ آفتاب و حرکت مین
بہی پائی جاتی ہے پس حرارت مثلاً صرف آگ پر دلالت نہین کرسکتی۔
مجاز اور کنایہ مین فرق یہہ ہے کہ کنایہ مین ارادہ اصلی معنی کا بہی جائز ہے
اور مجاز مین اصلی معنی کا ارادہ جائز نہین ہوتا۔ الحاصل چونکہ مجاز مین

فقط لازم مراد ہوتا ہے اور کنایہ مین لازم اور ملزوم دونون مراد ہو سکتی
ہین پس مجاز بمنزلہ جزو کنایہ کے ہوا اور کنایہ بمنزلہ کل کے اسواسطے مناسب ہے
کہ مجاز کی بحث کنایہ سے پہلے لکھی جاوے کیونکہ جزو کل پر مقدم ہوتا ہے۔ اور
مجاز کے بعض قسمین تشبیہ پر مبنی ہوتی ہین اسلئے مناسب ہے کہ مجاز سے پہلے
تشبیہ کو بیان کرین۔ یہان سے ثابت ہے کہ اصل مقصود علم بیان کی
دو چیزین ہین۔ ایک مجاز دوسرا کنایہ مگر اس سبب سے کہ مجاز کی بعض قسمین
تشبیہ پر موقوف ہین اور تشبیہ کی بحث طویل ہے اور اوسمین فوائد کثیر ہین
اسلئے تشبیہ کو بھی ایک مقصد علم بیان کا ٹھہرالیا نظر برین مقصود بیان تین
چیزین ٹھہرین۔ ایک تشبیہ۔ دوسرا مجاز۔ تیسرا کنایہ

مقصد اول تشبیہ کے بیان مین۔ تشبیہ کے معنی لغت مین دلالت ہے
اس بات پر کہ ایک شے دوسری شے کے ساتھہ ایک معنی مین شریک ہے
۔ اور اصطلاح مین تشبیہ دلالت ہے اس بات پر کہ دو چیزین ایک معنے
مین شریک ہین اسطرح سے کہ یہہ شرکت بطور استعارہ اور تجرید کے نہو
۔ استعارہ کا بیان عنقریب آتا ہے۔ اور تجرید بدیع کی اصطلاح مین
یہہ ہے کہ ایک شے صاحب صفت سے دوسری شے اوسکی مانند یعنی
متصف اوسی صفت کے ساتھہ حاصل کرین بقصد مبالغہ کے واسطے
اظہار اس امر کے کہ وہ شے صاحب صفت اس صفت مین ایسی کامل ہے کہ

اوس سے دوسری شے اوسی صفتہ کی نکل سکتی ہے جیسا اس شعر میں ؎ چہرۂ انور سے تیرے ماہ کامل آشکار ✤ اور گیسوئے معنبر سے شب یلدا عیان ✤ یہان چہرہ کے نور اور زلف کی سیاہی مین مبالغہ مدنظر ہے یعنی چہرۂ نورانیت مین اور زلف سیاہی مین ایسے کامل ہین کہ اول مین سے ماہ کامل اور دوسرے مین سے شب تاریک حاصل ہوسکتی ہین

۔ اب سنو کہ تشبیہ اصطلاحی مین پانچ چیزون سے بحث کیجاتی ہے ۔ اول مشبہ اور مشبہ بہ ہے ۔ جس شے کو تشبیہ دین اوسکو مشبہ کہتے ہین اور جسکے ساتھہ تشبیہ دین اوسکو مشبہ بہ ۔ اور مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفین تشبیہ بھی کہتے ہین ۔ دوسرے وجہ تشبیہ ہے ۔ تیسرے حرف تشبیہ یعنی اوس حرف سے جسکے ذریعہ سے ایک کو دوسرے کے ساتھہ تشبیہ دین ۔ چوتھے غرض تشبیہ ہے مثلاً اس مثال مین کہ زید شیر کی مانند ہے شجاعت مین زید مشبہ اور شیر مشبہ بہ اور مانند حرف تشبیہ اور شجاعت وجہ تشبیہ اور اظہار شجاعت زید غرض تشبیہ ہے ۔ پانچوین اقسام تشبیہ ہے ۔ ان پانچون چیزونکا بیان پانچ فصلون مین کیا جاویگا ۔

فصل اول طرفین تشبیہ کے بیان مین ۔ طرفین تشبیہ یعنی مشبہ اور مشبہ بہ یا ایسے ہوتی ہین کہ اونکو منجملہ پانچون حواس ظاہر کے کسی حاسہ سے معلوم کرسکین ۔ یا اون دونونکو بذریعہ حواس مذکورہ معلوم نکرسکین بلکہ بواسطہ

عقل کے دریافت ہوتے ہون - یا دونون مختلف ہون یعنی ایک کو بوسطۂ
حس ظاہر کے دریافت کرسکین اور دوسریکو بذریعہ عقل کے - یہہ دو قسم
پر ہے ایک یہہ کہ مشبہ کو عقل سے دریافت کرسکین اور مشبہ بہ کو کسی حس ظاہر
سے - دوسرے اوسکا عکس - پس مشبہ اور مشبہ بہ کے باعتبار حسی اور
عقلی ہونے کے چار قسمین ہوئین - پہلی قسم یہہ کہ دونون حسی ہون -
اسکی پانچ قسمین ہین - ایک یہہ کہ دونون حاسۂ بصر یعنی دیکھنے سے معلوم
ہودین جیسے رخسار کی تشبیہ گل کے ساتہہ - دوسرے یہہ کہ دونون سننے
سے محسوس ہون جیسے ایک خوش لہجہ آدمی کی آواز کو مرغان چمن کے چہچہے
تشبیہ دین - تیسرے یہہ کہ دونون سونگہنے سے معلوم ہون مثلا ایک
بو کو دوسری بو کے ساتہہ تشبیہ دین - چوتہے یہہ کہ دونون چکہنے سے
دریافت ہوسکین مثلاً آب شیرین کو آبحیات یا شہد کے ساتہہ تشبیہ دین -
پانچوین یہہ کہ دونون چہونے سے معلوم ہون جیسے بستر کی نرمی کو گل
کی نرمی سے تشبیہ دین یا اوسکی سختی کو خار کی سختی سے تشبیہ دین -
ان پانچون کی مثال اشعار مین بتفصیل ذیل ہے ذوق ٥ وہ مسیحا
دم و یوسف رخ و داؤد الحان ٭ وہ سلیمان وش و موسی کف و صالح اعمال ٭
چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا ٭ چشمۂ فیض و ہنر کان عطا بحر نوال ٭ شعر
اول مین یوسف رخ و سلیمان وش و موسی کف و صالح اعمال مثالین دیکہنے کی

ہین اور داؤد الحان مثال سننے کی — اور شعر دوم مین نسیم کرم مثال سونگھنے کی ہے یعنی اوسکا کرم ایسا بو سی خوش رکھتا ہے جیسے باد بہاری — مثال چکھنے کی ذوق ؎ شور بلبل بہی یہہ رکھتا ہے نمک آج کہ گل + بنگیا کثرتِ شبنم سے نمکدان کی مثال + — یہان شور بلبل کو نمک کے ساتہہ تشبیہ دی ہے — مثال چہونے کی میر کا شعر ؎ نازکی اوسکے لب کی کیا کہیے + پنکھڑی ایک گلاب کیسی ہے + — یہان لب کو گل کی پنکھڑی سے تشبیہ دی ہے — دوسری قسم طرفین تشبیہ دونون عقلی ہون مثلاً علم کو زندگی سے تشبیہ دین — یہان وجہ شبہ ادراک ہے — یا جہل کو موت سے تشبیہ دین — یہان وجہ شبہ عدم ادراک ہے ان ساری چیزون کے دریافت کرنے مین حواس ظاہر کو دخل نہین ہے بلکہ عقل سے معلوم ہوتے ہین — تیسری قسم مشبہ عقلی ہوا ور مشبہ بہ حسی — مثلاً موت کو درندہ سے تشبیہ دین یہان موت عقلی ہے اور درندہ حسی — چوتھی قسم مشبہ حسی ہو اور مشبہ بہ عقلی مثلاً عطر کو خلق کریم سے تشبیہ دین — عطر حسی ہے اور خلق عقلی — معلوم کرنا چاہیئے کہ جیسے ظاہر کے پانچ حواس ہین جو سابق مذکور ہوئے ایسے ہی باطن کے پانچ حواس ہین — ایک اون مین سے حس مشترک ہے اسکا کام یہہ ہے کہ جو شے حواس ظاہر سے محسوس ہوتی ہے وہ حس اوسکو لے لیتی ہے — دوسرے حس خیال ہے — یہہ حس مشترک

کا خزانہ ہے۔ یعنی جو صورتین حس مشترک لے لیتی ہے اونکو خیال مین رکھدیتی ہے۔ تیسرے متخیلہ اوسکو متفکرہ بہی کہتے ہین۔ اسکا کام یہہ ہے کہ جو صورتین خیال مین جمع ہوتی ہین یہہ کبہی اونکو باہم مرکب کرتی ہے اور کبہی ایکدوسرےسے جدا مثلاً کبہی ایک آدمی دو سر کا صور کرتی ہے اور کبہی بے سر کا آدمی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اور کبہی بے اصل چیزونکو اپنی طرف سے اختراع کرتی ہے۔ مثلاً مشہور ہے کہ غول آدمیونکو راہ مین ہلاک کیا کرتا ہے۔ یہہ سنکر متخیلہ نے اختراع کیا کہ وہ بشکل درندہ جانور کے ہوگا اور اس خیال سے اوسکے دانت تجویز کرلئے۔ چوتہی حس وہم ہے۔ اوسکا کام یہہ ہے کہ خاص صورتون مین سے خاص معنی دریافت کیا کرتی ہے۔ جیسے عداوت بہیڑیکی بکری سے۔ ہرچند ایک بکری نے کبہی بہیڑیا ندیکہا ہو مگر جب دیکہیگی فوراً اوسکو اپنا دشمن جان لیگی۔ پانچوین حس حافظہ ہے وہ خزانہ وہم کا ہے جیسے خیال حس مشترک کا خزانہ ہے۔ اب سنو کہ جس چیز کو متخیلہ نے مرکب کیا ہے اون چیزون سے جو بواسطہ حس مشترک حاصل ہوے ہین اوسکو خیالی کہتے ہین مثلاً ایک نیزہ یاقوت کا۔ یا ایک ایسا جانور کہ اوسکے پر زمرد کے ہون اور منقار یاقوت کی اور آنکہین ہوتی کی۔ پس یہہ دونون چیزین ظاہر مین نہین پائی جاتی ہین بلکہ معدوم ہین لیکن متخیلہ نے اونکو جن چیزون سے مرکب کیا

سے مثلاً نیزہ اور یاقوت اور مرغ اور پر اور منقار اور انکھین اور زمرد اور یاقوت اور موتی یہہ سب چیزین ظاہر مین موجود ہین اور حس مشترک کے ذریعہ سے خیال مین پہونچین ہین اور جن بے اصل چیزون کو متخیلہ نے اپنی طرف سے اختراع کر لیا ہے اونکو وہمی کہتے ہین جیسے غول کے دانت ۔ جب یہہ تفصیل سن چکے تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ مراد تشبیہ حسی سے یہہ ہے کہ وہ یا اوسکا اصل مادہ کسی حس ظاہر سے معلوم ہو سکے ۔ پس تشبیہ خیالی مثل نیزہ یاقوت اور جانور زمرد پر یاقوت منقار تشبیہ حسی مین داخل ہے کیونکہ گو اس قسم کا نیزہ اور جانور کسی حس ظاہر سے محسوس نہین ہوتے مگر اونکا مادہ یعنی نیزہ و یاقوت و منقار وغیرہ تمام محسوس ہین ۔ مثلاً سودا کے اس شعر مین ؎ فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھا ہوگا ۔ سرو کی بیخ پہ پہولا گل ورنگ اب تک ۔ فندق پا کو تشبیہ دی ہے گل ورنگ سے جو سرو کے بیخ پر کہلا ہو ۔ ہرچند اسطرح کا پہول کسی حس ظاہر سے محسوس نہین ہوتا مگر مادہ اوسکا یعنی سرو و بیخ و گل و رنگ سب محسوس بحس بصر ہین ۔ اور مراد تشبیہ عقلی سے یہہ ہے کہ وہ یا اوسکا مادہ کسی حس ظاہر سے محسوس نہو ۔ پس تشبیہ وہمی مثل دندان غول کے تشبیہ عقلی مین داخل ہوگی کیونکہ اس قسم کی اختراعی صور حس ظاہر سے محسوس نہین ہوتے اسلئے کہ وہ ظاہر مین پائے ہی نہین جاتے

ہان اگر پائی جاوین تو البتہ محسوس بحس ظاہر ہونگی بخلاف عقلی کے کہ وہ
کسی صورت مین محسوس بحس ظاہر نہین ہوتے اور یہی فرق ہے تشبیہ عقلی
اور وہمی مین مثلاً ذوق کے اس شعر مین ؎ نقطۂ قاف قلم سے جو ہو
تیرے ہمسر ۔ قاف تک قاف سے ہو بیضۂ عنقا گوہر ۔ یعنی اے ممدوح
اگر تیرے نقطۂ قاف قلم سے گوہر ہمسری کا دعوی کرے تو وہ تمام دنیا سے
مثل بیضۂ عنقا کے معدوم ہوجاوے ۔ یہان گوہر کو معدومی مین بیضۂ
عنقا کے ساتھہ تشبیہ دی ہے اور یہہ تشبیہ وہمی ہے کیونکہ مشہور ہے
کہ عنقا ایک طایر ہے متخیلہ نے اوسکا طایر ہونا سنکر اپنی طرف سے اوسکے
لئے بیضہ اختراع کر لیا ہے پس بیضۂ عنقا بسبب موجود نہونیکے محسوس
نہین ہے لیکن اگر پایا جاوے تو بیشک محسوس بحس ظاہر ہوگا ۔ اور
اسیطرح تشبیہ عقلی مین وجدانیات داخل ہوگئے یعنی وہ امور جو بذریعہ باطنی
قوت کے دریافت ہوتے ہین مثل لذت والم وخوشی وغم وبہوک وخوف و
غیرہ کے کیونکہ یہہ امور بہی محسوس بحس ظاہر نہین ہوتے
اب واضح ہو کہ تشبیہ خیالی کا حسی مین اور تشبیہ وہمی و وجدانی کا تشبیہ
عقلی مین داخل کرنا بنظر اختصار کے ہے تاکہ قسمین بہت نہوجاوین اور طالب
کو اونکا ضبط سہل ہو ورنہ ظاہر ہے کہ یہہ تینون قسمین درحقیقت جداجدا ہین
فصل دوم وجہ شبہ کے بیان مین ۔ وجہ شبہ وہ معنی ہین جسمین مشبہ

اور مشبہ بہ کے اشتراک کا قصد کیا جاوے۔ اور وجہ شبہ کی یہہ تعریف
درست نہین ہے کہ جسمین مشبہ اور مشبہ بہ شریک ہون کیونکہ مثلاً زید اور شیر بہت
سے امور ذاتیہ مین شریک ہین مثل حیوانیت وجسمیت اور وجود وغیرہ کے
باوجودیکہ اونمین سے کوئی وجہ شبہ نہین ہے۔ پس تعریف مین قصد اشتراک
کی قید ضروری ہے۔ اور یہہ اشتراک کبھی تو تحقیقاً ہوتا ہے جس جگہہ وجہ
شبہ مشبہ اور مشبہ بہ مین حقیقۃً پائی جاوے جیسے شجاعت شیر اور زید مین
اور کبھی تخیلاً جس جگہہ وجہ شبہ طرفین تشبیہ یا ایک طرف مین حقیقۃً نپائی جاوے
بلکہ باعتبار خیال وتاویل کے یعنی اشتراک صرف خیالی امر ہوتا ہے مثلاً
ذوق کے ان اشعار مین ؎ نہ موج می کو ہو ہیچش نہ شیشہ لے ہچکی پڑ گئی
جہان سے یہہ ہماری فواق وزحیر نہ برق کو تپ و لرزہ نہ ابر کو ہو زکام
نہ آب مین ہو رطوبت نہ خاک کو تبخیر شعر اول مین موج مے کو ہیچش سے
اور قلقل مینا کو ہچکی سے تشبیہ دی ہے اور یہہ دونون مرض منجملہ امراض
معدہ کے ہین اور وجہ شبہ اول مین ایک شے سیّال کا پیچ وتاب کہانا اور
دوسرے مین خروج ریاح کا اندر سے باہر کی طرف۔ پس ظاہر ہے کہ
یہہ دونون وجہ شبہ مشبہ مین یعنی موج مے اور قلقل مینا مین صرف خیالی
ہین۔ اور یہی حال ہے اون چار تشبیہونکا جو دوسرے شعر مین ہین۔
اور اسی قسم کا ہے یہہ شعر ذوق کا ؎ پہونچی یہہ تفتیح کی نوبت کہ نوبت

خانہ مین + لینی ہے جی کہولکر کیا کیا ڈکارین کرنا + یہان کرنا کی آواز کو ڈکار سے تشبیہ دینا صرف خیالی ہے ۔

اور جبکہ یہہ معلوم ہو چکا کہ مشبہ اور مشبہ بہ کا وجہ شبہ مین اشتراک واجب ہے تو اس مثال مین کہ (نحو کلام مین مثل نمک کے ہے طعام مین) وجہ شبہ تہوڑ کا اچہا ہونا اور بہت کا برا ہونا نہین کہہ سکتے ہین کیونکہ نحو کا یہہ حال نہین ہے ۔ اسلئے کہ نحو چند قواعد کے استعمال کا نام ہے اگر وہ قواعد کلام مین مستعمل ہونگی تو کلام درست ہوگا ورنہ نادرست بخلاف نمک کے کہ اوسکا تہوڑا یعنی بقدر صالح استعمال کرنا اچہا ہے اور زیادہ ہونا برا ہے ۔ الحاصل اس مثال مین کہ (ہزل کلام مین مثل نمک کے ہے طعام مین) وجہ شبہ تہوڑیکا اچہا ہونا اور بہت کا برا ہونا ہے ۔ اب سنو کہ وجہ شبہ یا طرفین تشبیہ کے حقیقت مین داخل ہوتی ہے جیسا یون کہین کہ یہہ کپڑا مثل اوس کپڑیکی اونی ہے یا رویکا ہے ۔ یہان ظاہر ہے کہ اون یا روئی کپڑیکی حقیقت مین داخل ہے یا وجہ شبہ حقیقت طرفین سے خارج اور اونکی صفت ہوتی ہے ۔ اور یہہ صفت یا تو حقیقی ہوتی ہے یعنی ایسی ہیئت کہ دونونکی ذات مین ثابت اور متقرر ہو ۔ اور یا صفت اضافی کہ ذات طرفین مین متقرر اور متمکن نہو بلکہ دو چیزون سے متعلق ہو ۔ اور یا اعتباری کہ اوسکا مفہوم واقع مین متحقق نہو بلکہ صرف اعتبار عقل پر موقوف ہو ۔ صفت حقیقی دو قسم کی ہوتی ہے ایک حسی

دوسری عقلی ـ صفت حسی مثل اون صفات اور کیفیات کے جو اجسام کے
ساتھہ خاص ہین یہہ کیفیات باعتبار حواس پانچ قسم کے ہین ـ اول وہ کہ
بذریعہ آنکہہ دریافت ہون مثل رنگ و شکل و طول و عرض و حرکت و سکون و
خوبصورتی و بدصورتی و رونے و ہنسنے کی ـ دویم یہہ کہ بذریعہ کان دریافت
ہون جیسے آواز سخت ہو یا نرم یا انکے بیچ مین ـ سویم وہ کہ ذائقہ سے
معلوم ہون مثل شیرینی و تلخی و ترشی کے ـ چوتھی یہہ کہ سونگہنے سے معلوم
ہون مثل خوشبو و بدبو کے ـ پانچوین یہہ کہ چہونے سے معلوم ہون مثل
سردی ـ گرمی ـ خشکی ـ تری ـ اور ہمواری ناہمواری اور بہاری پن
اور ہلکاپن اور سختی اور نرمی کے

صفت عقلی جیسے کیفیات نفسانیہ یعنی کیفیتین جو جانداروںکے ساتھہ ہین اور
اونکے سوا اور ونمین نہین پائی جاتین مثل علم و سخاوت و عفت و شجاعت کے

صفت اضافی کہ ذات مین ثابت اور متقرر نہو بلکہ دو چیزون سے متعلق ہو ـ
مثلاً کوئی شخص دلیل کو آفتاب سے تشبیہ دے اس خیال سے کہ دونومین
صفت ازالۂ حجاب کی ہے یعنی پوشیدہ چیز کو ظاہر کردیتے ہین مگر یہہ صفت
نہ دلیل کی ذات مین متقرر ہے اور نہ آفتاب کی ذات مین بلکہ دونون سے
متعلق ہے

صفت اعتباری کہ اوسکا مفہوم واقع مین نپایا جاتا ہو بلکہ محض عقل کے

اعتبار پر موقوف ہے جیسے غول کے واسطے درندہ کی شکل اور دانت
اختراع کر لینا کہ یہہ محض صورت وہمیہ ہے اور درحقیقت کچھہ نہین ہے
اب وجہ شبہ کی ایک اور تقسیم سنو۔ کہ وجہ شبہ یا تو ایک امر ہوتا ہے یا کئی او
یہہ دو قسم پر ہے ایک تو یہہ کہ سب آپسمین ملکر بمنزلہ واحد کے ہوجاوین
یا ہر ایک اونمین سے جدا جدا معتبر ہو۔ اور معنی ترکیب کے یہان یہہ ہین
کہ چند مختلف چیزونکا اعتبار کرکے اونمین سے ایک ہیئت حاصل کی
جاوے اور اوسکو مشبہ یا مشبہ بہ بنایا جاوے۔ اور ایسی ہی مراد وجہ
شبہ کی مرکب ہونے سے یہہ ہے کہ ایک شے کے چند اوصاف لحاظ کرکے
اوسسے ایکبات حاصل کیجاوے۔ اور مرکب سے یہہ مراد نہین ہے کہ وہ حقیقۃ
مرکب ہو اجزاے مختلفہ سے کیونکہ اس قول مین کہ زید مثل شیر کے ہے مشبہ اور
مشبہ بہ مفرد ہین نہ مرکب۔ اور اس قول مین کہ زید مثل عمرو کے ہے انسانیت
مین وجہ شبہ واحد ہے نہ بمنزلہ واحد کے۔ اور ایسی ترکیب کہ جسمین کئی
چیزین بمنزلہ واحد کے ہوجاوین یا حقیقی ہوتی ہین یا اعتباری حقیقی
تو وہ ہے کہ وجہ شبہ حقیقۃً مرکب ہو مختلف امور سے۔ اور اعتباری وہ
کہ عقل کئی امور سے ایک ہیئت حاصل کرلے۔

الحاصل وجہ شبہ تین قسم کی ہے۔ واحد۔ بمنزلہ واحد۔ متعدد۔ اور
واحد و بمنزلہ واحد یا تو حسی ہوتے ہین یا عقلی۔ اور متعدد یا حسی ہی ہوتے ہے

یا عقلی یا مختلف کہ بعض حسی ہو بعض عقلی ــ اور وجہ شبہ حسی مین لازم
ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ حسی ہون کیونکہ وجہ شبہ طرفین تشبیہ سے حاصل ہوتی
ہے اور جو چیز کہ عقلی مین موجود ہوگی وہ بذریعہ عقل ہے دریافت ہوسکتی ہے
نہ بذریعہ حس کے کیونکہ حسی سے غیر حسی کو دریافت نہین کرسکتے ــ اور یہہ
لازم نہین ہے کہ اگر وجہ شبہ عقلی ہو تو طرفین تشبیہ بھی عقلی ہون کیونکہ ہوسکتا
ہے کہ دونون عقلی ہون یا دونون حسی ہون یا ایک حسی اور ایک عقلی اسلئے
کہ ہوسکتا ہے کہ شئے حسی کے ساتھہ کوئی وصف عقلی قایم ہو جیسے جراءت شیر
اور زید مین کہ یہہ وصف عقلی ہے اور ان دونون کے ساتھہ قائم ہے باوجودیکہ
وہ دونون حسی ہین ــ وجہ شبہ واحد حسی مثل سرخی کے رخسار اور گل
کی تشبیہ ہین ــ اور کانونکو اچھا معلوم ہونا مرد خوش آواز اور مرغان چمن
کے چہچہے کی تشبیہ ہین ــ اور خوشبو عنبر و زلف تشبیہ ہین ــ اور شیرینی آب
شیرین اور شہد کی تشبیہ ہین ــ اور نرمی بستر اور گل تشبیہ ہین ــ
وجہ شبہ واحد عقلی جیسے ادراک علم اور زندگی کی تشبیہ ہین ــ اور جرات
مرد شجاع اور شیر کی تشبیہ ہین ــ اور ہدایت علم اور نور کی تشبیہ ہین ــ
اور طبیعت کا خوش ہونا عطر اور خلق کی تشبیہ ہین اور اسکی تفصیل سابق
گذر چکی ہے پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ وجہ شبہ مرکب وہ ہے کہ جسمین سے
چیزین اکٹھی ہوکر صورت واحد حاصل کرین اور اوسکی دو قسمین ہین ایک حسی

اور دوسرے عقلی ۔ اب سنو کہ وجہ شبہ مرکب حسی کے دونون طرفین ہی مثل وجہ شبہ واحد حسی کے حسی ہوتے ہین اور یہہ امر اوس دلیل سے جو اوپر لکہی گئی صاف ظاہر ہے ۔ وجہ شبہ مرکب حسی چار قسم کا ہے ۔ اول یہہ کہ دونون طرفین اوسکے مفرد ہون جیسے اخگر یعنی چنگاری کو چشم خروس سے تشبیہ دین گولائی اور سرخی اور مقدار مین ۔ یا دہن معشوق کو تشبیہ دین غنچہ سے شکل اور تنگی اور خوشنمائی مین ۔ دونون مثالون مین تینون چیزین ہیئت واحد حاصل کرکے وجہ شبہ واقع ہوتے ہین ۔ اسیطرح اس شعر مین

شاخ آہو ہین بہنوین چشم ہے چشم آہو ٭ مشک نافہ تہا اگر ناف مین ایک تل ہوتا ٭

یہان بہنوونکو شاخ آہو کے ساتہہ تشبیہ دی اور چشم کو چشم آہو کے ساتہہ اور طرفین تشبیہ دونون مثالون مین مفرد ہین اور وجہ شبہ مثال اول مین ایک ہیئت ہے کہ پیچ و خم متناسب کلانی اور ایک حمدار چیز کے ایک گول چیز کے متصل ہونے سے حاصل ہوئی ہے ۔ اور مثال دوم مین کلانی وہیئت خاص اور ہونا گہیری سفیدی کا گرد گہیری سیاہی کے ملکر وجہ شبہ ہوتی ہین ۔ دوسرے یہہ کہ دونون طرفین تشبیہ کے مرکب ہون جیسے اس شعر مین

رقص مین وہ مہروش ہے اسطرح سے جلوہ گر ٭ جیسے آب موج زن مین عکس ہو خورشید کا ٭ ۔ یہان معشوق خورشید رو کا رقص یعنی اوسکا کبہی آگے بڑہنا اور کبہی پیچہے ہٹنا اور کبہی ہاتہہ دراز کرنا اور چکہیری لینا اور سمٹ کر

بیٹھہ جانا اور پہر کہڑی ہوکر کہل جانا مشبہ ہے اور آفتاب کا عکس دریا مین
اور پانیکی حرکت مضطربہ سے کبہی اوسکا آگے بڑہنا اور کبہی پیچہے ہٹنا اور
کبہی پہیل جانا اور کبہی سمٹنا اسطرح کہ پہر وہ قرص سالم معلوم ہونے لگے
مشبہ بہ ہے اور ایک شے روشن کا حرکات مختلفہ کے ساتہہ کسی صاف
شے مین نمودار ہونا وجہ شبہ ہے ــ پس وجہ شبہ مرکب ہوئی اور ایسی ہی
مشبہ اور مشبہ بہ اسلئے کہ یہان اجزاے مشبہ کی تشبیہ اجزاے مشبہ بہ کے
ساتہہ مقصود نہین ہے بلکہ ہر واحد سے جو ہیئت مجموعی حاصل ہوئی ہے
وہ مشبہ اور مشبہ بہ واقع ہوئے ہین ــ اسی قسم کا ہے یہہ ذوق کا شعر ؎
ہوا پہ دوڑتا ہے اسطرح سے ابر سیاہ + کہ جیسے جائے کوئی فیل مست بے
زنجیر + ــ یہان ابر سیاہ کا ہوا پر دوڑنا مشبہ ہے اور فیل مست کا بے
زنجیر جانا مشبہ بہ ــ اور وجہ شبہ ایک سیاہ وکلان شے کا نہایت تیزی کے
ساتہہ مستانہ جانا ہے اور یہہ تینون چیزین مرکب ہین
تیسرے یہہ کہ مشبہ مفرد ہو اور مشبہ بہ مرکب جیسے ذوق کے اس شعر مین ؎
دلکا یہہ احوال ہے غم سے تیرے اے مست ناز + جیسے مرجہایا ہوا دانہ
کوئی انگور کا + ــ یہان مشبہ یعنی دل مفرد ہے اور مشبہ بہ یعنی مرجہایا ہوا
دانہ انگور کا مرکب اور وجہ شبہ شکل مخروطی او رمقدار خاص اور اوسکی پژمردگی
سو یہہ بہی مرکب ہے ایسا ہی ہے یہہ اوسکا شعر ؎ پیل ہرا گل سوسن کا بڑا

ایک انار ÷ گل مہتاب کے گلدستہ ہین اوسکے دندان ÷ - یہان ہر دو مصرعون
مین مشبہ مفرد ہے اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ مرکب

چوتھی قسم تیسریکا عکس ہے یعنی مشبہ مرکب ہو اور مشبہ بہ مفرد جیسا ذوق کے
اس شعر مین ؎ رخ گل رنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ ÷ کیا تماشا ہے کہ
نجلے سے ہے مونگا کوھر ÷ - یہان عرق کا قطرہ رخ گل رنگ پہ مشبہ مرکب ہے
اور مونگا مشبہ بہ مفرد - اور وجہ شبہ مقدار مخصوص اور سرخی ہے -

اب سنو کہ وجہ شبہ مرکب حسی بدیع اور لطیف اور دقیق وہ ہے کہ جہان تشبیہ
ایسی ہیئت مین واقع ہو جسمین حرکات ہون اوریہہ دو طرح پر ہے ایک یہہ کہ
حرکات کے ساتہہ بعض جسم کے اور اوصاف بہی مذکور ہون مثل
شکل اور رنگ کے جیسا اس مصرعہ مین ؎ خورشید مثل آئینہ ہے کف رعشہ دار
مین ہے - یہان وجہ شبہ گولائی اور روشنی متصل اور تیز حرکت اور تموج
روشنی کا اسطور پر کہ گویا شعاع اوس پہیلنا چاہتی ہے کہ اطراف دائرہ سے
باہر نکل پڑے اور پہر سمٹنی لگتی ہے گویا کہ دائرہ کے جوانب سے دائرہ کے
وسط کیطرف رجوع کرتی ہے - اگر کوئی شخص آفتاب کی طرف تیز دیکہے
تاکہ اوسکا جسم معلوم ہو جاوے تو اوسکو یہی صورت معلوم ہوگی - اور یہی حال
ہوتا ہے آئینہ کا رعشہ دار کے ہاتہہ مین

دوسرے یہہ کہ فقط حرکت ہی ہو اور اوصاف جسم اوسکے ساتہہ مذکور نہون

۔ اسطور مین ترکیب جب متصور ہوگی کہ مختلف حرکات باہم مخلوط ہون
مثلاً کسی جسم کا حرکت کرنا کبھی بطرف راست اور کبھی بطرف چپ اور کبھی بطرف
بالا اور کبھی بطرف پائین کے جیسے رقص کی تشبیہ آب موج زن کے
ساتھہ جسمین خورشید کا عکس پڑتا ہو جسکی شرح قسم دوم مین گذری - یہی حال ہے
ذوق کے اس شعر مین ؎ واہ واکیا معتدل ہے باغ عالم مین ہوا ہل چل
نبض صاحب صحت ہے ہر موج صبا + یہان موج صبا مشبہ ہے اور نبض صاحب
صحت مشبہ بہ اور وجہ شبہ حرکات متناسب ہین کبھی بجانب نشیب اور کبھی
بجانب فراز

اور جیسے حرکتون کی ہیئت مین ترکیب واقع ہوتی ہے اسی طرح کبھی سکون
کی ہیئت مین بھی ترکیب پائی جاتی ہے مثلاً کُتّے کے بیٹھنے کو تشبیہ دین
گنوارون کی نشست سے جو آگ سے تاپنے کے وقت ہوتی ہے - اس
صورت مین کئی سکون پائے جاتے ہین - اسواسطے کہ بیٹھنے مین کتّے
کے ہر عضو کا ایک جدا موضع ہوتا ہے اور مجموع کیواسطے صورت خاص ہوتی
ہے مرکب اون مواقع سے - اور ایسی ہی آگ سے تاپنے کیواسطے گنوار
کا بیٹھنا کہ اوسکے دونون پانون آگے پھیلے ہوے اور موضع سرین اوس سے
تفاوت پر ہوتا ہے الحاصل اسمین بھی کئی سکون مجتمع ہوتے ہین - اور
اشعار مین اسکی مثال یہہ قطعہ ذوق کا ہوسکتا ہے ؎ تو جو محراب عاری

مین ہوا جلوہ نما + اوسکے دانتون پہ یہہ خرطوم سے سوجھی تمثیل + خانۂ
قوس مین خورشید جہان تاب آیا + دن نو کوتاہ ہوا اور ہوئی رات طویل +
یہان سکون یعنی جلوس ممدوح محراب عماری مین اور دانت اور خرطوم فیل
مشبہ ہین اور خانہ قوس مین خورشید کا سکون اور دن کی کوتاہی و شب کی
درازی مشبہ بہ ہین پس مشبہ مین چند سکون پائے جاتے ہین ایک جلوس ممدوح کا
محراب عماری مین ــ دوسرا سکون دانتونکا ــ اور تیسرا سکون خرطوم کا اپنی
اپنی جگہہ پہ ــ ایسا ہی مشبہ بہ مین سکون خانہ قوس و سکون خورشید خانہ قوس
مین اور وجہ شبہ دونون مثالون مین وہ ہیئت ہے جو حاصل ہوتی ہے متعدد
سکونون سے وجہ شبہ مرکب عقلی جیسے اس مثال مین ــ عالم بے عمل مثل
اوس گدہے کی ہے جسپر کتابین لدی ہون ــ یہان عالم بے عمل مشبہ ہے اور
وہ گدہا جسپر کتابین لدی ہون مشبہ بہ اور وجہ مشبہ مستفید نہونا نہایت
مفید چیز سے باوجود متحمل ہونے مصائب اور شدت تعب کے اوسکی ساتھہ
رکھنے مین ــ پس وجہ شبہ ایک امر عقلی ہے جو چند امور سے حاصل ہوتا ہے ــ
کیونکہ گدہے کی ایک خاص حالت کا لحاظ کیا گیا ہے ــ ایک یہہ کہ اوسپر
کچھہ لدا ہو ــ دوسرے یہہ کہ جو چیز لدی ہے وہ منجملہ سامان علوم ہو ــ
تیسرے یہہ کہ گدہا اس امر کو نہین جانتا ہے ــ اور ایسا ہی جانب مشبہ
مین چند امور کا اعتبار کیا گیا ہے ــ

اب معلوم کرنا چاہیئے کہ جب وجہ شبہ مرکب بمنزلہ واحد ہو اوس صورت مین
چاہیئے کہ کوئی جزو اوسکا متروک نہو بلکہ سارے اجزا مین مشبہ کو مشبہ بہ سے
تشبیہ دین۔ اور اگر ایسا نہوگا تو تشبیہ مین غلطی واقع ہوگی مثلاً اوس
شعر مین جو قسم دوم مین مذکور ہوا ہے ہوا پہ دوڑتا ہے اسطرح سے ابر
سیاہ * کہ جیسے جاے کوئی فیل مست بے زنجیر *۔ ابر سیاہ کے ہوا پر دوڑنے
کو کل مصرع دوم سے تشبیہ دی ہے اگر یہان صرف فیل مست کے جانے
سے تشبیہ دین اور الفاظ بے زنجیر کو تشبیہ سے جدا کر لین تو تشبیہ ناتمام رہے
گی کیونکہ فیل مست جبکہ زنجیر مین سلسل ہو تو وہ خوب نہین دوڑتا ہے۔ ان تشبیہ
مجتمع مین یعنی اوس تشبیہ مین جہان طرفین تشبیہ سے غرض اجتماع ہو یہہ ضرور
نہین ہوتا کہ ہر جزو مین تشبیہ مقصود ہو مثلاً یون کہین کہ زید مثل شیر و دریا و
پہاڑ کے ہے تو اس جگہ غرض تشبیہ ہے ہر واحد سے جدا جدا پس اگر مشبہ بہ
سے بعض کم کر دیا جاوے تو تشبیہ مین کچھہ نقصان نہ آویگا۔

یہہ بیان ہوا وجہ شبہ مرکب کا اب معلوم کرو کہ وجہ شبہ متعدد تین قسم کی ہوتی
ہے ایک یہہ کہ اوسکے اجزا سب حسی ہون جیسے رخسار اور گل کی تشبیہ مین سرخی
رنگ کی اور ملائمت اور زلف اور شب کی تشبیہ مین درازی اور تاریکی اور
پیچیدگی۔ اور ساغر اور آفتاب کی تشبیہ مین گولائی اور روشنی اور گردش۔
دوسری قسم یہہ ہے کہ وہ سب عقلی ہون جیسا سودا کے شعر مین ہے لبان

دانہ رو تیدہ ایک باد گر + کہئے جو کام سے میری پڑین ہزار گرہ + ــ وجہ شبہ
اسمین قدرے آسان ہونا ایک امر کا پہلی دفعہ اور بعد اوسکے زیادہ تر دشوار
ہو جانا اور یہہ دونون امر جدا جدا اور عقلی ہین ــ یہان اپنے کام کے دونون حال
کو دانہ کے دونون حال سے تشبیہ دی ہے نہ مجموع کو مجموع سے چنانچہ دانا پر ظاہر ہے
ــ تیسرے یہہ کہ بعض اونمین سے حسی ہون اور بعض عقلی جیسا سودا کی اس شعر مین
ہ آفتاب وار محشر داغ پر دل کے میرے + حکم رکھتا ہے طبیبو مرہم کافور کا +
ــ اسمین وجہ شبہ سفیدی رنگ کی اور مدور ہونا اور راحت کا پہونچانا ہے ــ
پہلے دو امر حسی ہین اور اخیر کا عقلی ــ اور کبھی دو چیزون کو جو ایک دوسرے
کی ضد ہوتی ہین باہم تشبیہ دیتے ہین ــ اسطرح پر کہ ایک دوسرے کی ضد ہونے
کو وجہ شبہ کرتے ہین کیونکہ یہہ امر دونون ضدون مین پایا جاتا ہے اور یہہ اس
باہم ضد ہونے کو بمنزلہ تناسب خیال کر لیتے ہین از روے ظرافت و ہنسی کے
مثلاً نامرد کو کہین کہ شیر ہے یا رستم ہے اور بخیل کو کہین کہ مثل حاتم کے ہے پس وجہ
شبہ اس جگہ جرأت اور بخشش ہے بطور ظرافت و استہزا کے نہ از روے حقیقت کے
ظاہر ہے کہ یہان وہ معنی جو کہ مشبہ مین پائی جاتی ہین وجہ شبہ ہوئی ہین نہ خود ضدیت
اسواسطے کہ جب کسی نامرد کو شیر کہین یا بخیل کو حاتم اور وجہ شبہ ظاہر کرین تو یہہ
نہ کہین گے کہ تضاد مین بلکہ یون کہین گے کہ جرأت مین یا بخشش مین ــ

فصل سوم حروف تشبیہ کے بیان مین ــ مانند اور مثل اور جون اور جیسے

اور مثل لنکے حروف تشبیہ ہین

فصل چہارم غرض تشبیہ کے بیانمین ۔ غرض تشبیہ کی اکثر متعلق بمشبہ ہوتی ہے اور یہہ چند قسم کی ہے ۔ اول یہہ غرض تشبیہ سے بیان امکان وجود مشبہ ہو ۔ اور یہہ وہان ہوتا ہے جس جگہہ اوسکی امتناع کا دعوے ہو سکتا ہے جیسے ذوق کے اس شعر مین ع سکو دیکھا اوس سے اور اوسکو ندیکھا جون نگاہ ✤ وہ رہا انکھو مین اور انکھون سے پنہان ہی رہا ✤ ۔ یہان دو دعوے کئی ہین ایک یہہ کہ معشوق کے ذریعہ سے سکو دیکھا مگر اوسکو ندیکھا ۔ اور دوسرے یہہ کہ وہ باوجود انکھون مین ہونے کی انکھون سے پوشیدہ ہے اور یہہ دونون دعوی ظاہر الامتناع معلوم ہوتے ہین مگر جب اوسکو نگاہ سے تشبیہ دی تو دونون دعوی سبدل بامکان ہو گئے کیونکہ نگاہ مین دونون دعوے پائے جاتے ہین ۔ اور اسی قبیل سے ہین یہہ دونون شعر اوس کے ع کیا تماشا ہے کہ مثل مہ نوا پنا فروغ ✤ جانتے اپنی حقارت کو ہین شہرت والے ✤ تیرا تو سیئیہ بہی یون ہے دخل حسنات ✤ کہ جیسے صحبت اصحاب کہف مین قطمیر ✤ ۔ شعر اول مین یہہ ممتنع معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی حقارت کو سبب شہرت سمجہی مگر تشبیہ مہ نو نے اوسکا امکان ظاہر کر دیا ۔ اور شعر دوم مین سیئیہ یعنی بدیکا حسنات مین داخل ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے مگر تشبیہ قطمیر واصحاب کہف نے اوسکا امکان بیان کر دیا ۔ خلاصہ

یہہ ہے کہ تیری بدی نیکی سے ہے جیسے قطمیر جو سگ اصحاب کہف ہے اونکی صحبت کے سبب شریف گنا جاتا ہے۔ اسی قسم کی تشبیہ ہے اس شعر مین ؎ بسان آبلہ اے وائے کیسی ندگانی ہے* کہ جسکے پانؤ پڑتا ہون اوسیکو سرگرانی ہے* اور شرح اوسکی ظاہر ہے۔ دوسرے یہہ کہ غرض تشبیہ سے بیان حال و وصف مشبہ ہو۔ جیسے ایک کپڑیکو دوسرے کپڑے سے تشبیہ دیوین مثلاً سیاہی یا سفیدی مین اور یہہ جب ہوتا ہے کہ سامع مشبہ بہ کے رنگ سے واقف ہو اور مشبہ کا رنگ نجانتا ہو۔

تیسرے یہہ کہ غرض تشبیہ سے بیان مقدار مشبہ ہو قوت وضعف و زیادتی و کمی مین مثلاً کالے کپڑے کو زاغ کے پر سے تشبیہ دیوینا سیاہی کی شدت مین یا سفید کپڑیکو برف سے تشبیہ دیوین شدت سفیدی مین اور زلف کو عمر خضر سے تشبیہ دیوین درازی مین۔ چوتھی یہہ کہ غرض تشبیہ سے یہہ ہو کہ مشبہ کا حال سامع کے دلنشین ہو جاوے مثلاً سعی بفائدہ کو پانی پر نقش کہینچنے سے تشبیہ دیوین۔ یا کسی چیز کو نقش برآب سے تشبیہ دیوینا پایداری مین جیسا جرأت کے شعر مین ؎ دلکو ہرچند مین سمجھایا کہ او خانہ خراب* جان اس ہستی موہوم کو تو نقش برآب*۔ یا کسی شخص کی فہمایش کے اثر قبول کرنے کو پتہر کی لکیر سے تشبیہ دین پایداری و ثبات مین جیسا ظفر کے شعر مین ؎ کتابون مین کہا ہے کیا بہت لکہہ لکہہ کے دہو ڈالین* ہمارے

دلمین ہے نقش حجر یہہ تیرا فرمانا ✤ — اور وجہ دل نشین ہونے کی تشبیہ مذکور مین
یہہ ہے کہ طبیعت انسانی امور حسی کی طرف امور عقلیہ سے زیادہ مائل ہوتی ہے
پانچوین یہہ کہ مشبہ کا زینت دینا منظور ہو جیسے دانتون کے تشبیہ موتی سے
اور لب کی تشبیہ یاقوت سے — یا مشبہ کی زشتی و بدروی کا اظہار مقصود ہو
— جیسے بدصورت آدمی کی تشبیہ دیو سے یا چیچک رو شخص کے چہرہ کی تشبیہ
اوس گوہر سے جسمین مرغ نے ٹہونگین ماری ہون
چہٹی یہہ کہ غرض تشبیہ سے مشبہ کا نادر اور بدیع ظاہر کرنا منظور ہو — جیسے
اون کوئیلون کو جنمین بعض افروختہ ہون اور بعض غیر افروختہ ایسی مشک کے
دریاسی تشبیہ دیوین جسکی موجین سونا ہون — یہان مشبہ اس وجہ سے بدیع
ہوجاتا ہے کہ اوسکو ایسی صورت مین ظاہر کرتے ہین کہ بطور عادت محال
ہوتی ہے اگرچہ عقلاً ممکن ہو — اور اسمین شک نہین ہے کہ جو شے عادةً
ممتنع ہوتی ہے وہ نادر اور بدیع شمار کیجاتی ہے — اور تشبیہ کا نادر اور ظرف
ہونا دو سبب سے ہوتا ہے — ایک تو یہہ کہ مشبہ بہ ذہن مین بہت کمتر آتا ہے جیسے
کوئیلون کی مثال مین جو مذکور ہوئی —
دوسرے یہہ کہ مشبہ بہ ذہن مین یون تو کم نہین آتا مگر جسوقت مشبہ ذہن مین آتا ہے
اوسوقت تصور مشبہ بہ کم آتا ہے — ان دونون قسمونکی مثال اشعار مین و شعر ذوق
کے ہین ✤ سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا ✤ ناف ایک عکس ذقن اوسمین بہاہے

زورق * قد گلبن ہے تو یا نؤونکی حنائی ناخن * نیچے گلبن کے پڑے بکہرے ہوئے
گل کے ورق * یہان آب گوہر کا دریا جسمین ناف بجاے کشتی ہو مطلقا ذہن
مین نہین گزرتا پس یہہ قسم اول مین داخل ہے - اور گلبن کے نیچے گل کے
ورق بکہرے ہوے بکثرت دیکہے جاتے ہین اور اسلئے ذہن مین نادر التصور
نہین ہے مگر پانؤنکی حنائی ناخن کا جب خیال ذہن مین آتا ہے اوسوقت البتہ
تصور اوسکا نادر ہے پس یہہ تشبیہ بہی نادر و بدیع شمار کی جاتی ہے کیونکہ اوس
مین دو صورتین بعیدہ جمع کردیجاتی ہین - اب سنو کہ جن مقامات مین غرض
تشبیہ سے بیان امکان و بیان حال مشبہ ہوتا ہی وہان چاہیئے کہ مشبہ بہ وجہ شبہ
مین مشبہ سے زیادہ مشہور ہو تاکہ مشبہ کا امکان ثابت ہو سکے - یا اوسکا حال
اوس سے بخوبی معلوم ہوجاوے - اور جس جگہہ غرض تشبیہ بیان مقدار مشبہ
ہو توچاہیئے کہ مشبہ اور مشبہ بہ کی مقدار مساوی ہو نہ کم ہو نہ زیادہ تاکہ مشبہ کی
مقدار اوس سے متعین ہوجاوے - اور جس جگہہ مشبہ کے حال کو سامع کے
دلنشین کرنا ہو توچاہیئے کہ مشبہ بہ مین وجہ شبہ کامل اور مشہور تر ہو اسلئے
کہ طبیعت انسانی کامل تر و مشہور تر کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے - اور
جس جگہہ تشبیہ سے زینت یا زشتی یا نادر و بدیع ہونا مشبہ کا مقصود ہو وہان
نہ کامل تر ہونا وجہ شبہ کا لازم ہے اور نہ مشہور تر ہونا مثلاً زنگی کے چہرے کو
آہو کی چشم سے زینت کیواسطے تشبیہ دینا درست ہے باوجودیکہ نہ سیاہی

ہرن کی آنکہہ مین کامل ہے اور زنگی کے چہرہ کی سیاہی وسکی نسبت زیادہ مشہور
ہے۔ اور ایسی ہی چیچک رو کے چہرہ کو اوس سرگین سے جسمین مرغ نے
ٹہونگین مارکر سوراخ کر دیئے ہون واسطے بیان مشتی مشبہ کے تشبیہ دینا صحیح
ہے حالانکہ وہ ہیئت کہ اون دونون مین مشترک ہے نہ وہ سرگین مین کامل
ہے اور نہ سرگین اس ہیئت کے ساتہہ بہ نسبت چیچک دار چہرہ کے مشہور
زیادہ ہے۔

یہہ بیان اون اقسام تشبیہ کا تہا جن مین غرض تشبیہ کی مشبہ سے متعلق ہوتی
ہے۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ غرض تشبیہ کبہی مشبہ بہ کی طرف رجوع کرتی ہے
۔ یہہ دو قسم کی ہے۔ ایک یہہ کہ جتانا اس امر کا منظور ہو کہ مشبہ بہ مشبہ سے
وجہ شبہ مین کامل و تمام تر ہے اور یہہ تشبیہ مقلوب مین ہوتا ہے یعنی وس
مقام پر جہان ناقص کو مشبہ بہ کرتے ہین باین دعوی کہ وہ مشبہ سے کامل ہے
جیسا اس شعر مین ؎ پڑ گیا عکس مقرر ہے کسیکا اسپر ٭ مہر مانند رخ یار درخشان
ہے آج ٭۔ یہان اظہار اس امر کا منظور ہے کہ رخ یار آفتاب سے زیادہ
درخشان ہے۔

دوسرے یہہ کہ اپنے مرغوب و مطلوب کو جسکا اہتمام منظور ہے مشبہ بہ کرین
مثلاً ایک بہوکا چودہوین رات کے چاند کو روٹی سے تشبیہ دے گولائی اور
خوشنمائی مین۔ اس قسم کی تشبیہ کو اظہار المطلوب کہتے ہین اسی قسم کا ہے

یہہ شعر ذوق کا ؎ کوندے ہے جو بجلی تو یہہ سوجھے ہے نشہ مین + ساقی
نے مے تیز ہی آتش پہ اوڑائی + بجلی کے چمکنے کو مے تیز سے جو آتش پہ اوڑائی
جا دے تشبیہ دی ہے بنظر اہتمام و رغبت شراب و اظہار مطلوب کے

فائدہ تشبیہ اوس مقام پر اختیار کیجاتی ہے جس جگہہ اوس چیز کو جو وجہ
شبہ مین ناقص ہے کامل ظاہر کرنا منظور ہوتا ہے اور یہہ ناقص ہونا یا تو حقیقی
ہوتا ہے جیسا کہ اوس تشبیہ مین جسکی غرض مشبہ کی طرف رجوع کرے یا ادعائی
یہہ وہان ہوتا ہے کہ غرض تشبیہ مشبہ بہ کی جانب عائد ہوتی ہے - اور جس جگہہ
وجہ شبہ مین مشبہ اور مشبہ بہ کی برابری مقصود ہو اور یہہ مراد نہو کہ ایک دوسرے
سے زائد ہے تو ایسے مقام پر بہتر یہہ ہے کہ تشبیہ کو ترک کرین اور تشابہ کو
اختیار یعنی ہر ایک کو مشبہ اور مشبہ بہ کرین کیونکہ تشبیہ مین ایک کامل و ایک
ناقص سمجھا جاتا ہے مثال تشابہ کی یہہ دونون شعر ہین ؎ تیرے روے
عرق آلودہ اور کانونکے موتی کا + بیان کیا کیجئے ہے لطف دونون مین برابر کا +
گہر ہے تیرے کانونمین و یا قطرہ عرق کا ہے + یہہ قطرہ ہے عرق کا یا کہ ہے دانہ یہہ گوہر کا +
- یہان گوہر اور قطرہ عرق ہر ایک مشبہ ہے اور ہر ایک مشبہ بہ غرض دونون
مساوات ظاہر کی گئی ہے - ایسا ہی حال ہے اس شعر مین ؎ اسنے
مارا خلق کو اوسنے ڈبویا ایک جہان + تیرا ہنسنا اور مرا رونا برابر ہوگیا +

فصل پنجم تشبیہ کے اقسام کے بیانمین - تشبیہ باعتبار اپنی

طرفین اور وجہ شبہ و غرض تشبیہ کی چند نوع کی ہوتی ہے۔ ہم ہر نوع کو ایک فائدہ مین بیان کرینگے۔

فائدہ اول تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار طرفین یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کی۔ اوسکی کئی قسمین ہین۔ اول یہہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونون مفرد ہون اور اون دونون مین کوئی قید نہ لگی ہو۔ جیسے تشبیہ رخسار کی گل سے اور شجاع کی شیر سے اور علم کی نور سے۔ اور دوسرے یہہ کہ وہ دونون مفرد ہون اور اون دونونمین کوئی قید لگی ہوئی ہو مثلاً سعی بیفائدہ کو نقش روی آب سے تشبیہ دین۔ یہان مشبہ مین بیفائدہ کی اور مشبہ بہ مین روی آپ کی قید لگی ہوتی ہے۔ تیسرے یہہ کہ دونون مختلف ہون یعنی ایک اونمین مقید ہوا اور دوسرا غیر مقید جیسا اس مصرعہ مین ؎ خور مثل آئینہ ہے کف رعشہ دار مین ٭ یہان مشبہ غیر مقید ہے اور مشبہ بہ مقید اور اگر طرفین تشبیہ کو اولٹ دین یون یعنی آئینہ کف رعشہ دار کو آفتاب سے تشبیہ دین تو مشبہ مقید ہوگا اور مشبہ بہ غیر مقید۔ چوتھے یہہ کہ دونون مرکب ہون اسکی مثال وجہ شبہ مرکب کی بحث مین گذر چکی۔ اسی قسم کا ہے یہہ ذوق کا شعر ؎ پیکان تیر الماس گون مونہہ سرخ سوفارونکی یون ٭ گویا لگاکر پر اوڑا نور سحر رنگ شفق۔ یہان پیکان سفید و سوفار سرخ مشبہ ہے اور نور سحر اور رنگ شفق مشبہ بہ۔ پانچوین یہہ کہ مشبہ مفرد ہو اور مشبہ بہ مرکب جیسے دلکی تشبیہ دانہ پژمردہ انگور سے

جسکی شرح مذکور ہو چکی ۔ چھٹے مشبہ مرکب ہو اور مشبہ بہ مفرد مثلاً دانۂ
پژمردہ انگور کو دل سے تشبیہ دیوین ۔ ساتوین یہہ کہ دونون متعدد ہون
اسکی دو قسم ہین ۔ اول یہہ کہ اول چند مشبہ ایکجا ذکر کرین اور بعد اوسکے
چند مشبہ بہ جیسا سودا کے شعر مین ؎ یار و مہتاب گل و شمع ہم چارون ایک
ہین کتان بلبل و پروانہ یہہ ہم چارون ایک ٭ اول مصرعہ مین چار قسم کے معشوق
اور مصرع دویم مین اونکے چار عاشق بہ ترتیب لایا ہے اس قسم کی تشبیہ کو
ملفوف کہتے ہین ۔ لف معنی پیچیدہ کرنے کے ہے چونکہ اس مین کئی مشبہ اور
کئی مشبہ بہ ذکر کئی ہین اسلئے اوسکو ملفوف کہتے ہین ۔ دوسرے یہہ کہ اول
ایک مشبہ اور مشبہ بہ ذکر کرین اور بعد ازان دوسرا مشبہ اور مشبہ بہ جیسا اس
شعر مین ؎ شاخ آہو ہین بھوین چشم ہے چشم آہو ٭ مشک نافہ تہا اگر ناف مین
ایک تل ہوتا ٭ اس قسم کی تشبیہ کو مفروق کہتے ہین یعنی جدا جدا ۔ اسی
قسم کا ہے ذوق کا یہہ شعر ؎ شوخی اوس چہرہ مین یون گل مین ہے جیسے حدت
٭ ناز یون چشم مین نرگس مین ہو جیسے نکہت ٭ آٹھوین یہہ کہ طرفین تشبیہ
مین ایک واحد ہو اور دوسری متعدد ۔ اسکی دو قسم ہین ایک یہہ کہ مشبہ
واحد ہو اور مشبہ بہ متعدد جیسے غالب کے اس قطعہ مین جو بطور اختصار نقل کیا جاتا ہے
؎ ہے کف دست پہ صاحب کے جو چکنی کی ڈلی ٭ زیب دیتا ہے اوسے جسقدر
اچہا کہئے ٭ مہر مکتوب عزیزان گرامی لکہئے ٭ حرز بازوی شگرفان خود آرا کہیے ٭

مسی آلودہ سرانگشت حسینان لکھتے ٭ داغ طرف جگر عاشق شہید اکہتے ٭ خاتم دست سلیمان کے مشابہ لکھیے ٭ سرپستان پریزاد سے مانا کہتے ٭ اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجیے ٭ خال مشکین رخ دلکش لیلی کہتے ٭ اسی طرح اس قطعہ مین حکنی ڈلی مشبہ ہے اور اوسکی مشبہ بہ متعدد۔ دوسری قسم یہہ ہے کہ مشبہ متعدد ہو اور مشبہ بہ واحد جیسے سودا کے شعر مین ۵ دلکو میان خط و زلف تو جو رکہے تو عدل ہے ٭ ایک یہہ مرغ ناتوان جسکے لئے ہین دام دو ٭ یہان مشبہ دو چیزین ہین یعنی خط و زلف اور مشبہ بہ واحد یعنی دام۔ اس قسم کو تشبیہ تسویہ کہتے ہین

فائدہ دوم تشبیہ کے تقسیم مین باعتبار وجہ شبہ کے آٹھ قسمین تشبیہ کی اس اعتبار سے چہہ ہین۔ تمثیل۔ غیر تمثیل۔ مجمل۔ مفصل۔ قریب۔ بعید۔ تمثیل وہ ہے کہ اوسمین وجہ شبہ کئی چیزونسے حاصل ہوتی ہو۔ اوسکی مثالین وجہ شبہ مرکب مین لکھی گئین ٭۔ اور سکاکی جو فن بلاغت کا امام ہے کہتاہے کہ تمثیل وہ تشبیہ ہے جسمین وجہ شبہ کئی امور سے حاصل ہووے اور وصف حقیقی نہو بلکہ وہمی اور اعتباری ہو جیسے عالم بیعمل کی تشبیہ اوس گدھے سے جسپر کتابین لدی ہون۔ یہان وجہ شبہ مستفید نہونا بڑے مفید چیز سے باوجود تحمل مصائب کے اوسکے ساتھہ رکہنے مین ہے اور یہہ وصف مرکب ہے کئی چیزون سے اور حقیقی نہین ہے بلکہ متوہم ہے۔ اس صورت مین یہہ

تعریف خاص ہوئی اور پہلی عام ۔ تشبیہ غیر تمثیل تشبیہ تمثیل کے خلاف سمجھنا
چاہیئے ۔ یعنی جسمین وجہ شبہ چند امور سے حاصل نہوتی ہو اور سکاکی کے
نزدیک وہ ہے جو چند چیزون سے حاصل ہو مگر وہمی و راعتباری نہو بلکہ حقیقی
ہو ۔ پس اس مصرعہ مین ؎ شاخ آہو ہین بہوین چشم ہے چشم آہو + تشبیہ
بہنوون کی شاخ آہو کے ساتہہ اور تشبیہ چشم کی چشم آہو کے ساتہہ جمہور علماے
بلاغت کے نزدیک تمثیل ہوگی اور سکاکی کے نزدیک نہوگی کیونکہ تشبیہ حسی
ہے عقلی یا وہمی نہین ہے

تشبیہ مجمل وہ ہے جسمین وجہ شبہ مذکور نہو ۔ اسکی کئی قسمین ہین ۔ ایک
یہہ کہ وجہ شبہ اوسمین ظاہر ہو کہ اوسکو ہر عاقل سمجہہ سکے ۔ جیسے زید مثل
شیر کے ہے یعنی شجاعت مین ۔ دوسرے یہہ کہ وجہ شبہ پوشیدہ ہو کہ سوا ے
خواص کوئی اور اوسکو معلوم نکر سکے مثلاً ہنسنے کی تشبیہ برق سے میر کے
شعر مین ؎ مجکو روتا دیکہکر وہ ہنس دیا + برق چمکی بر باران تہم رہا +
چونکہ بسبب شوخی کے معشوق کا تبسم دفعتہً ہوتا ہے ۔ یا اس سبب سے کہ تبسم مین
دندان کی سفیدی و چمک ظاہر ہوتی ہے اسواسطے ہنسی کو برق کے ساتہہ
تشبیہ دی ہے سو ان امور کو خواص ہی دریافت کر سکتے ہین ایسا ہی ذوق کے
اس شعر مین ؎ لب پیمانہ کے ہے جون موج تبسم موج مے + شور قلقل لب پہ ہے
مینائے مے کے قہقہا + ۔ موج مے کو تبسم اور شور قلقل کو قہقہہ کے ساتہہ

تشبیہ دینا ان امور کے لطف کو خواص ہی معلوم کرسکتے ہین۔ تیسرے
یہہ کہ طرفین تشبیہ سے کسیکا کلام مین ایسا وصف مذکور نہو جسمین وجہ شبہ
کیطرف اشارہ ہو۔ جیسا زید شیر ہے۔ چوتھے یہہ کہ فقط وصف مشبہ کا
مذکور ہو جیسا روے روشن یار مثل آفتاب کے ہے۔ یا موے سیاہ
رات کی مانند ہین۔ یہان الفاظ روشن و سیاہ نور و ظلمت کیطرف جو وجہ
شبہ ہے اشارہ کرتے ہین۔ پانچوین یہہ کہ وصف مشبہ بہ کا مذکور ہو جیسا
چہرۂ یار مثل گل خندان کے ہے۔ چھٹے یہہ کہ دونونکا وصف ذکر کرین
جیسے روے خندان یار مثل گل شگفتہ کے ہے

تشبیہ مفصل وہ ہے جسمین وجہ شبہ مذکور ہو جیسا زید شجاعت مین مثل شیر کے
ہے۔ اور کبھی بجاے وجہ شبہ ایسی چیز کو ذکر کرتے ہین جسکو وجہ شبہ لازم
ہوتی ہے مثلاً کلام فصیح شیرینی مین مثل شہد کے ہے۔ یہان وجہ شبہ
رغبت طبع ہے اور وہ شیرینی کو لازم ہے۔

تشبیہ قریب و مبتذل وہ ہے جسمین مشبہ سے مشبہ بہ کیطرف جلد خیال جاوے
اور کچھہ تامل کی حاجت نہو۔ اوسکے کئی سبب ہوتے ہین۔ ایک یہہ کہ
اوسمین وجہ شبہ تفصیل نرکھتی ہو بلکہ مجمل ہو۔ اس صورت مین مبتذل ہونے
کی یہہ وجہ ہے کہ طبیعت انسانی مجمل کو مفصل سے جلد دریافت کرتی ہے
دیکھو انسانکو یہہ جاننا کہ وہ ایک شے جسم یا حیوان ہے بہت آسان ہے اور یہہ

جاننا کہ وہ ایک جسم بڑہنے والا چلتا پہرتا بولتا ہے پہلے کی نسبت مشکل ہے
یا تفصیل تو ہو مگر کم ہو۔ علاوہ ازین مشبہ بہ ذہن مین اکثر گذرتا ہو یا تو وقت
گذرنے مشبہ کے بسبب مناسبت ہمدگر کے۔ جیسے چہوٹے گہڑیکو آبخورے
سے تشبیہ دین مقدار اور شکل مین یہان وجہ شبہ مین ہرچند کسیقدر تفصیل مقدار
اور شکل کی ملحوظ ہے مگر آبخورہ اور گہڑا ایک ساتھہ ذہن مین آتے ہین
یا مشبہ بہ کا ذہن مین گذرنا مطلقًا اس وجہ سے کہ وہ بار بار ذہن مین گذرتا
رہتا ہے جیسے آفتاب کی تشبیہ صاف آئینہ سے گولائی اور روشنی مین ان دونون
صورتون مین وہ غرابتہ جو بسبب ایک گونہ تفصیل کے حاصل ہوتی ہے صورت
اول مین بسبب مناسبت ہمدگر اور صورت دوم مین بباعث بار بار نظر آنیکے
جاتی رہتی ہے اسلئے وجہ شبہ مبتذل ہوجاتی ہے

تشبیہ بعید و غریب وہ ہے جسمین ذہن مشبہ سے مشبہ بہ کیطرف بعد غور و فکر کے
جاوے بسبب پوشیدہ ہونے وجہ شبہ کے اور یہہ پوشیدگی کئی سبب سے ہوتی
ہے۔ ایک تو بسبب کثرت تفصیل کے جیسے اس مصرعہ مین جو سابق مذکور ہوا
ع خورشید آئینہ ہے کف رعشہ دار مین +۔ دوسرے یہہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ
مین مناسبت بعیدہ ہو جیسے اون کوئیون کی تشبیہ مین جنمین آگ لگ رہی ہو
مشک کے دریا سے جسکی موجین سونے کی ہون۔ تیسرے یہہ کہ مشبہ بہ
ذہن مین کمتر آتا ہو جیسے تشبیہ وہمی اور خیالی مین۔ چوتہے یہہ کہ وجہ شبہ

مرکب عقلی ہو اوسکا بیان سابق مذکور ہوا ۔ پانچوین یہہ کہ مشبہ بہ کے دیکھنے کا کمتر اتفاق ہوتا ھے جیسے خورشید کی تشبیہ آئینہ کف رعشہ دار کے ساتھہ ۔ پس اس مثال مین غرابتہ دو وجہ سے ہوئی ایک بسبب کثرت تفصیل کے اور دوسرے بسبب کم نظر آنے اس صورت کے ۔ تفصیل کی بہت سی صورتین ہین مشہور اونمین ایک یہہ ہے کہ ایک شے کے بعض اوصاف کا ہونا معتبر ہو اور بعض کا نہونا جیسا اس شعر مین ؎ ہوا پہ دوڑتا ہے اسطرح سے ابر سیاہ ﴿ کہ جیسے جائے کوئی فیل مست بے زنجیر ﴿ ۔ فیل مین اوسکی تیز رفتاری اور مستانہ پن کے ہونیکا اعتبار کیا گیا ھے اور زنجیر کے نہونیکا ۔ دوسرے یہہ کہ جمیع اوصاف کا ہونا ہی لیا جاوے جیسے دلکی تشبیہ مرجہائے ہوئے دانہ انگور کے ساتہہ کہ اوسمین شکل اور مقدار اور پژمردگی کا ہونا لیا گیا ہے ۔ پوشیدہ نرہے کہ وجہ شبہ مین جسقدر ترکیب زیادہ ہوگی اوسیقدر تشبیہ زیادہ بعید اور غریب ہوگی ۔ تشبیہ بلیغ وہ ہے جو بعید و غریب ہو اور قریب و مبتذل چندان لطف نہین رکھتے اور کبھی تشبیہ مبتذل تھوڑے تصرف کرنے سے غریب ہو جاتی ہے مثلاً ذوق کے اس شعر مین ؎ گلہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے ﴿ اسی تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے ﴿ تشبیہ نگاہ کی تیر کے ساتہہ مبتذل ھے مگر مژہ کو جو تیر کے ساتہہ تشبیہ دی ہے اسنے پہلی تشبیہ کو بھی غریب کر دیا ۔ اور کبھی تشبیہ مبتذل مین تصرف بطریق شرط

ہوتا ہے اوسکو تشبیہ مشروط کہتے ہین جیسا اس شعر مین ؎ شاخ آہو ین
بہنوین چشم ہے چشم آہو ٭ مشک نافہ تہا اگر ناف مین ایک تل ہوتا ٭ تشبیہ
ناف کی مشک نافہ کے ساتہہ مبتذل ہے مگر اس شرط نے کہ اگر ناف مین ایک
تل ہوتا اوسکو ابتذال سے نکال کر غریب کر دیا۔

فائدہ سوم تشبیہ کے تقسیم مین باعتبار غرض تشبیہ کے۔ یہہ دو قسم پر ہے
ایک مقبول دوسری مردود۔ تشبیہ مقبول وہ ہے جس سے غرض تشبیہ اچہی
طرح حاصل ہو مثلاً اوس تشبیہ مین جو بیان حال کیواسطے ہے مشبہ بہ وجہ شبہ
مین زیادہ مشہور ہو اور جس جگہہ ناقص کو کامل ظاہر کرنا ہو وہان مشبہ بہ
وجہ شبہ مین کامل و تمام ہو۔ اور جس جگہہ تشبیہ سے غرض بیان امکان
ہو وہان مشبہ بہ وجہ شبہ مین مخاطب کے نزدیک مسلم و مشہور ہو۔ اور
تشبیہ مردود وہ ہے جو ایسی نہو

فائدہ چہارم تشبیہ کے تقسیم مین باعتبار حروف تشبیہ کے۔ اسکی دو
قسم ہین۔ ایک تشبیہ موکد جسمین حرف تشبیہ محذوف ہو جیسا اس مصرع مین
؎ شاخ آہو ہین بہنوین چشم ہے چشم آہو ٭ یعنی معشوق کی بہوین مثل
شاخ آہو کے ہین اور اوسکی چشم مثل چشم آہو کے۔ اور تشبیہ موکد کی ایک
قسم یہہ بہی ہے کہ حرف تشبیہ کو حذف کر کے مشبہ بہ کو مشبہ کیطرف مضاف
کر دین جیسے ذوق کے اس شعر مین ؎ شہ بلند نگہہ شہر یار والا جاہ ٭

خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر ہے۔ یہان مقصود بالتمثیل مہر کلہ اور سپہر سریر ہے۔ یعنی کلاہ اوسکی مانند مہر کی ہے اور سریر اوسکا مثل سپہر کے ہے۔ مہر اور سپہر کو جو مشبہ بہ ہین بطرف کلاہ و سریر کے جو مشبہ ہین مضاف کر دیا ہے۔ دوسرے تشبیہ مرسل جسمین حرف تشبیہ مذکور ہو جیسے زید شیر کی مانند ہے۔ اور ارسال کے معنی چھوڑ دینے کے ہین پس جب حرف تشبیہ مذکور ہوا تو اوسمین وہ تاکید و عینیت ظاہری مشبہ و مشبہ بہ کی جو درصورت حذف حرف تشبیہ حاصل ہوتی چھوڑ دی گئی۔

جب یہہ بیان مفصل معلوم ہو چکا تو اب سنو کہ تشبیہ آٹھہ قسمون سے جو آگے مذکور ہون گی کسی نہ کسی صورت پر واقع ہوا کرتی ہے اول یہہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ مذکور ہون اور وجہ شبہ اور حرف تشبیہ محذوف جیسا زید شیر ہے۔ دوسرے یہہ کہ بوقت سوال سائل مشبہ کو بھی حذف کر دین مثلا کوئی پوچھے کہ زید کون ہے اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ شیر ہے۔ تیسرے یہہ کہ فقط حرف تشبیہ حذف کرین جیسا زید شیر ہے شجاعت مین۔ چوتھے یہہ کہ بوقت سوال مشبہ کو بھی حذف کر دین مثلا کوئی پوچھے کہ زید کون ہے جواب دیا جاوے کہ شیر ہے شجاعت مین۔ پانچوین یہہ کہ وجہ شبہ کو حذف کرین مثلا زید مانند شیر کی ہے۔ چھٹی یہہ کہ بوقت سوال مشبہ کو بھی حذف کر دین مثلا مانند شیر کی ہے۔ ساتوین یہہ کہ چارون کو ذکر کرین مثلا زید

مانند شیر کی ہے شجاعت مین — آٹھوین یہہ کہ بوقت سوال مشبہ کو حذف
کرین مثلاً مانند شیر کے نہ ہے شجاعت مین — ان آٹھون قسمون مین سے پہلے
قسم یعنی ذکر مشبہ اور مشبہ بہ کا فقط — اور دوسری قسم یعنی مشبہ کا بھی حذف
کردینا بوقت سوال کے سب قسمون سے اعلی و قوی ترہین اور دو پچھلی
قسمین یعنی چار ونکا ذکر کرنا — و بوقت سوال مشبہ کا بھی حذف کردینا ادنیٰ
وضعیف تر اور چار قسمین بیچ کی قوت وضعیف مین متوسط ہین نہ چندان قوی
ہین اور نہ چندان ضعیف — وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کے حذف کی صورت
مین قوت کی یہہ وجہ ہے کہ جسوقت حرف تشبیہ کو حذف کیا اور کہا کہ زید
شیر ہے شجاعت مین تو گویا زید کو بعینہ شیر خیال کرلیا — اور جسوقت وجہ شبہ
کو حذف کیا اور کہا کہ زید شیر ہے صفتہ کی عمومیتہ حاصل ہوگئی — پس جس
تشبیہ مین یہہ دونون یعنی وجہ شبہ اور حرف تشبیہ محذوف ہونگے وہ بہت
قوی ہوگی اور جسمین ان دونون سے کوئی مذکور ہوگا وہ بہ نسبت پہلی صورت
کے ضعیف ہوگی — اور جسمین دونون ہونگی وہ سب سے زیادہ ضعیف ہوگی —
یہانتک بیان تشبیہ ختم ہوگیا —

مقصد دوم حقیقتہ اور مجاز کے بیان مین — ہرچند علم بیان مین مقصد
اصلی بحث مجاز کی ہے اسلیئے کہ ایک معنی کو مختلف طریقون سے ادا کرنا صرف
بذریعہ اقسام مجاز کے ممکن ہے نہ بوسیلہ حقیقت کے — مگر اس خیال سے کہ

حقیقۃ اصل ہے اور مجاز اوسکے فرع ہے کیونکہ استعمال لفظ کا اپنے اصلی معنے
مین اصل ہے اور غیر موضوع لہ مین استعمال کرنا اوسکی فرع ہے بحث حقیقۃ
اول ذکر کرتے ہین۔ حقیقۃ وہ کلمہ ہے کہ اپنے معنی اصلی مین مستعمل ہو موافق
اوس اصطلاح کے جسمین گفتگو منظور ہو مثلاً اصطلاح لغت یا شرع یا عرف مین
۔ اسکا حاصل اگر اصطلاح لغت مین مثلاً کلام کرتے ہون پس جو لفظ اسی اصطلاح
مین کسی معنی کیواسطے بنایا گیا ہو اور اوسکو اوسی معنی مین استعمال کرین
وہ حقیقۃ ہے چنانچہ تفصیل اسکی آگے آویگی۔ اب فواید قیود تعریف سنو
۔ استعمال کی قید لگانے سے وہ لفظ نکل گیا جو اب تک استعمال مین نہ آیا ہو
کہ اوسکو نہ حقیقۃ کہہ سکتے ہین اور نہ مجاز۔ اور وضع کے قید نی دو چیزونکو
نکالدیا۔ اول غلط کو مثلاً کوئی شخص ایک کتاب کیطرف اشارہ کرکے کہے
کہ یہہ گہوڑا ہے پس لفظ گہوڑیکا اس مثال مین غلط مستعمل ہوا ہے نہ وہ حقیقۃ
ہے نہ مجاز۔ دوسرے اوس مجاز کو کہ معنے اصلی مین مستعمل نہو نہ اوس اصطلاح
مین جس مین گفتگو کرتے ہین دوسری اصطلاح مین مثلاً شیر کسی بہادر مرد کے
واسطے استعمال ہو۔ کیونکہ شیر بہادر مرد کیواسطے کسی اصطلاح مین موضوع
نہین ہے۔ اگر کوئی کہے کہ شیر مرد شجاع کیواسطے بطور استعارہ تاویلاً
موضوع ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ لفظ وضع جب مطلق بولا جاتا ہے تو اوس
سے وضع تحقیقی مراد ہوتی ہے نہ تاویلی اور استعارہ مین وضع تاویلی ہوتی ہے

۔ اور اس قید سے کہ (موافق اوس اصطلاح کے جسمین گفتگو منظور ہو)
احتراز ہوا اوس لفظ سے کہ دوسرے اصطلاح مین اپنے اصلی معنی مین مستعمل
ہو جیسے صلواۃ کو شرع کی اصطلاح مین معنی دعا استعمال کرین ۔ یہہ لفظ اس
معنی مین شرع کی اصطلاح مین حقیقۃ نہین ہے بلکہ مجاز ہے کیونکہ شرع مین اوسکے
معنی نماز کے ہین اور لغت مین اوسکے معنی دعا کے ہین ۔
مجاز وہ کلمہ ہے کہ اپنے اصلی معنی مین مستعمل نہو اور کوئی قرینہ بہی قایم ہو جس سے
یہہ بات معلوم ہو جاوے کہ کلمہ اپنے اصلی معنی مین مستعمل نہین ہے ۔ اور چونکہ
حقیقۃ مین وضع کا ہونا اور مجاز مین وضع کا نہونا معتبر ہے اسلیئے وضع کے
معنی بہی لکہے جاتے ہین ۔ وضع کے یہہ معنی ہین کہ ایک لفظ کسی معنی پر
بذاتہ دلالت کرے یعنی بے واسطے قرینہ کے ۔ پس بذاتہ کی قید لگانے
سے مجاز خارج ہو گیا کیونکہ اوس مین قرینہ کا ہونا شرط ہے ۔ اب سنو کہ
حقیقۃ اور مجاز کی چار قسمین ہین ۔ لغوی ۔ شرعی ۔ عرفی خاص ۔
عرفی عام ۔ یعنی اگر کوئی لفظ لغت مین کسی معنی کیواسطے وضع کیا گیا ہو
اوسکو حقیقت لغوی کہتے ہین ۔ اور اگر شرع مین وضع کیا گیا ہو اوسکو
حقیقۃ شرعی کہتے ہین اور اگر خاص کسی فرقہ کی اصطلاح مین وضع کیا گیا ہو
جیسے نحوی یا صرفی یا منطقی وغیرہ کی اوسکو حقیقۃ عرفی خاص کہتے ہین
اور اگر اصطلاح عام مین وضع کیا گیا ہو اوسکو حقیقۃ عرفی عام کہتے ہین اور اسی

تفصیل سے مجاز کے اقسام ۔ مجاز لغوی ۔ و مجاز شرعی ۔ و مجاز عرفی
خاص ۔ و مجاز عرفی عام سمجھنا چاہیے مثلاً لفظ شیر کا لغت مین ایک خاص
درندہ مشہور کا نام ہے پس اگر اوسکو درندہ مذکور کے لئے استعمال کرین تو
یہہ حقیقت لغوی ہوگی اور اگر معنی بہادر مرد کے استعمال کرین تو مجاز لغوی
۔ اور لفظ صلواۃ شرع شریف کے اصطلاح مین معنی نماز کے ہے اور لغت
مین معنی دعا کے پس یہہ لفظ شرع مین معنی نماز استعمال کرنا حقیقۃ شرعی ہے
اور اسی اصطلاح مین معنی دعا استعمال کرنا مجاز شرعی ۔ اور لفظ فعل کا
نحو کی اصطلاح مین موضوع ہے ماضی ۔ اور مضارع ۔ اور امر ۔ و نہی کے
واسطے اور لغت مین معنی کرنیکے ہین پس نحو کی اصطلاح مین فعل معنی ماضی
و مضارع وغیرہ لینا حقیقۃ عرفی خاص ہے اور اگر اسی اصطلاح مین اوسکو
معنی کرنیکی لین تو مجاز عرفی خاص ہوگا ۔ اور لفظ دابۃ کا عرف عام مین
معنی حیوان چہارپایہ کے ہے مثل گھوڑے و گدہے وغیرہ کے پس اگر اوسکو
اس معنی مین استعمال کرین تو حقیقۃ عرفی عام ہوگی اور اگر مثلاً معنی انسان
استعمال کرین تو مجاز عرفی عام ہوگا ۔

پوشیدہ نرہے کہ لفظ کو مجازی معنی مین استعمال کرنیکے واسطے معنی
حقیقی اور مجازی مین کسی علاقہ کا ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر یہہ علاقہ نہوگا
تو استعمال لفظ کا دوسرے معنی مین غلط ہوگا جیسے ایک کتاب کی طرف اشارہ

کر کے کہین کہ لے کہوڑا کیونکہ کہوڑے اور کتاب مین کچہہ مناسبت اور علاقہ نہین ہے ۔ پس اگر یہہ علاقہ سواے مشابہت کے کوئی اور چیز ہے تو اوسکو مجاز مرسل کہتے ہین جیسا لفظ ہاتہہ کا جسکے حقیقی معنی ایک خاص عضو کے ہین بمعنی قدرت وقابو کے مستعمل ہے جیسے کہتے ہین کہ وہ میرے ہاتہہ تلے ہے یعنی میرے قابو اور قدرت مین ہے اور ہاتہہ اور قابو مین علاقہ سبب اور مسبب کا ہے یعنی ہاتہہ قابو کا سبب ہے کیونکہ اکثر قدرت وقابو بذریعہ ہاتہہ حاصل ہوتا ہے اور وہ افعال جو قدرت وقابو پر دلالت کرتے ہین ہاتہہ سے ظہور مین آتے ہین جیسے مارنا اور کاٹنا اور پکڑنا وغیرہ ۔ پس اس مثال مین ذکر سبب اور ارادہ مسبب کا ہے ۔ اور کبہی اسکے عکس ہوتا ہے یعنی مسبب کو ذکر کرتے ہین اور سبب مراد لیتے ہین ۔ جیسا یون کہین کہ اناج برس رہا ہے اور مراد باران ہو جو اناج کا سبب ہے ۔ اور کبہی جزو بولتے ہین اور کل مراد لیتے ہین جیسے میر انشاء اللہ خان کے اس شعر مین ؏

دیکہہ اوسکی پڑی خاتم یاقوت مین انگلی ٭ ماروت سے لے کی دیدۂ ہاروت مین انگلی ٭

یہان انگلی سے مراد انگلی کی پور ہے جو انگلی کا جزو ہے ۔ اور کبہی ظرف بولتے ہین اور مظروف مراد لیتے ہین جیسے کہتے ہین کہ نہر جاری ہے اور پرنالہ بہتا ہے ۔ نہر و پرنالہ ظرف ہے اور مراد اون سے مظروف یعنی پانی ہے ۔ سواے ازین علاقہ مجاز کے بہت سے ہوتے چنانچہ مثال

پر پوشیدہ نہین ہے

اور اگر یہہ علاقہ مشابہت کا ہو تو اوسکو استعارہ کہتے ہین - پس اگر مشبہ
بہ مذکور ہو اور مشبہ متروک تو اوسکو استعارہ تصریحیہ کہتے ہین مثلاً ماہ یا
آفتاب کہین اور اوس سے معشوق یا اوسکا رخسار مراد لین - یا نرگس و
بادام اور صاد کہین اور چشم مراد لین - اسیطرح کا استعارہ میر نثار امد خان
کے اس شعر مین ہے ؎ اچھا جو خفا ہوتے ہو تم اے صنم اچھا + لو ہم بھی
نہ بولین گے خدا کی قسم اچھا + - صنم سے مراد معشوق مثل صنم ہے پس مشبہ
بہ ذکر کیا اور مشبہ مراد لی گئی - اسکو استعارہ تصریحیہ اسواسطے کہتے ہین
کہ یہان مشبہ بہ کا مشبہ کے واسطے استعارہ لینا ظاہر ہے - اور اگر مشبہ
بہ کو ترک اور مشبہ کو ذکر کرین تو اسکو استعارہ بالکنایہ کہتے ہین جیسے مرزا غالب
کے اس شعر مین ؎ خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے + ناطقہ سربگریبان
کہ اسے کیا کہیے + - یہان ظاہر ہے کہ خامہ انگشت بدندان اور ناطقہ سربگریبان
نہین ہو سکتے کیونکہ یہہ صفتین ذوی العقول کی ہین پس معلوم ہوا کہ خامہ اور
ناطقہ کو انسان متحیر کے ساتھہ تشبیہ دی ہے اور مشبہ بہ یعنی انسان متحیر کو متروک
کیا ہے اور مشبہ یعنی خامہ اور ناطقہ کو مذکور - اسکو استعارہ بالکنایہ اسواسطے
کہتے ہین کہ اسکا استعارہ کرنا صریح نہین معلوم ہوتا اور تصریح نکرنیکا نام
کنایہ ہے الحاصل یہہ استعارہ بطریق کنایہ کے ہوا - اب سنو کہ استعارہ

مین یہہ دعوی کیا جاتا ہے کہ مشبہ عین مشبہ بہ کا ہے خواہ مشبہ بہ مذکور
ہو جیسا استعارہ تصریحیہ مین اور خواہ متروک جیسا استعارہ بالکنایہ مین
اور دونون صورتون مین مشبہ بہ کو مستعار منہ کہتے ہین اور اُس لفظ کو
جو مشبہ بہ کے معنی پر دلالت کرے مستعار اور مشبہ کے معنی کو مستعار لہ
مثلاً اس مثال مین کہ زید شیر ہے۔ معنی شیر کے مستعار منہ ہین یعنی
مانگا ہوا اوس سے اور لفظ شیر کا مستعار یعنی مانگا ہوا۔ کیونکہ شیر اصل
مین درندہ معروف کا نام ہے اور جب مرد شجاع کے واسطے بولا گیا تو گویا
اس لفظ کو اوس سے مانگ لیا اور معنی زید کے یعنی شخص خاص مستعار لہ ہین یعنی
مانگا ہوا اوسکے واسطے اسلئے کہ لفظ شیر کا اوسکے واسطے مانگ لیا ہے۔
اب واضح ہو کہ علمانے اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ استعارہ مجاز لغوی
ہے یا مجاز عقلی۔ مجاز عقلی کے یہہ معنی ہین کہ ایک امر عقلی مین تصرف
کیا گیا ہے۔ اکثر علما کے نزدیک استعارہ مجاز لغوی ہے یعنی وہ ایسا
لفظ ہے جو اپنے اصلی معنی مین مستعمل نہین بلکہ اوسکے غیر مین استعمال کیا
گیا ہے مشابہت کی جہت سے۔ دلیل اسکی یہہ ہے کہ مثلاً ہمنے کسیکو شیر
کہا بسبب علاقہ شجاعت کے تو یہان لفظ شیر کا حیوان درندہ کیواسطے
بنایا گیا ہے نہ مرد شجاع کے واسطے اور نہ ایسے معنی کے واسطے کہ جو
عام ہون کہ مرد شجاع پر بہی اونکا اطلاق صحیح ہو اور درندہ مشہور پر بہی

جیسا لفظ شجاع کا کہ دونون پر صادق آتا ہے ـ البتہ اگر لفظ معنی عام مذکور کیواسطے بنایا جاتا تو اوسکا اطلاق ہر ایک مرد شجاع اور حیوان مخصوص پر درست ہوتا اور چونکہ وضع اوسکی خاص درندہ معروف کے واسطے ہے پس اطلاق اوسکا مرد شجاع پر بطریق مجاز سے ہے اور یہہ اطلاق ہے ایسے معنی پر جو لغوی معنی کے غیر ہے پس مجاز لغوی ہوا

اور بعض علما نے کہا ہے کہ استعارہ مجاز عقلی ہے یعنی وہ امر عقلی مین تصرف کر لینے کا نام ہے اسواسطے کہ اوسکا اطلاق مشبہ پر اس طرح ہوتا ہے کہ مشبہ کو جنس مشبہ بہ مین داخل مان لیتے ہین پس استعارہ مین اطلاق لفظ شیر کا مرد بہادر پر استعمال لفظ کا اپنے حقیقی معنی پر ہوا اور یہہ مان لینا تعلق عقل سے رکہتا ہے نہ لغت سے ـ خلاصہ یہہ کہ مثلا زید درحقیقت شیر نہ تہا مگر اوسکو اپنے نزدیک شیر ٹہرالیا اور جو چیز واقع مین نہو اوسکو واقعی ٹہرالینے کو مجاز عقلی کہتے ہین پس استعارہ مجاز عقلی ہوا نہ لغوی ـ اور اگر مشبہ جنس مشبہ بہ سے نہ مانا جاوے تو تعجب و حیرانی خلق اس قطعہ مین درست نہوگی ٥ بیان زلف و رخ یار کیا کرے کوئی ✤ کہ اوسنے زلف کو چہرہ سے جب وہا لی رات ✤ تو سارے لوگ یہہ کہتے تہے کیا قیامت ہے ✤ کہ آفتاب بہی نکلا ہے اور رہی کالی رات ✤ کیونکہ اگر زلف و رخ رات اور آفتاب کی جنس سے نہ فرض کر لیا جاوے تو لوگون کا تعجب اور اونکی حیرت بالکل بے معنی ہوگی اسواسطے کہ

سیاہ اور روشن چیزون کا ایک جا جمع ہونا مطلقاً عجیب نہین ہے ہان البتہ اگر
خاص سیاہ مثل شب کی اور خاص روشن مثل آفتاب کی ایک جا جمع ہو وین تو
تعجب ہے پس یہان زلف کو بعینہ شب و رخ کو بعینہ افتاب مان لیا ہے اور
اسلئے تعجب درست ہوگیا اور اگر عینیہ نمانی جاوے تو کوئی تعجب کا مقام تہا
اور ایسا ہی ناسخ کے اس شعر مین ؎ ازل سے دشمنی طاوس و مار آپس
مین رکہتے ہین * دل پر داغ کو سودا ہے کیون زلف پریشانکا * اگر ایک
داغ کو طاوس حقیقی اور زلف کو سانپ حقیقی نہ مان لیا جاوے تو متعجبانہ
استفسار شاعر کا درست نہوگا کیونکہ داغدار اور کالی چیز مین کچہہ منافات
نہین ہے اور اسیلئے تعجب کی نفی اس شعر مین درست نہوگی ؎ وہ نہ
آئے شب وعدہ تو تعجب کیا ہے * رات کو کسنے ہے خورشید درخشان دیکہا *
اگر معشوق کو خورشید حقیقی نہ مان لیا جاوے تو نفی تعجب صحیح نہوگی کیونکہ
رات کو شخص حسین خورشید رو کا آنا مقام تعجب نہین ہے مگر یہہ قول نادرست
و مردود ہے اسطرح پر کہ مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ٹہرانے سے یہہ لازم نہین آتا
کہ استعارہ معنی اصلی مین مستعمل ہو کیونکہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ لفظ افتاب کا
بنایا گیا ہے ایک جرم روشن خاص کیواسطے اور حسین شخص مین مجازاً
استعمال کیا گیا ہے اور تعجب کرنا اور تعجب سے منع کرنا اسواسطے ہے کہ
گویا مشابہت قطعاً فراموش ہوگئی ہے تاکہ مبالغہ کامل پایا جاوے —

تحقیق اوسکی یہہ ہے کہ جو شخص مثلاً شیر کے لفظ کو شجاع مرد کے واسطے
استعارہ کرتا ہے وہ شیر کی افراد بطریق تاویل دو قسم کی کرتا ہے ایک قسم
متعارف یعنی وہ حیوان جسمین نہایت جرأت و دلاوری ہے اس جسم اور ہیئت
اور چنگل اور دندان اور حملہ وغیرہ کے ساتھہ۔ دوسرے غیر متعارف کہ اوس
مین نہایت جرأت و دلاوری ہو اور اوسکی شکل و وضع مثل اول کی نہو
بلکہ مثل انسان کی ہو۔ اور لفظ شیر کے اصلی معنی قسم متعارف کے ہین
پس جب لفظ شیر کا بولے اور اوس سے غیر متعارف مراد ہوئے تو استعمال
لفظ کا اپنے اصلی معنی مین نہوا بلکہ غیر اصلی مین اور ایسے موقع پر قرینہ اس
بات کا موجود ہوتا ہے کہ معنی اصلی مراد نہین ہین پس معنی غیر متعارف
معین و مقرر ہو جاتے ہین۔
اب یہہ معلوم کرو کہ استعارہ اور جھوٹھہ مین یہہ فرق ہے کہ استعارہ مین
مشبہ کو مشبہ بہ کی جنس سے ٹہرا لیتے ہین اور معنی اصلی کے ارادہ نکرنے
پر کوئی قرینہ قایم کر دیتے ہین اور جھوٹھہ مین یہہ دونون امر نہین ہوتے بلکہ
جھوٹھا آدمی کوشش کرتا ہے کہ میرے کلام کے ظاہری معنی درست سمجھے جاوین
اور اگر ارادہ خلاف ظاہر کا قرینہ قایم کرے یا اپنے کلام کو تاویل دعائی
پر مبنی رکھے تو ہرگز اوسکا ارادہ پورا نہو گا۔ اور یہہ بہی سن لو کہ علم مین
استعارہ نہین ہو سکتا کیونکہ استعارہ مین مشبہ کو مشبہ بہ کی جنس ٹہراتی

ہین اور علم چونکہ خاص ہوتا ہے اشتراک اور جنسیت کو منع کرتا ہے ہان
اگر علم مین کوئی وصف ہو تو وہان اطلاق تاویلی درست ہوجاتا ہے جیسا کہ
حاتم مین وصف سخاوت اور سحبان مین وصف فصاحت ہے اس صورت مین حاتم
بمعنی سخی اور سحبان بمعنی فصیح لیا جا سکتا ہے پس اس تاویل سے وہ دونون
اشخاص متعارف اور غیر متعارف کو شامل ہو سکتے ہین اور اونکا اطلاق
حاتم طائی اور سحبان وائل پر حقیقۃً ہوگا اور اور سخیون اور فصیحون پر استعارہ —
یاد رکھو کہ استعارہ کا قرینہ کبھی ایک چیز ہوتی ہے جیسا اس مثال مین ؎
ہمنے دیکھا شیر تیر انداز کو ٭ تیرانداز قرینہ ہے اس بات کا کہ یہان شیر کے
معنی حقیقی یعنی حیوان درندہ خاص مراد نہین ہین — اور یا کئی چیزین دو ہون
یا زیادہ کہ ہر ایک اونمین سے قرینہ ہو جیسا غالب کے اس شعر مین ؎
خامہ انگشت بدندان کہ اسی کیا لکھیے ٭ ناطقہ سر بگریبان کہ اسی کیا کہیے ٭ اس
شعر مین دو استعارے ہین استعارہ اول مین انگشت اور دندان اور استعارہ
دوم مین سر و گریبان اس بات کا قرینہ ہے — کہ یہان خامہ اور ناطقہ کو انسان
متحیر سے تشبیہ دی ہے

واضح ہو کہ استعارہ کی چند قسمین ہین اور ہم اونکی چند فوائد مین شرح کرینگے

فائدہ اول استعارہ باعتبار طرفین یعنی مستعار منہ او مستعار لہ کی دو قسم کا ہوتا ہے
— اول یہہ کہ مستعار منہ او مستعار لہ ایک شے مین جمع ہو سکین مثلاً لفظ

زندگی کا بولین اور مراد اوس سے ہدایت لین اور ایسا ہی اگر آنکھون والے
سے صاحب علم اور اندہے سے جاہل قصد کرین - کیونکہ زندگی اور ہدایت
یا آنکھین اور علم اور نابینائی اور جہالت ایک شخص مین اکٹھی ہو سکتی ہین یعنی
ہو سکتا ہے کہ ایک شخص زندہ بہی ہو اور ہدایت بہی کہتا ہو - یا ایک شخص
آنکھین اور علم دونون کہتا ہو اور اندہا بہی ہو اور جاہل - اس استعارہ کو
وفاقیہ کہتے ہین - وفاق کے معنے موافقت کرنیکے ہین اور اس استعارہ
مین مستعار منہ اور مستعار لہ ایک شے مین اکٹھی ہو سکتے ہین گویا ان دونون
مین موافقت ہے - دوسری قسم یہہ ہے کہ اون دونونکا ایک مین اکہٹا ہونا
محال ہو - مثلاً شخص مردہ اور نیک نام کو بسبب شہرت کے زندہ کہین اسکو
عنادیہ کہتے ہین اسواسطے کہ عناد بمعنی دشمنی کے ہے اور یہان طرفین استعارہ
یعنی موت اور زندگی ایک شے مین جمع نہین ہو سکتی گویا ایسمین دشمنی کہتے
ہین - اور عنادیہ کے قبیل سے ہے بخیل کو حاتم یا نامرد کو رستم کہنا بطریق
ظرافت اور ہنسی کے

فائدہ دوم استعارہ باعتبار وجہ جامع یعنی وجہ تشبیہ کی چار قسم ہے -
اول یہہ کہ جامع طرفین کے مفہوم مین داخل ہو یعنی اونکے معنونکا جزو ہو مثلاً
تیز رفتاری کو اوڑنا کہا جاوے جیسا کہ زید کا گہوڑا اوڑتا ہے - یہان وجہ جامع
قطع مسافت مستعار منہ اور مستعار لہ مین داخل ہے مگر مستعار منہ یعنی اوڑنے

مین بہ نسبت مستعار لہ یعنی دوڑنے کے ظاہر و قوی تر ہے۔ قسم دوم یہہ کہ
اونکے مفہوم سے خارج ہو مثلاً استعارہ شیر کا مرد شجاع کیواسطے۔ شیر کے
معنی حیوان مشہور کے ہین اور شجاعت اوسکا وصف ہے اور اسیطرح شجاعت
مرد کا وصف ہے اور یہہ وصف دونون کے مفہوم سے خارج ہے۔ قسم سوم
یہہ ہے کہ وجہ جامع بے تامل و فکر کے معلوم ہو جاوے اسکا بیان تشبیہ مین گذرا
مثلاً استعارہ شیر کا مرد شجاع کے واسطے اس مثال مین۔ مینے تیر انداز شیر
دیکھا اور ایسا ہی استعارہ زنگی اور سرو کا واسطے زلف و قد کے۔ اسطرح
کے استعارہ کو عامیہ اور مبتذلہ کہتے ہین۔ اسواسطے کہ اس قسم کا استعارہ
عوام مین زیادہ مستعمل ہوتا ہے۔ قسم چہارم یہہ کہ وجہ جامع کو سوای خواص اور
اہل فہم کے اور کوئی دریافت نکر سکے اس استعارہ کو غریبہ کہتے ہین مثلاً صراحی
کی آواز کو ہچکی سے استعارہ کرین جیسا اس شعر مین ؎ مغان یہان ہن بن
ہمارے قلقل مینا نہو دیگا۔ مئی رنگین کا شیشہ ہچکیان لے لے کے رو دیگا۔
وجہ جامع اسمین آواز کا رک رک نکلنا ہے اور یہہ امر عوام دریافت نہین کر سکتے
خواص ہی سمجھتے ہین۔ ایساہی ذوق کے ان اشعار مین ؎ نہ موج مئی کو
ہو پیچش نہ شیشہ لے ہچکی۔ کئی جہان سے یہہ بیماری فواق و زحیر۔ نہ برق
کو تپ و لرزہ نہ ابر کو ہو زکام۔ نہ آب مین ہو رطوبت نہ خاک مین تبخیر۔ موج
مئی کو پیچش اور صراحی کی آواز کو ہچکی سے اور اضطراب برق کو تپ و لرزہ سے

اور رطوبت ابر کو زکام سے اور تری آب کو مرض رطوبت سے اور خاک سے بخارات کے اوٹھنے کو مرض تبخیر سے استعارہ کیا ھے یہہ تمام استعارات غریبہ ہین اور اونکی خوبی سخن فہم پر پوشیدہ نہین ہے۔ کبھی استعارہ عامیہ مبتذلہ مین ایسا تصرف کرتے ہین کہ وہ غریبہ ہو جاتا ہے جیسا اس شعر مین

نجانے قصد ہے کس خون گرفتہ کا کہ رہتی ہے * علم شمشیر زہر آلودہ سر پر چشم فتانکے * ابرو کو تیغ سے استعارہ کیا ہے اور یہہ استعارہ مبتذل ہے لیکن زہر آلودہ کہنے سے ایک گونہ غرابت اوسمین آگئی۔ کیونکہ زہر کو سبزی سے نسبت ھے اور سبزی و سیاہی مین چندان تفاوت نہین ہے پس ابرو کو بسبب سیاہی کے تیغ زہر آلودہ سے استعارہ کرنا ایک امر غریب ہے۔

فائدہ سوم استعارہ باعتبار مستعار منہ اور مستعار لہ اور جامع کی چہ قسم ہے اسلئے کہ مستعار منہ اور مستعار لہ یا تو دونون حسی ہونگے یا دونون عقلی۔ یا مستعار منہ حسی اور مستعار لہ عقلی۔ یا اسکا عکس یعنی مستعار منہ عقلی اور مستعار لہ حسی پس یہہ چار صورتین ہوئین۔ اور وجہ جامع اخیر کی تینون صورتون مین صرف عقلی ہی ہوگی جیسا کہ بحث تشبیہ مین معلوم ہو چکا کہ جو چیز حسی ہو اوسمین امر عقلی کا ہونا منع نہین ہے جیسے شیر مین شجاعت اور مرد مین علم و یا قدرت و یا جہل۔ اور صورت اول مین وجہ جامع یا حسی ہوگی یا عقلی یا مختلف یعنی جامع مرکب ہو عقلی و حسی سے اب ہر ایک کی مثال سنلو۔ اول صورت

جبکہ تینون حسی ہون جیسے ماہ سے رخکا اور شراب سے معشوق کے آب دہن
کا اور آواز صور سے صداے ہیبت ناک کا اور مشک سے بالونکا اور سطح
آب سے شکم کا استعارہ کرین ۔ اول دیکھنی کی چیزون مین سے اور دوسرے
چکھنے کی چیزون سے اور تیسرے سننے کی چیزون سے اور چوتھے سونگھنے
کی چیزون سے اور پانچوین چھونیکی چیزون سے ہے ۔ دوسری وہ صورت
کہ طرفین حسی ہون اور وجہ جامع عقلی جیسے استعارہ مرد شجاع کا شیر سے کہ
جامع اس مین جرأت ہے ۔ تیسری وہ صورت کہ مستعار منہ حسی ہو اور
مستعار لہ اور جامع عقلی جیسے ذوق کے اس شعر مین ؏ چرخ پر بیٹھ
رہے جان بچا کر عیسیٰ + ہو سکا جب نہ مداوا تیرے بیمارونکا + یہان
مستعار منہ بیٹھ رہنا حسی ہے اور مستعار لہ باز رہنا اور وجہ جامع سکون
اور استقرار عقلی ہین ۔ چوتھی وہ صورت کہ مستعار لہ حسی ہو اور مستعار
منہ اور جامع عقلی مثلاً معشوق کے قد کا استعارہ قیامت سے مستعار لہ
یعنی قد حسی ہے اور مستعار منہ قیامت اور جامع یعنی فتنہ انگیزی دونون
عقلی ہین ۔ پانچوین وہ صورت کہ تینون عقلی ہون مثلاً خواب کو موت
سے استعارہ کرین اور یہہ ظاہر ہے ۔ چھٹی وہ صورت کہ طرفین حسی ہون
اور وجہ جامع مرکب ہو امر حسی و امر عقلی سے مثلاً کسی شخص کو آفتاب سے استعارہ
کرین یہان وجہ جامع مرکب ہے خوبروئی سے جو امر حسی ہے اور بلندی

شان سے جو امر عقلی ہے۔

فائدہ چہارم استعارہ باعتبار لفظ مستعار کی دو قسم ہے ایک اصلیہ
دوسرا تبعیہ۔ اصلیہ وہ ہے کہ لفظ مستعار یعنی وہ لفظ جسکے معنی مشبہ بہ
واقع ہوتے ہین اسم جنس ہو۔ اسم جنس وہ ہے کہ بغیر اعتبار کسی وصف کے
بہت سی چیزون پر صادق آوے جیسے شیر جسوقت استعارہ کیا جاوے مرد
شجاع کے واسطے اور قتل جسوقت استعارہ کیا جاوے سخت ضرب کیواسطے
اور اسم جنس کے قبیل سے ہے وہ خاص شخص کا نام کہ بسبب کسی صفت کی تاویل
کرکے اسم جنس مین داخل کرلین مثلاً حاتم بمعنی سخی اور رستم بمعنی بہادر کے
استعمال کیا جاوے۔ اور اوسکو استعارہ اصلیہ سواسطے کہتے ہین کہ
موصوف اصلی ذات اور حقایق ہوتے ہین مثلاً شیر خونخوار اور ضرب شدید
پس اس قسم کے استعارہ مین استعارہ ذوات و حقایق مین ہوتا ہے اسلیئے
اوسکا اصلیہ نام رکھا گیا۔ تبعیہ وہ ہے جسمین لفظ مستعار فعل یا اور
مشتقات مثل اسم فاعل و اسم مفعول کے یا حرف ہون۔ اسکو تبعیہ سواسطے
کہتے ہین کہ فعل وغیرہ مشتقات معانی تشبیہ کے وصف سے موصوف نہین
ہوسکتے اصل استعارہ مصادر مین ہوتا ہے اور اوسکے ذریعہ سے مشتقات
مین مثلاً جب یون کہین کہ زید نے عمرو کو مار ڈالا اور مراد یہہ ہو کہ سخت
مارا ہے تو یہان استعارہ حقیقۃً مصدر مین ہوا ہے یعنی قتل کو ضرب شدید

کیواسطے استعارہ کرلیاہے اور اوسکے ذریعہ سے فعل مین استعارہ ہوگیاہی
اور ایسا ہی معانی حروف تشبیہ کے وصف سے موصوف نہین ہوسکتی —
یہان اصل تشبیہ معانی حروف کے متعلقات مین ہوتی ھے — حرف کے
معنی کا متعلق وہ ھے کہ جس سے معانی حروف تعبیر کرین — مثلاً کہتے ہین
کہ لفظ سے ابتدا کیواسطے ھے اور لفظ **مین** ظرفیہ کیواسطے اور **تک** انتہا
کے لیئے اور **تا** یا **تو** غرض کیواسطے ہین الفاظ ابتدا اور ظرفیہ اور انتہا اور
غرض ان حرفونکے معانی نہین ہین کیونکہ یہہ الفاظ تو اسم ہین بلکہ متعلقات
معانی حروف ہین یعنی معنی حروف ان الفاظ سے تعبیر کیئے جاتے ہین —
الحاصل اصل تشبیہ معانی حروف کے متعلقات مین ہوتی ہے اور اوسکے
ذریعہ سے حروف مین مثلاً زید نے کسیکو پرورش کیا اور وہ جوان ہوکر زید سے
بکج ادائی پیش آیا تو زید اوس سے یون کہے کہ مینے تجھے اسلئے پرورش
کیا تہا تاکہ تو میرا دشمن ہوجاوے یہان دشمنی اور کج ادائی جو بعد پرورش
حاصل ہوئی ہین استعارہ ہین اور اونکو تشبیہ دی ہے اوس غرض اور فائدہ سے
کہ پرورش سے ہونا چاہیئے تہا جو مستعار منہ ہے اور یہہ غرض متعلق ہے
لفظ تا کا بعد ازان اوس حرف کو جو غرض کے واسطے موضوع تہا عداوت
اور دشمنی مین استعمال کرلیا ہے پس یہان استعارہ لفظ تا مین جو حرف ہے
سواسطے ہوا ھے کہ دشمنی کو محبت سے تشبیہ دیگئی ہے — واقع مین

لفظ نا استعارہ نہین ہے بلکہ اسکا متعلق ہے۔ غرض پرورش کرنیوالی
کی پرورش سے حصول تقویت و محبت یا مثل اسکی ہے یہان اس غرض کو
بطریق استہزا کی دشمنی سے استعارہ کر لیا ہے اور یہہ اوس قبیل سے
ہے کہ تشبیہ مفصل مین بیان ہو چکا ہے کہ کبھی ضدین کو اپسمین تشبیہ دیتے
ہین اسیطرح کا ہے یہہ شعر ؎ کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اے بیخبر ❊
کیا ترے عاشق ہوئے تھے رنج و غم کھانے کو ہم ❊ - حرف کو غرض و فائدہ
کیواسطے موضوع ہے اور یہان تکلیف اور رنج مین استعمال کیا گیا ہے پس
ظاہر مین استعارہ حرف کو ہے اور حقیقۃ مین رنج و غم ہے اور استعارہ نہ
وہ راحت و آرام ہے جو نتیجہ محبت و عشق کا ہونا چاہیئے تہا - استعارہ تبعیہ
کا قرینہ مشتقات مین کبھی فاعل ہوتا ہے جیسا ذوق کے اس شعر مین ؎
کہتے تھے ماہی بریان کہ دبیران قضا ❊ داغ دیتے ہین اوسے جسکو درم دیتے
ہین - کہنے کی نسبت ملے بریان کیطرف حقیقی نہین ہو سکتی اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہان استعارہ ہے اور کبھی مفعول ہوتا ہے جیسا ذوق کے
شعر مین ؎ مومیائی ہو حمایت تیرے جسمین اوسکی ❊ سخت گیر ایسے فلک
توڑے کسیکی گر آس ❊ توڑنا حقیقت مین آس کے ساتہہ متعلق نہین ہو سکتا
پس معلوم ہوا کہ یہان استعارہ ہوا ہے - ایسا ہی غالب کے اس شعر مین ؎
کفر سوز اوسکا وہ جلوہ ہے کہ جس سے لوٹے ❊ رنگ عاشق کی طرح رونق بتخانہ

چین۔ جلانیکا تعلق کفر کے ساتھہ اور ایسا ہی ٹوٹنے کی نسبت ننگ عاشق
اور رونق بتخانہ کیطرف بطریق استعارہ ہے۔ اور کبھی استعارہ کا قرینہ وہ
لفظ ہوتا ہے جس پر حرف داخل ہوتا ہے۔ جیسا ذوق کے اس شعر مین
کہجائے سر جو کبھی مفسدان سرکش کا ٭ علاج خارش سر ہو بناخن شمشیر ٭
۔ ناخن شمشیر اس بات کا قرینہ ہے کہ علاج مین استعارہ تبعیہ استہزائیہ ہے
یعنی بطریق استہزا دشمنون کے سر کاٹنے کو اونکا علاج کہدیا ہے۔ اور کبھی
استعارہ کا قرینہ حالیہ ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص زید کو بہت سا مارے اور
کوئی دیکھنے والا اوس سے کہے کہ تو نے تو زید کو مار ڈالا پس یہان حالت زید
اس بات کی قرینہ ہے کہ قتل سے مراد ضرب شدید ہے۔ سوا ے اقسام مذکورہ
بالا استعارہ کی اور تین قسمین ہین۔ ایک یہہ ہے کہ اسمین نہ مستعار لہ
کی مناسبات مذکور ہون نہ مستعار منہ کی اسکو استعارہ مطلقہ کہتے ہین
جیسے مینے ایک شیر دیکھا اور مراد شیر سے مرد بہادر ہو۔ دوسرے یہہ کہ
اوسمین فقط مستعار لہ کے مناسبات مذکور ہون اوسکو مجردہ کہتے ہین
جیسے سودا کے اس شعر مین گل نے شبنم سے ہی الماس تو کہایا لیکن ٭
ہاتھہ مین غنچہ لالہ کے ابہی افیون ہے۔ یہان افیون مستعار لہ ہے اور
داغ لالہ مستعار منہ اور مذکور لفظ مناسب مستعار لہ ہے یعنی لالہ۔
تیسرے یہہ کہ فقط مستعار منہ کے مناسبات مذکور ہون اوسکو مرشحہ کہتے

ہین جیسا اس شعر مین ؎ جو سوئی جیب ہین ہم سرنگون سبب یہہ ہے ❊ کہ دلکی زخم کو مژگان سے ہین رفو کرتے ❊ یہان مژگان مستعار لہ اور سوئی مستعار منہ اور رفو منا سبت مستعار منہ ہے۔ اسی قسم کے ہین اشعار ذیل۔ ناسخ ؎ ایک مدت تک تو ناسخ غم پہ غم کہا یا کیا ❊ آخر ایک دن گور کے مونہہ کا نوالہ ہو گیا ❊۔ مقصود بالتمثیل مصرعہ دوم ہے مومن خان ؎ چہرہ راز سے پردہ نہ اوٹہاؤن کب تک ❊ گو غم پردہ نشین ہے یہ چھپاون کب تک ❊ مقصود اول ہے۔ الہی بخش خان معروف ؎ گر خدا مری لب زخم کو گویائی کرتا ❊ شکر قاتل کے سوا گاہ نہ شکوہ کرتا ❊ مقصود مصرعہ اول ہے اور شرح ہر ایک کے ظاہر ہے۔ اور کبہی مستعار منہ اور مستعار لہ دونون کے مناسبات مذکور کرتے ہین یعنی تجرید اور ترشیح کو جمع کر دیتے ہین جیسا اس شعر مین ؎ چمن مین تجکو آتے سنکر باد صبا یہ گہبرائی ❊ ساغر جبتک لاوین ہی لاوین توڑ سبو کو جام کیا ❊۔ اس شعر مین غنچہ کا استعارہ سبو سے اور گل کا جام سے شکل و ہیئت مین پس یہان مستعار لہ غنچہ و گل ہے اور مستعار منہ سبو و جام۔ اول کی مناسب چمن اور باد سحر ہے اور دوم کے مناسب مشغوق جسکو مے نوشی لازم ہے اور ذکر جام آور اس قبیل سے ہے یہہ غالب کا شعر ؎ خامہ انگشت بدندان کہ اسی کیا لکھیے ❊ ناطقہ سر بگریبان کہ اسی کیا کہیے ❊ اول مصرعہ مین خامہ مستعار لہ ہے اوسکا مناسب کیا لکھیے۔ اور

مستعار منہ انسان نادم اوسکی مناسب انگشت بدندان اور بصرعہ دوم
مین ناطقہ مستعار لہ اور اوسکا مناسب کیا کہئے اور مستعار منہ شخص حیران اور
اوسکے مناسب سر وگریبان ۔ اب سنو کہ استعارہ کی ان چاروں صنعتون
مین سے استعارہ ترشیحیہ مین بلاغت زیادہ تر ہے اس لئے کہ ترشیح
مستعار منہ کے مناسبات ذکر کرنے کو کہتے ہین اور یہہ معلوم ہے کہ
استعارہ مین مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ٹھہراتے ہین ۔ پس جب مشبہ بہ کے مناسبات
مشبہ کیواسطے ثابت کئی تو تشبیہ مین نہایت تاکید ہوگئی ۔ استعارہ ترشیحیہ
کی بنا تشبیہ کے بہول جانے پر ہوتی ہے ۔ یعنی اول متکلم اپنے کلام کو تشبیہ
سے شروع کرتا ہے اور بعد ازان بقصد ازدیاد مبالغہ تشبیہ کو بہولا دیتا ہے
اور یہہ دعوی کرنے لگتا ہے کہ مستعار لہ مستعار منہ کا عین ہے نہ اوسکے
مشابہ اور اسلئے تعجب درست ہوا اس قطعہ مین جو اوپر مذکور ہوا ۔
بیان لطف رخ یار کیا کرے کوئی ۔ الخ اور نفی تعجب کی درست ہوئی اس
شعر مین جو سابق لکھا گیا ہے وہ نہ آئے شب وعدہ تو تعجب کیا ہے
رات کو کہنے ہی خورشید درخشان دیکھا ۔ جاننا چاہئے کہ استعارہ کی
ایک قسم تمثیل بسبیل استعارہ کہلاتی ہے کیونکہ اوسمین مشبہ بہ ذکر کرتے
ہین اور مشبہ مراد لیتے ہین اور یہہ ہی طریق استعارہ کا ہوتا ہے ۔ اور
کبہی اوسکو تمثیل بہی کہتے ہین بے قید استعارہ کے اور مجاز مرکب بہی

بہرحال تمثیل وہ استعارہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ کئی چیزون سے حاصل ہوتی
ہے مثلا اوس شخص کو جو کسی امر مین متردد ہو کہین کہ تم ایک قدم آگے
چلتے ہو اور پہر پیچہے ہٹتے ہو۔ یہان اوسکے تردد کو امر مذکور مین تشبیہ دی
ہے اوس شخص کے تردد سے کہ جو جانے کو کہڑا ہوا ور وہ کبہی آگی قدم بڑہاتے
اور کبہی پیچہے ہٹتے اور وجہ شبہ کبہی آگے بڑہنا اور کبہی پیچہے
ہٹنا چند چیزون سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ ظاہر ہے۔ اسی قسم کا ہے یہہ
شعر ؎ کبہی کہتے ہو کہ آ اور کبہی کہتے ہو کہ جا * کیا کبوتر کیطرح دیتے ہو پہرایا ہکو * ۔ اور شرح اوسکی ظاہر ہے۔ جب تمثیل بسبیل استعارہ کا استعمال
مشہور اور مروج ہو جاتا ہے تو اوسکو مثل کہنے لگتے ہین جیسے۔ طوطی
کی صدا نقارخانہ مین کون سنتا ہے۔ یہہ اس غرض کیواسطے بولتے ہین کہ
لطیف اور ضعیف شے کے قوی اور غیرلطیف کے روبرو کچہہ پوچہہ نہین
ہوتی۔ یا جیسے چیل کے گہونسلے مین ماس کہان۔ یہہ ایسے محل پر بولتے
ہین کہ مسرف حاجتمندون کے پاس سرمایہ نہین رہتا۔ پہول نہین تو پنکہڑی
سہی۔ یعنی بہت نہین دیتے تو تہوڑا ہی سہی۔ ان تینون مثلون کو شیخ
محمد ابراہیم ذوق نے جو نظم امثال مین مثل اور فنون شعر کے بے نظیر ہین بڑی
خوبی سے نظم کیا ہے اشعار ذیل مین ؎ مبرنا لو نسے چپ ہین مرغ خوش
الحان ماتہ مین * صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانہ مین * دل جو گہر غمکا ہو گیا

اوسمین سرمایۂ عیش ✦ وہ مثل ہے کہ کہان کہونٹے مین چیل کے مانس ✦ گر
رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے ✦ وہ ہی مثل ہے پہول نہین پنکہڑی سہی ✦
اور چونکہ مثل اوس تمثیل کا نام ہے جسکا استعمال بسبیل استعارہ شائع ہو گیا
ہوا سلیئے امثال مین تغیر جائز نہین ہے کیونکہ استعارہ مین لازم ہے کہ بعینہٖ
لفظ مشبہ بہ کا مشبہ مین استعمال کیا جاوے پس اگر مثلون مین تغیر کیا جاوے
تو فقط مشبہ بہ بعینہٖ نہین رہیگا اسلیئے استعارہ نہین کہلاویگا اور جب استعارہ
نہوا تو مثل بہی نہوا ـ اسی اصل امثال مین تذکیر و تانیث و واحد و تثنیہ و
جمع ہونیکا لحاظ باعتبار موقع استعمال مثل نہین کیا جاویگا بلکہ خیال
اصل اوس موقع کا جسمین یہہ مثل اول مستعمل ہوئی ہے ـ مثلاً اس مطلب کے
اظہار کیواسطے کہ ایک دوسرے سے بدتر ہے یہہ مثل مستعمل ہے ـ بڑے میان
سو بڑے میان چہوٹے میان سبحان اللہ ـ چونکہ یہہ مثل اول مردون مین مستعمل ہے
پس اگر عورتون کے حق مین یہہ مثل مستعمل ہوگی تو اوسمین کچہہ تغیر نہین کرینگے
یون نہ کہینگے کہ بڑی بی بی سو بڑی بی بی چہوٹی بی بی سبحان اللہ

فائدہ بیان مین استعارہ بالکنایہ اور استعارہ تخییلیہ کے ـ کبہی متکلم ایک
چیز کو دوسری چیز کے ساتہہ اپنے دل مین تشبیہ دے لیتا ہے اور منجملہ ارکان
تشبیہ سواے مشبہ کے اور کچہہ ذکر نہین کرتا اور اوس تشبیہ کا حال اسطرح
واضح ہو جاتا ہے کہ کلام مین وہ شے جو مشبہ بہ سے خصوصیت رکہتی ہے

مشبہ کیواسطے ثابت کیجاتی ہے پس اس طین تشبیہ دینے کو استعارہ بالکنایہ
کہتے ہین یعنی استعارہ ہے کنایہ کے ساتہہ اسلیئے کہ مشبہ بہ کی تصریح نہین کی
اور تصریح نکرنا کنایہ ہے۔ اور اوسکو استعارہ کہنا مناسبت سے خالی
ہے۔ اور مشبہ کی خواص مشبہ بہ کیواسطے ثابت کرنا استعارہ تخییلیہ کہلاتا ہے
استعارہ تو اسلیئے کہ مشبہ کے واسطے خواص مشبہ بہ مانگے گئے ہین۔ اور
تخییلیہ اسواسطے کہ مشبہ بہ کے خواص کو مشبہ کے لیئے ثابت کرنے سے یہہ خیال
ہوتا ہے کہ مشبہ جنس مشبہ بہ سے ہے مثلاً اس مصرعہ مین ؏ موت کے
چنگل سے بچنا ہے محال ✤ موت کو درندہ کے ساتہہ تشبیہ دی ہے ہلاک
کرنے اور بے رحمی مین یہہ تشبیہ استعارہ بالکنایہ ہے اور موت کیواسطے
چنگل جو درندہ سے خصوصیت رکھتا ہے ثابت کرنا استعارہ تخییلیہ ہے۔
یہان سے واضح ہے کہ الفاظ چنگل اور موت ہر ایک اپنے حقیقی معنی مین
مستعمل ہین کیونکہ دونون لفظون سے اونکے یہی معنی متعارف مراد ہین
اور استعارہ بالکنایہ اور تخییلیہ متکلم کے دو فعل ہین جو باہم متلازم ہین۔
کیونکہ اس صورت مین واجب ہے کہ تخییلیہ قرینہ استعارہ بالکنایہ کا ہو اور
استعارہ بالکنایہ قرینہ تخییلیہ کا یہہ راے مصنف تلخیص المفتاح کی ہے
۔ اور متقدمین کے نزدیک استعارہ بالکنایہ کے یہہ معنی ہین کہ مشبہ
متروک ہو اور مشبہ بہ مذکور یعنی مثال مذکور مین موت کو درندہ کے ساتہہ

تشبیہ دہی ہے پس لفظ مستعار درندہ ہے اور مستعار منہ اوسکے معنی اور
مستعار لہ موت جیساکہ شیر کا استعارہ بہادر مرد کیواسطے مگر لفظ مستعار یعنی
درندہ کی تصریح نہین کی اور اوسکے لازم یعنی چنگل کو ذکر کر دیا ہے تاکہ معنی
مقصود سمجھہ مین آجاوین اور تصریح نکرنا کنایہ کی شان سے ہے۔ اس صورت
مین کنایہ نام اوس تشبیہ کا جو متکلم نے اپنے دلمین کر لی ہے نہ سوا اوسکے
سکاکی کے نزدیک استعارہ بالکنایہ کے یہہ معنی ہین کہ مشبہ مذکور اور مشبہ بہ
مراد ہو یا ین غرض کہ یہہ مذکور وہ ہی مشبہ بہ ہے مثلاً موت کو ذکر کرین اور
اوسکو یہہ سمجھین کہ یہہ درندہ ہے اور یہہ ہی سمجھکر اوسکے لئے چنگل ثابت
کرین نہ یہہ سمجھکر کہ یہہ مشبہ ہے اور مشبہ بہ کے لوازم اوسکے واسطے ثابت
کئے گئے ہین اور یہہ بحث بہت طویل ہے جو مختصر طور پر مذکور ہوئی —
اب سنو کہ خواص و لوازم مشبہ بہ کے جو مشبہ کیواسطے ثابت کئے جاتے
ہین تین طرح کی ہوتی ہین — اول یہہ کہ خواص و لوازم مشبہ بہ کے کمال
کے سبب ہون جیسے ذکر چنگل کا مصرعہ مذکور مین — اسلئے کہ درندہ کا
کمال درندگی مین بے چنگل نہین ہو سکتا دوسرے یہہ کہ لوازم مذکورہ
سبب قوام مشبہ بہ کے ہون یعنی مشبہ بہ بدون اونکے نہین ہو سکتا ہے
جیسے ذوق کے اس شعر مین ؎ آگیا اصلاح پر ایسا زمانہ کا مزاج ✦
تا زبان خامہ بہی آتا نہین حرف دوا ✦ یہان خامہ کو انسان متکلم کے ساتھہ

تشبیہ دی ہے اور وجہ تشبیہ اظہار مطلب ہے اور اوسکے لئے زبان کا
ثابت کرنا استعارہ تخیلیہ ہے اور ظاہر ہے کہ انسان بے زبان کے تکلم
نہین ہو سکتا اسی قسم کا ہے یہہ شعر ناسخ کا ع ایک مدت تک تو ناسخ غم سے
غم کہایا کیا * آخر ایکدن گور کے مونہہ کا نوالہ ہو گیا * ـ گور کو ایک حیوان
کہانیوالے سے تشبیہ دی ہے یہہ استعارہ بالکنایہ ہے اور مونہہ اور نوالہ
لوازمات حیوان مذکور سے ایسے ہین کہ حیوان بے اونکے کہا نہین سکتا
اور یہہ استعارہ تخیلیہ ہے ـ تیسرے یہہ کہ لوازم مذکورہ نہ مشبہ بہ کے قوام
مین داخل ہون اور نہ اوسکے کمال کا سبب جیسے ذوق کے اس شعر مین ع
صبا جو آئی خس و خار گلستان کے لئے * قفس مین کیونکہ نہ پہڑکے دل آشیان
کے لئے * ـ یہان دلکو طائر کے ساتہہ تشبیہ دی ہے اور قفس اور تڑپنا اور
آشیان نہ طائر کے قوام مین داخل ہین اور نہ اوسکی تکمیل کا سبب ـ بعض استعارہ
تخیلیہ ایسی طرحکا ہوتا ہے کہ اوسکو تخیلیہ اور تحقیقیہ دونون کہہ سکتے ہین
جیسا اس شعر مین ع عشق نے جب سے کی جگہہ دل مین * عقل کو واسطے
جگہہ نہ رہی * ـ اگر عشق کو شخص فرض کرین اور اوسکے لئے گہر تو استعارہ بالکنایہ
اور تخیلیہ ہوگا ـ اور جو عشق کے دل مین قیام اور استحکام پکڑنے کو گہر کرنے
سے تشبیہ دیوین تو استعارہ تحقیقیہ ہوگا کیونکہ اوسکے معنی عقلاً متحقق ہین
خیالی نہین ہین ـ پوشیدہ نہ رہے کہ ایسی صورت مین جہان تحقیقیہ اور تخیلیہ

دونون ہوسکتے ہون استعارہ بالکنایہ کا یقیناً نہ پایا جانا اوس شخص کی
راے کے موافق ہے جو استعارہ بالکنایہ کا قرینہ صرف تخئیلیہ کو مانتا ہے اور
جسکے نزدیک استعارہ تحقیقیہ بھی استعارہ بالکنایہ کا قرینہ ہوسکتا ہے اوسکے
نزدیک صورت مذکورہ مین استعارہ بالکنایہ باقی رہتا ہے ۔ مثلاً کہین
کہ اوسنے عہد توڑ دیا اس سے عہد کا باطل کردینا مراد ہے ۔ یہان عہد کو
رسی سے تشبیہ دی ہے اور باطل ہونا تحقیقی امر ہے کہ عہد مین بھی متحقق
ہے اور ٹوٹی ہوئی رسی مین بھی ۔

فائدہ ۔ استعارہ تحقیقیہ اور تمثیل وسیقدر اچھی ہونگی جسقدر اونمین حسن
تشبیہ کی رعایت ہوگی مثلاً وجہ شبہ طرفین تشبیہ کو شامل ہو اور تشبیہ غرض
کیواسطے کافی ہو باین ہمہ لفظون مین تشبیہ کی بو تلک نہو کیونکہ غرض استعارہ
سے اظہار مبالغہ کا ہوتا ہے کہ مشبہ مشبہ بہ کا عین ہے پس اگر لفظون مین
تشبیہ پائی جائے گی تو یہہ غرض حاصل نہوگی ہان یہہ مناسب ہے کہ وجہ شبہ
طرفین تشبیہ مین خوب ظاہر ہو ورنہ استعارہ معمی اور چیستان ہوجاویگا مثلاً یون
کہین کہ مینے حمام مین ایک شیر دیکھا اور مراد کوئی آدمی گندہ دہن مثل شیر کے
ہو ۔ یہان وجہ شبہ پوشیدہ ہے ۔ اور استعارہ بالکنایہ مثل استعارہ تحقیقیہ
کے ہے اسبات مین کہ اوسکی بھی خوبی رعایت حسن تشبیہ سے ہوتی ہے ۔
اور استعارہ تخئیلیہ کی خوبی استعارہ بالکنایہ کی خوبی سے ہوتی ہے کیونکہ استعارہ

تخیلیہ استعارہ بالکنایہ کے تابع ہوتا ہے پس جسقدر استعارہ بالکنایہ کی خوبی ہوگی اوسی سے استعارہ تخیلیہ کی بہی خوبی ہوگی۔

تیسرا مقصد کنایہ کے بیان مین ۔ کنایہ کے معنی لغت مین مبہم بات کہنے کے ہین ۔ اور علم بیان کی اصطلاح مین اوسکے دو معنی ہین ایک مصدری یعنی لازم کا ذکر کرنا اور ملزوم کا مراد لینا مع جائز ہونے ارادہ لازم کے دوسرے وہ لفظ کہ اوسکے معنی کا لازم مراد ہو مع جواز ارادہ معنی مذکور کے مثلاً طویل النجاد کے معنی لنبے پرتلہ والے کے ہین اور لنبے پرتلہ کو درازی قد لازم ہے پس طویل النجاد سے لنبے قد والا مراد ہے جو اوسکے اصلی معنی کا لازم ہے اور اگر اوسکے ساتہہ پرتلہ کی درازی بہی مراد لین تو ہوسکتا ہے۔ بعض لوگون کے نزدیک کنایہ مین اصلی معنی اور لازم دونون اکٹھی مراد ہوتی ہین لیکن یہہ بات درست نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ طویل النجاد دراز قامت کو قطعاً کہنا درست ہے اگرچہ اوسکے پاس پرتلہ نہو۔ پس کنایہ اور مجاز مین یہہ فرق ہے کہ مجاز مین معنی اصلی مراد نہین ہو سکتے کیونکہ اوسمین قرینہ مراد نہوتی حقیقی معنی کا ضرور ہوتا ہے اور کنایہ مین اصلی معنی بہی مراد ہو سکتے ہین یعنی کنایہ مین لازم مراد ہوتا ہے اور اگر ملزوم مراد رکہین تو بہی جائز ہے اور مجاز مین فقط لازم ہی مراد ہوتا ہے۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ کنایہ تین قسم پر ہے اول یہہ کہ کنایہ سے موصوف کی

ذات مطلوب ہو۔ اسکی دو قسم ہین ایک قریب دوسری بعید۔ قریب یہہ ہے
کہ کسی موصوف سے ایک صفت خصوصیت رکہتی ہو جب اوس صفت کو ذکر
کرین تو وہ موصوف سمجہا جاوے مثلاً عرف مین کالا سیاہ سانپ کو کہتے
ہین جیسا اس شعر مین ؎ آئینہ کو دیکہہ جب وہ زلف سلجہانے لگے ٭ ہند
کے کالے حلب مین جاکر لہرانے لگے ٭۔ اس قسم کو قریب اسواسطے کہتے
ہین کہ بسبب ایک ہونے صفت کے موصوف کا سمجہنا دشوار نہین ہوتا۔
اور بعید یہہ ہے کہ کئی صفتین آپس مین ملکر ایک موصوف کے ساتہہ خاص
ہو جاوین اگرچہ الگ الگ اور شے مین پائی جاوین اوسکو خاصہ مرکبہ کہتے
ہین۔ مثلاً انسان کی تعریف یون کرین کہ وہ ایسا حیوان ہے جسکا قد سیدہا
اور ناخن چوڑے ہین۔ ظاہر ہے کہ یہہ سب اوصاف ملکر سوا انسان کے
اور جگہہ نہین پائی جاتی۔ اگرچہ جدا جدا اور شے مین بہی پائی جاتے ہین
۔ سیدہا قد نسناس یعنی بن مانس کا بہی ہوتا ہے اور چوڑے ناخن ہاتہی
کے بہی۔ مگر یہہ اوصاف مجتمع ہوکر انسان کے ساتہہ خاص ہین۔ اسی
قسم کا ہے یہہ شعر ؎ ساقی وہ دی ہین کہ ہون جسکی سبب ہم ٭ محفل
مین آب آتش و خورشید ایکجا ٭۔ ظاہر ہے کہ یہہ سارے اوصاف
شراب ہی مین پائی جاتی ہین۔ اسلیئے کہ شراب خود پانی ہے و باعتبار سرخی
رنگ و گرمی کی آتش ہے اور بلحاظ روشنی اور پیالہ مین بشکل مدور ہونیکی آفتاب

سے اسکو تشبیہ ہوتی ہے۔ دوسرے یہہ کہ کنایہ سے فقط صفت مطلوب
ہو مثل سخاوت و شجاعت وغیرہ کے۔ یہہ بہی دو قسم پر ہے ایک قریب
دوسرے بعید۔ قریب وہ ہے کہ لازم اور ملزوم مین کوئی واسطہ نہو بلکہ
لازم سے ملزوم بلا واسطہ سمجہا جاوے۔ یہہ بہی دو طرح پر ہے ایک
واضح۔ اور دوسرا خفی۔ واضح یہہ ہے کہ ذہن لازم سے ملزوم تک بے
تامل پہونچ جاوے۔ جیسے اس شعر مین ؎ زندگی کی کیا رہی باقی امید
ہوگئی موئے سیہ موے سفید ٭ موئے سفید سے پیری اور موئے سیاہ سے
جوانی صاف سمجہہ مین آتی ہے ایسا ہی اس شعر مین ممنون کے ؎ آج
آفت قہر ہے یون خشمگین تو کبہ تہا ٭ آستین مالیدہ و چین بر جبین تو کب تہا ٭
آستین چڑہانا اور چین بر جبین ہونا خشمناکی پر دلالت واضح کرتا ہے۔
خفی یہہ ہے کہ لازم سے ملزوم بعد تامل و فکر کے سمجہا جاوے مثلاً لنبے قد کا
آدمی کہین اور اوس سے احمق مراد لین اور ٹہنگنے قد کا آدمی یا کوتہ گردن
کہین اور اوس سے شریر او مفتری مراد لین۔ بنا اس ارادہ کی اس اعتقاد
پر ہے کہ ہر طویل احمق ہوتا ہے اور پست قد اور کوتاہ گردن شریر اور یہہ ہر کو
معلوم نہین ہے۔ اور یہہ خفا بسبب کثرت واسطون کے نہین کہ بعید
شمار کئے جاوین۔ بعیدہ وہ ہے کہ لازم اور ملزوم مین واسطہ ہو اسکی مثل
کثیر الرماد ہے اور مہزول الفصیل کہ اس حصہ کے شروع مین اوسکا بیان

مفصل ہو چکا ہے - تیسری قسم کنایہ کی یہہ ہے کہ اوس سے کسی امر کا ثابت
کرنا یا نفی اوسکی مطلوب ہو - مثال اثبات کی مثلاً جب زید کے سی فتنہ گری
عمرو مین ثابت کرنی منظور ہو تو کہین وہ دونون ایک سانچی مین ڈہلی
ہوے ہین یعنی زید کی سی فتنہ گری عمرو مین بہی ہے یا جسوقت کوئی شخص
کیسکی حمایت اور رعایت زائد از حد کرے اور ہر بات اوسکی فائدہ کی کہی تو یون
کہین کہ یہہ تو اوسکا جامہ پہنے ہوئے ہے - مثال نفی کی یہہ مثال مشہور ہے
کہ کوئے بہانگ پڑی - اسکو ایسے موقع پر بولتے ہین کہ سب لوگ ایک امر
نامعقول پر متفق ہو جاوین - مراد مثل یہہ ہے کہ عقل کسی مین نہین ہے
اسواسطے کہ بہنگ کوئے مین پڑنے سے اوسکا اثر پانی مین آویگا اور وہ
پانی وہان سب پینے والے پیوین گی اور پینے سے سب کو نشہ حاصل
ہوگا اور نشہ سے سب کی عقل جاتی رہے گی - اب واضح ہو کہ اگر کنایہ مین
موصوف مذکور نہ ہو تو اوسکو تعریض کہتے ہین مثلاً جب کوئی شخص کسی سے
بوحشت پیش آوے تو یون کہین کہ انسان کو انس لازم ہے - یا جب کسی
دوست سے اذیت پہونچی اوسوقت کہین کہ دوست وہی ہے جو دوستی کے
کام کرے - مقصود ان دونون باتون سے یہہ ہے کہ نہ اون مین انسانیت
ہے نہ دوستی - اسکو تعریض اسواسطے کہتے ہین کہ عرضہ بالضم معنی طرف
وجانب کے ہے گویا اشارہ ایک جانب کرتے ہین اور مراد اور جانب ہوتی

ہے ۔ اور اگر کنایہ مین ملزوم تک واسطے بہت ہون جیسے کثیر الرماد
وغیرہ مین اوسکو تلویح کہتے ہین ۔ تلویح کے معنی دور سے اشارہ کرنیکے
ہین ۔ چونکہ اسمین واسطونکی کثرت سے ملزوم دور پڑجاتا ہے اسلئے
اسکا نام تلویح رکہا ہے ۔ اور اگر واسطے بہت نہین ہین لیکن کچہہ تہوڑی
سی پوشیدگی ہے اوسکو رمز کہتے ہین اور رمز کے معنی نزدیک سے اشارہ
کرنے کے ہین بطریق پوشیدگی کے ابرو یا لب سے مثال مزکی دراز
قد یا ٹہنگنے قد والا ۔ اور اگر اوسمین نہ کچہہ پوشیدگی ہے اور نہ کثرت
واسطونکی اسکو ایما اور اشارہ کہتے ہین ۔ تعریض کبہی بطور مجاز ہوتی ہے
جیسا یون کہین (تو نے مجہے ستایا تو نے اسکا انجام دیکہنا) اور تو سے مراد
مخاطب نہو بلکہ کوئی اور شخص جو مخاطب کے ساتہہ ہے ۔ اس صورت مین لفظ
تو اپنے اصلی معنی مین مستعمل نہین ہے کیونکہ اصلی معنی اوسکے مخاطب کے
ہین پس یہہ مجاز ہوا ۔ اور کبہی بطور کنایہ اور یہہ جب ہوگا کہ لفظ تو سے
کلام مذکور مین مراد مخاطب اور اوسکا ہمراہی دونون ہون کیونکہ اس صورت
مین لفظ تو سے اوسکے معنی حقیقی یعنی مخاطب اور غیر حقیقی یعنی اوسکا ہمراہی
دونون مراد ہین مگر اس قسم کے کلام مین ایسے قرینہ کا ہونا ضرور ہے جس سے
معلوم ہوجاوے کہ بطور مجاز مستعمل ہے یا بطور کنایہ کے اوتحقیق و شرح اسکی

یہہ ہے کہ یہہ کلام کہ تو نے مجہے ستایا تو نے اسکا انجام دیکہنا تہدید مخاطب

پر دلالت کرتا ہے بسبب اوسکے ایذا رسانی کے اور اس سے ہر موذی کی تہدید لازم آتی ہے پس اگر اس کلام مین ارادہ تہدید مخاطب اور غیر مخاطب موذیکا کیا جاوے تو کنایہ ہوگا اور جو ارادہ تہدید غیر مخاطب موذیکا ہو اس لحاظ سے کہ وہ ایذا رسانی مین مخاطب کا شریک ہے اور عدم ارادہ مخاطب کا کوئی قرینہ موجود ہو تو مجاز ہوگا —

اب سنو کہ باتفاق جمیع اہل بلاغتہ کے مجاز مین بہ نسبت حقیقتہ کے اور کنایہ مین بہ نسبت تصریح کے بلاغتہ زیادہ ہوتی ہے — کیونکہ کنایہ اور مجاز مین ملزوم سے لازم سمجھا جاتا ہے پس وہ مثل دعوے شے کے ہے بدلیل کیونکہ وجود ملزوم وجود لازم کو تقاضا کرتا ہے اسلئے کہ ملزوم لازم سے جدا نہین ہو سکتا — اور ایسا ہی استعارہ تشبیہ سے زیادہ بلاغتہ رکہتا ہے کیونکہ استعارہ بہی ایک قسم مجاز کی ہے اور پہلے معلوم ہوچکا کہ مجاز مین بہ نسبت حقیقہ کے زیادہ بلاغت ہے — معلوم کرنا چاہیے کہ معنی اس قول کے کہ مجاز اور کنایہ مین بلاغت زیادہ ہے یہ نہین ہے کہ مجاز یا کنایہ معنی مین درحقیقت کچہہ زیادتی پیدا کردیتے ہین جو حقیقت اور تصریح مین نہین ہوتی بلکہ مطلب یہہ ہے کہ کنایہ اور مجاز مفید زیادتی تاکید اثبات کے ہوتے ہین — اور استعارہ سے یہہ بات سمجہہ مین آتی ہے کہ وصف مشبہ مین ایسا ہی کامل ہے جیسا مشبہ بہ مین اوس سے کم نہین ہے جیسا کہ تشبیہ سے سمجہا جاتا ہے —

الحمد للہ کہ حصہ دوم تمام ہوا

حصہ سوم علم بدیع کے بیان مین

بدیع ایک علم ہے جس سے طریقے تحسین و تزئین کلام کے معلوم ہوتے ہین مگر اون طریقونکا استعمال اوس وقت اچھا ہوتا ہے جب کلام مین اول قواعد علم معانی و علم بیان کی رعایت کی گئی ہو ورنہ ایسا بدنما ہوگا جیسا بدصورت آدمی کو زیور و لباس زیبا پہناوین۔ تفصیل اسکے یہہ ہے کہ علم معانی و بیان شاہد کلام کی حسن و خوبی کیواسطے بمنزلہ تناسب اعضا کے ہین کہ حسن بے اوسکے پایا ہی نہین جاتا۔ اور علم بدیع بمنزلہ لباس مکلف و زیور کے ہے۔

پس اگر خوبصورت کو زیور نہ پہناوین تو اوسکے لئے حسن خداداد ہی کافی ہوگا سچ ہے
ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را۔ ہان اگر علاوہ حسن صورت کی آرایش ظاہری بہی عمل مین آویگی تو مراتب دلربائی اپنے کمال کو پہونچ جاوینگے۔ الحاصل

اون طریقون کو صنائع اور بدائع بہی کہتے ہین ــ اور یہہ دو قسم کے ہوتے ہین ــ پہلی قسم صنائع معنوی کہ اون سے اَوّلًا و بالذات معانی مین خوبی حاصل ہوتی ہو اگرچہ بعض اون مین باعث تحسین لفظ بہی ہوجاوین ــ دوسری قسم صنائع لفظی کہ اون سے لفظ مین اولًا خوبی حاصل ہوتی ہو اور چونکہ لفظ معنی کا تابع ہے اسلئے کہ مقصود اصلی معنی ہے اور لفظ اوسیکے واسطے بنایا جاتا ہے اسلئے صنائع معنوی کا بیان اوّل کیا جاویگا ــ

باب اول صنائع معنوی کے بیان مین

صنعت مطابقہ

اسکو تطبیق اور تضاد اور تکافو اور طباق بہی کہتے ہین

اوسکی تعریف یہہ ہے کہ ایک کلام مین ایسے دو لفظ جمع کرین جنکے معانی باہم مخالف ہون پہر وہ دونون فعل ہون یا دونون اسم یا دونون حرف یا ایک اسم ہو اور دوسرا فعل ــ اور یہہ صنعت دو قسم کی ہے ــ ایک ایجابی اور دوسری سلبی ــ ایجابی وہ ہے کہ باوجود متضاد ہونے کے اون مین حرف نفی کا نہ ہو ــ اور سلبی وہ ہے کہ دو فعل ایک مصدر کے مذکور ہون اور اون مین ایک مثبت ہو اور دوسرا منفی ــ یا ایک امر ہو اور دوسرا نہی ــ مثال اوس طباق ایجابی کی جسمین الفاظ متضادہ دونون فعل ہون ــ جیسا آیا گیا ــ بیٹہا اوٹہا ــ سویا جاگا ــ شاہ نصیر کا شعر ؎ تو نے ایکبار نہ دیکہا نہ خوبان ہوس +

ہم تیرے مجرے کو سو بار اوٹھے اور بیٹھے * ۔ مثال دو اسمون کی یہہ شعر
ہے دی حق نے ہمین سلطنتِ بحر و برِ عشق * ہونٹونکو جو خشکی دی تو آنکھونکو
تری دی * بحر و بر ۔ خشکی و تری شیلے متقابلہ ہین ۔ مثال دو حرفونکی
ذوق کا شعر ہے نقطۂ قافِ قلم سے ہو جو تیرے ہمسر * قاف تک قاف
سے ہو بیضۂ عنقا گوہر * یہان لفظ سے ابتدا کے واسطے ہے اور تک
انتہا کیواسطے اور یہہ دونون حرف ہین جنکے معنی ایک دوسرے کے
ضد ہین ۔ مثال ایک اسم اور ایک فعل کی میر کا شعر ہے مجھکو روتا دیکھکر
وہ ہنس دیا * برق چمکی ابر باران تھم رہا * ۔ یہان روتا اسم اور ہنس دیا فعل
باہم باعتبار معنی متقابل ہین ۔ مثال طباق سلبی کی کہ ایک مثبت ہو اور
دوسرا منفی یہہ شعر سودا کا ہے فرماوگے جو تم تو اوٹھا لونگا مین پہاڑ *
پر غیر کی نجائیگی مجھسے اوٹھائی بات * ۔ یہان پہلے مصرعہ مین اوٹھا لونگا
مثبت ہے اور دوسرے مین نہ اوٹھائی جائیگی منفی ۔ مثال طباق
سلبی کی کہ ایک امر ہو اور دوسرا نہی شعر جرات کا ہے مل نہ مل پاس
میرے بیٹھ نہ بیٹھ آ کہ نہ آ * جسنے بہکایا ہے تجکو تو اوسی کے گھر جا * ۔
یہان مل اور بیٹھ اور آ تین امر ہین اور نہ مل اور نہ بیٹھ اور نہ آ
تین نہی ۔ اور طباق کی ایک اور قسم بہی ہے کہ اوسکو تدبیج کہتے ہین
۔ تدبیج کی معنی آراستہ کرنے کے ہین اور اوسکی تعریف یہہ ہے کہ تعریف

یا ہجو مین کئی رنگ ذکر کرین بقصد کنایہ یا توریہ و ایہام کی۔ کنایہ کی حقیقت اول معلوم ہو چکی۔ اور ایہام یا توریہ اسے کہتے ہین کہ کسی لفظ کے دو معنی ہون ایک قریب کہ اس مقام کے مناسب ہو اور دوسرے بعید کہ اوس مقام کے مناسب نہون اور شاعر یا متکلم معنی بعید کا قصد کرے۔ مثال تدبیج کنایہ کی آتش کا شعر ٥ نسبت اوس فتنۂ دوران سے کوئی اندہا دے * یار کی آنکہہ سیہ دیدۂ بادام سفید * یہان سیہ اور سفید مین طباق ہے اور اس مقام پر ان الفاظ کے ظاہری معنی مراد نہین ہین بلکہ غیر ظاہری کیونکہ آنکہہ سیاہ دیدۂ بینا سے کنایہ ہے اور آنکہہ سفید دیدہ نابینا سے۔ اسی قسم کا ہے یہہ شعر مومن خان کا ٥ گمان قہر سے اپنا تو رنگ زرد ہے اور * سیاہ مستی مے سے ہے چشم جانان سرخ * کیونکہ رنگ کا زرد ہونا کنایہ ہے خوف کہانے سے اور چشم کی سرخی غصہ سے۔ مثال تدبیج بطریق ایہام و توریہ کے یہہ شعر ہے ٥ دیکہنا موںہہ لال ہو جاویگے کس کس کے ابہی * سامنے میرے جو برگ سبز پان تو نے دیا * موںہہ لال ہونیکے دو معنی ہین ایک قریب یعنی سرخ ہونا موںہہ کا اور دوسرے بعید یعنی موںہہ کا لال ہونا طپانچون سے اور یہان یہہ ہی مراد ہین۔

اب سنو کہ دو صورتین مذکورہ ذیل بہی طباق ہی مین داخل ہین۔ صورت

اول یہہ کہ ایک کلام مین ایسے دو معنی جمع کرین جو باہم ضدین ہنون مگر ایک
کو اونمین دونون مین سے دوسرے کی ضد کے ساتہہ کسیطرح علاقہ ہو مثل
سببیتہ یا لزوم کے جیسا اس شعر مین ؎ اسقدر دل سخت مت کر دیکہہ تو
جلکر اوسے * رحم کے قابل ہے اب حالت تیرے بیمار کی * ۔ یہان رحم اور سخت
مین تضاد نہین ہے بلکہ سخت مقابل نرم کے ہے مگر رحم اور نرمی مین علاقہ سببیتہ
وسببیتہ کا ہے یعنی نرمی سبب ہے اور رحم مسبب ۔ اسی قبیل سے ہے یہہ گویا
کا شعر ؎ او مسیحا نہ خبر لی تو نے * وہ جو بیمار تہا لے مر ہی گیا * ۔ یہان مرنے
کے مقابل مین لفظ مسیحا کا واقع ہوا ہے اور مرنے اور مسیحائی مین کچہہ تضاد
نہین ہے بلکہ مرنے اور جینے مین تضاد ہے مگر جلانے کو حضرت مسیح کے ساتہہ
ایک علاقہ ہے کہ جلانا اونکا معجزہ تہا ۔

صورت دوم یہہ کہ کلام مین ایسے دو امر جمع کرین کہ وہ حقیقتہً اسمین مقابل ہنون
مگر اونمین دونون یا ایک کو ایسے الفاظ سے تعبیر کرین جنکے حقیقی معانی مین تضاد
ہو جیسا مصحفی کے اس شعر مین ؎ مجہے خندۂ گل پہ آتا ہے رونا * کہ اسطرح
ہنسنی کی خو تہی کسیکی * ۔ یہان گل کے کہلنے اور عاشق کے رونے مین کچہہ
تضاد نہین ہے مگر چونکہ کہلنے کو خندہ کے ساتہہ تعبیر کیا ہے اسلئے اونمین
تضاد ہو گیا ۔ اس شعر مین ایک لفظ کے مجازی معنی اور دوسرے کے حقیقی
معنی کو جمع کیا ہے اور اسیطرح اس شعر مین ؎ شبنم نے رو دیا کہ مین

اشک چکیدہ ہون + گل ہنس پڑا کر مین بہی گریبان دریدہ ہون + شبنم کے ٹپکنے اور گل کے کہلنے مین تضاد نہین ہے مگر چونکہ شبنم کے ٹپکنے کو رونے سے اور گل کے کہلنے کو ہنسنے سے تعبیر کیا تو اون دونون مین مضمون تضاد حاصل ہوگیا۔ اس دوسری صورت کو ایہام تضاد کہتے ہین کیونکہ ایہام وہم مین ڈالنے کو کہتے ہین اور اس قسم مین معانی کو ایسے الفاظ سے تعبیر کرتے ہین کہ اون مین تضاد کا وہم ہو جاتا ہے۔

صنعت مقابلہ

وہ یہہ ہے کہ دو معانی یا زیادہ کو جو ایکدوسرے کی ضد نہو اور مقابل ہون ایک جاے ذکر کرین بعد اوسکے اون معانی کو جو پہلے معانی کی ضد ہون علی الترتیب لاوین۔ اور یہہ مقابلہ کبہی دو دو اور کبہی تین تین اور کبہی چار چار مین ہوتا ہے۔ مثال دو دو کی یہہ شعر گویا کا ؎ ترک مطلب نے کیا ہے بے نیاز + ہاتہہ کہینچا پانو پہیلاتے ہین ہم + یہان ہاتہہ کے مقابل پانو اور کہینچنے کے مقابل پہیلانا ہے۔ مثال تین تین کی یہہ شعر گویا کا ؎ نگہ وابرو و مژگان نے تیرے کاوش کی + تیر نے برچہی نے تلوار نے سو نے ندیا + یہان نگہ وابرو و مژگان کے مقابل تیر و برچہی و تلوار ذکر کئی ہین۔ مثال چار چار کی یہہ شعر سودا کا ؎ یار و مہتاب و گل و شمع یہہ ہم چارون ایک + مین کتان بلبل و پروانہ بہم چارون ایک + یہان اول مصرعہ مین چار قسم کی معشوق مذکور کئی اور مصرعہ دوم مین

اونکے چار عاشق بہ ترتیب لایا ۔ مثال پانچ پانچ کی یہہ شعر گویا کا ؎ کٹی ہے گویا شب جوانی بس آن پہونچی ہے صبح پیری ✦ بہت سی کی تو نے بت پرستی بس ایک دو دن خدا خدا کر ✦ یہان کٹی بمعنی گذاری کے مقابل آن پہونچی اور شب کے مقابل صبح اور جوانی کے مقابل پیری اور بت کی مقابل خدا اور ایک کے مقابل دو ہین ۔

اب معلوم کرنا چاہیئے کہ صنعت مقابلہ ایک قسم صنعت طباق کی ہے کیونکہ مقابلہ مین بھی یہی تضاد معتبر ہے ۔

صنعت مراعاۃ النظیر

اس صنعت کا نام تناسب اور ائتلاف اور تلفیق بھی ہے ۔ اور وہ یہہ ہے کہ کئی چیزین متناسب غیر متضاد ایک کلام مین مذکور ہون ۔ غیر متضاد کی قید سے طباق نکل گیا ۔ اور اس صنعت مین کبھی تو دو چیزین متناسب مذکور ہوتی ہین اور کبھی زیادہ ۔ مثال دو کی اور تین کی شاہ نصیر کا شعر ؎ دیکھتا تاب فلک گر تیرے رخسارون کی ✦ تو شب و روز مہ و مہر کو وارا کرتا ✦ شب و روز دو چیزین باہم متناسب ہین ۔ اور فلک اور ماہ اور مہر تین چیزین مثال چار کی ذوق کا شعر ؎ خط بڑھا زلفین بڑہین کاکل بڑھے گیسو بڑھے ✦ حسن کے سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے ✦ ۔ خط ۔ زلف ۔ کاکل ۔ گیسو ۔ باہم متناسب ہین گویا ؎ ترنج زر ہین پستان اور ذقن بھی سیب سیمین ہے ✦

کوئی اوس قد سا نخل بارور ہووے تو مین جانو + ترنج ۔ سیب ۔ نخل
۔ بارور باہم متناسب ہین اور ایسے ہی زر و سیمین ۔ اور پستان و
ذقن ۔

اسی صنعت مین داخل ہے وہ صنعت جسکو تشابہ الاطراف کہتے ہین ۔
اوسکی تعریف یہہ ہے کہ کلام کو ایسی شے کے ساتہہ ختم کرین جو ابتدا سے مناسبت
رکہتی ہو جیسے یہہ شعر میر کا ھ یہان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہے
سو اتنا ہے + رات کو روز و صبح کیا یا دن کو جون تون شام کیا + ۔ یہان رات
اور شام سیہ کی مناسب ہے اور دن اور صبح سفید کی ۔ اسی قسم کا ہے یہہ
شعر ھ مکہڑا وہ غضب زلف سیہ ناک وہ کافر + کیا خاک جئی کوئی شب ایسی سحر
ایسی + ۔ یہان شب مناسب ہے زلف کے اور سحر مکہڑے کے

اور مراعاۃ النظیر مین داخل ہے وہ صنعت جسکو ایہام التناسب کہتے ہین اور وہ
یہہ ہے کہ کلام مین ایسے معانی جمع کرین کہ اونکو آپسمین کچہہ مناسبت نہو
مگر اون معنی کو جن دو لفظون سے تعبیر کرین اون دو لفظون مین ایک لفظ
ایک اور معنی رکہتا ہو کہ اوس معنی کو دوسرے لفظ کے معنی کے ساتہہ مناسبت
ہو جیسا میر کے اس شعر مین ھ میر کا ہجر مین وصال ہوا + چلو جہگڑا ہی
انفصال ہوا + ۔ یہان ہجر کو اور وصال بمعنی مرگ کو جمع کیا ہے اور ظاہر ہے
کہ ان دونون معنون مین باہم کچہہ مناسبت نہین ہے مگر وصال کے دوسرے

معنی یعنی وصل البتہ ہجر کے مناسب ہین ایسا ہی گویا کے اس شعر مین ؎
عالم ہون علم عشق کا مین کر نہ ہمسری + اے عندلیب تو ہی پہچی بوستان تلک +
- یہان عندلیب اور بوستان یعنی کتاب مشہور کو جمع کیا ہے سو اونمین کچھ
مناسبت نہین مگر بوستان کے دوسرے معنی یعنی باغ عندلیب کے مناسب
ہین اور یہہ ہی حال ہے اس شعر کا ؎ بید مجنون دیکھکر مجنون کا آتا ہے
خیال + آب شیرین گر پیون فرہاد یاد آوے مجھے + ــ اور شرح اسکی ظاہر ہے
ــ اس صنعت کو ایہام تناسب اس واسطے کہتے ہین کہ یہان فی الحقیقت تناسب
نہین ہے مگر لفظ کے دوسرے معنی تناسب کا وہم پیدا کرتے ہین جیسا ایہام
تضاد مین معلوم ہوا

صنعت مشاکلہ

وہ یہہ ہے کہ ایک شے کو اوس لفظ سے ذکر کرین جو اوسکے غیر کیواسطے
موضوع ہو اس مناسبت سے کہ دونون ایک جا مذکور ہوئے ہین جیسا
اس شعر مین ؎ بدی کی بدی سہل ہووے جزا + جو تو مرد ہے کر برے
کا بھلا + ــ بدکار سے بدی کا انتقام لینا بد نہین ہے مثلاً چور کو چوری کی
سزا دینا مگر چونکہ دونون ایکجا مذکور ہوئے ہین اسلئے بدی کے انتقام کو
بھی بدی سے تعبیر کر دیا ہے اور جیسا اس قطعہ مین ؎ کسیکے گھر گیا
مہمانِ مفلوک + تن اوسکا ضعف سے تہا غیرتِ دوک + ــ کہا یہہ میزبان نے

دیکھا اوسکو + غذا جو چاہتا ہو دل بتا دو + کہا اوسنے پکا دو ایک کرتا +
اور اوسکے ساتھہ ایک موٹا دوپٹا + ۔ یہان کورتہ اور دوپٹہ کے سینے کو
پکانے سے تعبیر کیا ہے کیونکہ مذکور پکانے ہی کا ہے

صنعت مزاوجہ

وہ یہہ ہے کہ ایسے دو معانے شرط وجزا مین واقع ہووین کہ پہلے معنی
پر جو امر مرتب ہووے وہ ہی دوسرے معنی پر مرتب ہو ۔ جیسے شعر
سعادت یار خان رنگین مین ؎ آہ کیجے تو آن جاتی ہے + ورنہ کیجے
تو جان جاتی ہے + ۔ یہان آہ کرنے اور نہ کرنے پر کسی شے کا جانا مترتب
ہوا ہے یعنی ایک پر آن کا جانا اور دوسری پر جان کا جانا

صنعت اِرصاد

اسکے لغوی معنی رستے مین نگہبان بٹھانیکے ہین اور اصطلاحی یہہ کہ
شعر مین قبل ختم کلام ایسا لفظ لاوین جس سے معلوم ہو جاوے کہ مصرع ثانی
کے آخر مین فلان لفظ ہوگا اور یہہ امر جب ہوگا کہ اس شعر کے قافیہ
کا حرف اخیر معلوم ہو ورنہ لفظ اخیر معلوم نہو سکے گا جیسے غالب کے ان
اشعار مین ؎ غیر لین محفل مین بوسے جام کے + ہم رہین یون تشنہ
لب پیغام کے + رات پی زمزم پہ مے اور صبحدم + دہوئے دہبے جامہ
احرام کے + دلکو آنکھون نے پہنسایا کیا مگر + یہہ بھی حلقے ہین تمہارے دام

کے ÷ شاہ کے ہے غسل صحت کی خبر ÷ دیکہئے کب دن پہرین حمام کے ÷
عشق نے غالب نکما کردیا ÷ ورنہ ہم بہی آدمی تہی کام کے ÷ - جب
معلوم ہوا کہ مدار قافیہ کا اس زمین مین حرف میم پر ہے مثل حام و پیغام
وغیرہ کے تو دوسرے شعر کے مصرعہ اول مین لفظ زمزم قرینہ ہے اس
بات کا کہ قافیہ شعر احرام ہوگا ایسا ہی تیسرے شعر مین لفظ پہنسایا قرینہ ہے
دام کے قافیہ ہونیکا - اور چوتہے شعر مین غسل صحت سے معلوم ہوتا ہے
کہ قافیہ حمام ہوگا - اور پانچوین شعر مین لفظ نکما باآواز بلند پکارتا ہے کہ قافیہ
اس شعر کا لفظ کام ہوگا - یہہ ہی حال ہے ذوق کے ان اشعار کا ۵
کیا ٹھہرے وقفہ ہے ابہی آنے مین اونکے ÷ اور دم میرا جانے مین توقف نہین
کرتا ÷ تا صاف کرے دل نہ مئی صاف سے صوفی ÷ کچہہ سود و صفا علم تصوف
نہین کرتا ÷ شعر اول مین لفظ وقفہ قرینہ ہے توقف کے قافیہ کا -
اور شعر دوم مین الفاظ صاف و صوفی قرینہ ہین اس بات کے قافیہ
اس شعر کا تصوف ہوگا -

صنعت عکس و تبدیل

وہ یہہ ہے کہ اولاً کلام مین ایک جزو کو لاوین اور بعد ازان اول کو ثانی
اور ثانی کو اول کردین - اوسکی کئی قسمین ہین ایک یہہ کہ وہ جزو وطرفین
جملہ مین سے درمیان ایک طرف اور اوسکے مضاف الیہ کے واقع ہوجیا

اس مثال مین (کلام الملوک ملوک الکلام) یہان کلام دو طرفون جملہ سے ایک طرف ہے اور ملوک مضاف الیہ اوس طرف کا ہے اور ان مین عکس واقع ہوا ہے کہ اولاً کلام کو ملوک سے مقدم لائے اور بعد ازان ملوک کو مقدم کر دیا دوسرے یہہ کہ وہ جز و متعلق ہو دو معنون سے جو دو جملون مین واقع ہوئے ہین جیسا یون کہین کہ (خداوند تعالی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے) مثلاً انڈے کو مرغی سے اور مرغی کو انڈے سے یہان زندہ اور مردہ متعلق ہے نکالتا ہی کی اور اولاً زندہ مقدم مردہ سے لائے اور بعد ازان مردہ کو زندہ سے مثال عکس کی اشعار مین یہہ شعر ؎ دیر کو کعبہ کرے کعبہ کو دیر * غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر * ذوق ؎ نکالون کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانانکو * نہ پیکان دلکو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو * ایضاً ذوق ؎ نیت نیک تیرے آئینہ حسن عمل * عمل خیر تیرا جلوہ حسن نیت * ایضاً ذوق ؎ ہم اور غیر یکجا دونون بہم نہون گے * ہم ہون گے وہ نہون گے وہ ہونگے ہم نہونگے * اسی قسم کے ہین یہہ دو شعر ؎ یہہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہان پائی * یوسف نے کہان پائی یہہ خوبی و زیبائی * عرق آجائے گلشن کو جو دیکھے روے روشن کو * جو دیکھے روے روشن کو عرق آجائے گلشن کو *

صنعت رجوع

یہہ ہے کہ اول ایک کلام بولین اور بعد ازان لوٹ کر اوسکو باطل کر دین بخیال کسی نکتہ کے جیسا اس شعر مین ؎ ماہ ہے تو پر کہان ہے ماہ کی یہہ چشم و زلف * سرو ہے تو پر کہان وسمین یہہ رفتار و ادا * اول معشوق کو ماہ کہا اور پہر اوس سے رجوع کیا اسوجہہ سے کہ اسکی معشوق کیسی چشم و زلف نہین ہے۔ ایسا ہی اوسکو سرو کہکر اپنے کلام کو باطل کر دیا اس خیال سے کہ سرو مین یار کیسی رفتار و ادا نہین ہے۔ فائدہ اس رجوع کا اظہار اس امر کا ہے کہ معشوق ماہ و سرو سے اچہا ہے ایسا ہی حال ہے ان دونون شعرون مین ؎ رخ تیرا ہے ماہ یا خورشید پر ہے یہہ غلط * دلستانی اسقدر مہ مین کہان خور مین کہان * قد ہے تیرا ایک صنوبر باغ عالم مین ولی * راستی جو ہے تیرے قد مین صنوبر مین کہان * ایضاً ناسخ ؎ ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اوسکا رو نہین * ماہ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہین *

صنعت توریہ جسی ایہام بہی کہتے ہین

یہہ ہے کہ ایک لفظ ایسا بولین جسکے دو معنی ہون ایک قریب یعنی مشہور وکثیر الاستعمال دوسرے بعید غیر مشہور وقلیل الاستعمال اور مراد معنی بعید ہون باعتماد کسی قرینہ کے

یہہ صنعت دو طرح پر ہوتی ہے ایک یہہ کہ کلام مین معنی قریب کے مناسبات

مذکور نہون اسکو ایہام مجرد کہتے ہین جیسے اس شعر مین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے ؎ بستے ہین تیرے سایہ مین سب شیخ و برہمن * آباد ہے تجھہ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا * سایہ کے دو معنی ہین ایک قریب یعنی یہہ ہی سایہ متعارف جو دہوپ کی ضد ہے ۔ دوسرے بعید یعنی حمایت اور یہان مراد یہہ ہی ہے اور اس شعر مین معنی قریب کی مناسبات کچہہ بہی مذکور نہین ہین ۔ دوسرے یہہ کہ کلام مین معنی قریب کے مناسبات مذکور ہون اوسکو ایہام مرشح کہتے ہین جیسا درد کے اس شعر مین ؎ کونسا دل ہے وہ کہ جسمین آہ * خانہ آباد تو نے گہر نہ کیا * گہر کرنیکے دو معنی ہین قریب یعنی گہر بنا لینے کے اور بعید بمعنی تمکن و تصرف کے اور یہان لفظ خانہ اور آباد مناسبات معنی قریب مذکور ہین یہہ ہی حال ہے اس شعر کا ؎ دل جو دیکہا تو صنم خانہ سے بدتر نکلا * لوگ کہتے ہین کہ اس گہر مین خدا رہتا ہے * خدا کا رہنا بمعنی متصرف ہونیکے ہے اور یہہ معنی بعید ہین اور معنی قریب سکونت اور استقرار کے ہین ۔ اور یہان مناسبات معنی قریب یعنی گہر اور صنم خانہ مذکور ہین

صنعت استخدام

وہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنی ہون ۔ ایک معنی تو اوس لفظ سے مراد لین اور دوسرے معنی اوس ضمیر سے جو اوس لفظ کی طرف راجع ہو ۔ یا اوس لفظ کیطرف دو ضمیرین عائد ہوتی ہون تو ایک ضمیر سے ایک معنی مراد لین اور دوسری ضمیر سے دوسرے معنی ۔ مثال

اول کی ہے یہہ شعر ع سایہ فگن ہو بینے کہا ہم یہ اوپری + بولا کہ اوسکی سایہ سے پرہیز چاہیئے + لفظ پری سے معشوق مراد ہے اور ضمیر اوسکی سے مراد پری حقیقی ہے کیونکہ پری کے سایہ سے پرہیز کرتے ہین نہ معشوق کے سایہ سے ۔ مثال دوم کی ہے یہہ شعر ع گل خوش رہے اور اوسکا گلشن + گو اوسنے ہمین نہ موںہہ لگایا + گل کے دو معنی ہین ایک حقیقی یعنی گلاب کا پہول اور دوسرا مجازی یعنی معشوق ۔ یہان ضمیر مصرعہ اول یعنی اوسکا راجع ہے گل حقیقی کیطرف اور ضمیر مصرعہ دوم یعنی اوسنے عائد ہوتی ہے معشوق کیطرف ۔

صنعت لف و نشر

لف لغت مین بمعنی لپیٹنے کے ہین اور نشر بمعنی پراگندہ کرنیکے ۔ اور لف و نشر کی تعریف اصطلاح مین یہہ ہے کہ پہلے کئی چیزین مذکور کرین اوسکو لف کہتے ہین اور بعد اوسکے ہر ایک کے منسوبات و متعلقات کو بغیر تعین بیان کرین اوسکو نشر کہتے ہین

اور تعین کا نکرنا اس اعتماد پر ہے کہ سننے والا ہر ایک منسوب کو اوسکے منسوب الیہ سے متعلق کرلیگا ۔ یہہ صنعت دو قسم پر ہے ایک مرتب اور دوسری غیر مرتب ۔ مرتب یہہ ہے کہ جس ترتیب سے لف ہے اوسی ترتیب سے نشر بہی ہو جیسے سودا کے اس شعر مین ع یار و مہتاب و گل شمع یہہ ہم

ہم چاروں ایک + مین کتان بلبل و پروانہ ہم چاروں ایک + اول مصرعہ مین
چار چیزین بطور لف اور مصرعہ دوم مین چار نشر اوسی ترتیب سے مذکور ہین۔
اپنے تئین یار کے ساتھہ اور کتان کو مہتاب کے ساتھہ اور بلبل کو گل کے
ساتھہ اور پروانہ کو شمع کے ساتھہ منسوب کیا ہے علی الترتیب ایسا ہی گویا
کے اس شعر مین ؎ صدمۂ تیغ سے اور فرط نزاکت کے سبب + پہلے
مین کر پڑا اور یار گرا میرے بعد + ۔ اور شرح ظاہر ہے اور غیر مرتب
وہ ہے کہ نشر کی ترتیب لف کے ترتیب کے موافق نہ ہو۔ اوسکی دو قسمین
ہین ایک یہہ کہ لف کی ترتیب کو نشر مین اولٹ دین یعنی جو لف مین سب سے
اول ہے نشر مین سب سے اخیر ہو وعلی ہذا القیاس اوسکو معکوس الترتیب
کہتے ہین جیسے اس شعر مین ؎ روے تابان زلف مشکین قامت رعنا
تیرا + سرو ہے سنبل ہے اور خورشید عالمتاب ہے + اور بہترین اقسام
اس قسم کی وہ ہے کہ ایک کلام مین کئی لف اور کئی نشر جمع ہون اسطرح پر
کہ ایک نشر بہ نسبت دوسرے نشر کی لف بن جاوے جیسا اس شعر مین ؎
کیونکہ چین آوے کہ رہتا ہے ہمیشہ ہجر مین + سوز و نالہ داغ و غم سے دل کو
جان زار کو + ۔ سوز بسبب داغ کے دل کو ہے اور نالہ بسبب غم کے جانکو۔
دوسری قسم یہہ ہے کہ نشر کی ترتیب نہ لف کی ترتیب کے موافق ہو اور نہ
ٹھیک اولٹی ہو بلکہ اوسکی ترتیب درہم و برہم ہو جیسے اس شعر مین ؎ تیرے

دندان و لب لئے کر دیا بیقدر عالم مین ✤ گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان

کو ✤ - یہان گوہر و لعل نشر مرتب ہے اور یاقوت کو وہیرے کو غیر مرتب

کیونکہ یاقوت جو نشر مین اول مذکور ہوا منسوب ہے لب کیطرف جو لف مین دوم

مذکور ہے اور ہیرا جو نشر مین دوم مذکور ہوا منسوب ہے دندان کیطرف جو لف

مین اول مذکور ہے - ایسا ہی ہے گویا کے اس شعر مین ؎ نگہ و ابرو

و مژگان نے تیرے کاوش کی ✤ تیر نے برچھی نے تلوار نے سو نے نہ دیا ✤

تیر نگہ کیطرف اور برچھی مژگان کیطرف اور تیغ ابرو کیطرف بطور غیر مرتب

منسوب ہے

صنعت جمع

وہ یہہ ہے کہ دو یا زیادہ چیزون کو ایک حکم مین جمع کرین جیسا نسیم

کے اس شعر مین ؎ معمول سے بزم مین ہوئے جمع ✤ مینا و کباب و مجمر و

شمع ✤ مینا و کباب و مجمر و شمع کو جمع ہونے کے حکم مین جمع کر دیا ہے -

ایسا ہی گویا کے اس مصرعہ مین جو اوپر مذکور ہوا ؎ تیر نے برچھی نے

تلوار نے سو نے نہ دیا ✤ تیر اور برچھی اور تلوار کو سو نے نہ دینے کے حکم مین

جمع کر دیا ہے -

صنعت تفریق

یہہ ہے کہ ایک طرح کی دو چیزون مین فرق ظاہر کیا جاوے جیسا ذوق

کے اس قطعہ مین ع مانا اگر بلندی شان و شکوہ مین + ہاتھی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسمان + پر اوسکے نقش پا کی مقابل بنا سکے + چار آفتاب ایک جگہ کیونکر آسمان + آسمان ور ہاتھی بلندی شکوہ مین مشابہ ہین مگر اون دونون مین یہہ فرق ظاہر کر دیا کہ ہاتھی اپنے نقش پا سے ایک جگہ چار آفتاب بنا دیتا ہے اور آسمان ایسا نہین ہے ایسا ہی نہے اوسکا یہہ شعر ع دون تیرے گھوڑے کو کیونکر مین پری سے نسبت + نہ یہہ صورت نہ یہہ رفتار نہ یہہ ڈول نہ ڈیل + گھوڑا اور پری تیزی رفتار مین کسیقدر مشابہ ہین مگر چار چیزون مین گھوڑا پری سے زیادہ ہے جسکا بیان مصرعہ دوم ہے

صنعت تقسیم

وہ ہے کہ اول چند چیزین ذکر کرین اور بعد ازان ہر ایک کے منسوب کو علی التعین لاوین اور تعین سے لف و نشر خارج ہو گیا مثال تقسیم کے یہہ شعر ہے ع تیرا ہنسنا میرے رونیکے برابر ہو گیا + اوسنے مارا خلق کو اسنے ڈبویا ایک جہان + اول معشوق کا ہنسنا اور اپنا رونا ذکر کیا بعد ازان اوسکے ہنسنے کیطرف مارنا خلق کا نسبت کیا اور اپنے رونے کیطرف ڈبونا ایک جہان کا۔ ایسا ہے یہہ شعر شہید یکا ع چار بوسون پر ہین نوکر اوس بت طناز کے + شام کے دو صبح کے دو روز کے دو شب کے دو +

اور شرح ظاہر ہے۔ اور کبھی صنعت تقسیم اسطرح مستعمل ہوتی ہے کہ اول ایک چیز اور اوسکے مناسب کو ذکر کرین اور بعد ازان دوسری چیز اور اوسکے مناسب کو جیسا آتش کے اس شعر مین ؎ جواہر گریہ کنان ہے تو برق خندان ہے ٭ کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری ٭ یہان ابر ذکر کیا اور اوسکی طرف رونا منسوب ہوا اور برق لاے اور اوسکی طرف خندان ہونیکی نسبت کردی اور بعد ازان رونے کو اپنی طرف اور ہنسنے کو معشوق کی طرف منسوب کیا

صنعت تقسیم مسلسل

وہ یہہ ہے کہ اول ایک چیز ذکر کرین اور بعد ازان اوسکا مناسب اور پھر اوس مناسب کو مکرر لاوین اور اوس مناسب کا مناسب اوس کیطرف منسوب کرین اور اسیطرح جیسے ذوق کے اس بند مین ؎ بخار ارض سے
تا ابر ہوا اور ابر مین پانی ٭ روان پانی سے تا دریا ہوا اور دریا کو طغیانی ٭
زمین مین تا ہو کان اور کان مین جوہر کانی ٭ بے جوہر ہو قیمت او قیمت کو فراوانی ٭
تیری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو ٭ تیرے قبضہ مین بحر بگہر ہو کان پر زر ہو ٭
یہان اول شعر ایک سلسلہ ہے اور دوسرا شعر دوسرا سلسلہ۔

صنعت جمع و تفریق

وہ ہی کہ دو چیزونکو ایک معنی مین شریک کرین اور بعد ازان وجہ اشتراک مین

تفریق کردی جاوے مثلاً اس شعر مین ؎ مسلمان اور کافر سجدہ کرتے سب
ہین پتہر کو* اوسے وہ کعبہ کہتے ہین اسے بت نام کرتے ہین* اول مصرعہ مین
مسلمان اور کافر کو جمع کیا ہے سجدہ کرنے مین اور مصرعہ دوم مین دونون کا
فرق بیان کردیا ہے

صنعت جمع و تقسیم

وہ یہہ ہے کہ چند چیزین ایک حکم مین جمع کرین اور پہر اونکی تقسیم کیجاوے
یا اوسکا عکس کہ اول تقسیم کرین اور پہر جمع مثال اول کی شعر آتش کا
؎ اسیر اے دوست تیرے عاشق و معشوق دونون ہین* اسے عشق
آہنی زنجیر کا اوسکو طلائی کا* اول اسیر ہونے مین عاشق و معشوق کو
جمع کیا بعد ازان اون کے اقسام اسیری کو تقسیم کیا یہہ ہی حال ہے اس
شعر مین ؎ تجہے اور تیرے دشمن کو سدا ہے اوج عالم مین* تجہے تخت
خلافت پر اوسے دار سیاست پر* مثال دوم کی یہہ شعر ؎ دشمن کے
دوست دوست کے دشمن ہین یہ سبب* دیکہو یہہ خوبرویون کی عادت
عجیب ہے*۔ اول خوبرویونکی صفت کو تقسیم کیا دشمنی دوستان اور دوستی
دشمنان کیطرف اور پہر اونکو جمع کردیا ایک عادت مین یعنی یہہ عادت اون
سب کی ہے

صنعت جمع و تفریق و تقسیم

وہ ہے کہ جسمین تینون صنعتین استعمال کیجاوین جیسا اس قطعہ مین ؎ میری آہ اور تیری کاکل ہے سنبل شکل مین لیکن * وہ خار سوختہ یہہ شاخ سرو جوباری کی * سدا اوس خار سے دوزخ کو ہے امید آتش کی * سدا اوس شاخ سے جنت کو خواہش آبیاری کی * مصرعہ اول شعر اول مین صنعت جمع اور دوسرے مصرعہ مین صنعت تفریق اور شعر دوم مین صنعت تقسیم ہے اسی قسم کا ہے یہہ قطعہ ؎ سب سخی ہین ابر و دریا اور وہ عالیجناب * پاوین فیض ان سے نباتات اور غواص و گدا * پر کرے ہے نالہ دریا ابر روئی وقت فیض * با لب خندان وہ بخشے لعل و گوہر دائما * شرح ظاہر ہے

صنعت تجرید

یہہ ہے کہ ایک شے صاحب صفت سے دوسری شے اوسی کے مانند یعنی اوسی صفت کے ساتھہ موصوف حاصل کرین بقصد مبالغہ واسطے اظہار اس امر کے کہ وہ شے صاحب صفت اس صفت مین ایسی کامل ہے کہ اوس سے اوسی صفت کی دوسری شے نکل سکتی ہے۔ تجرید کی کئی قسمین ہین ایک یہہ کہ بذریعہ لفظ سے کہ اردو مین حرف آز کا ترجمہ ہی ہو مثلاً اس شعر مین ؎ چہرۂ انور سے تیرے ماہ کامل آشکار * اور گیسوئے معنبر سے شب یلدا عیان *۔ یہان چہرہ کے نور اور زلف کی سیاہی مین مبالغہ مدنظر ہے یعنی چہرہ نورانیت مین اور زلف سیاہی مین ایسے کامل ہین کہ اول سے ماہ

کامل اور دوسری سے شب تاریک حاصل ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہہ کہ بوسیلہ لفظ نکلا کے ہو جیسا اس شعر مین ع مہر کی تجہسے توقع نہی ستمگر نکلا* موم سمجہے تہے تیرے دلکو سو پتہر نکلا* یہان معشوق کی ستمگری مین مبالغہ منظور ہے کہ وہ اس وصف مین ایسا کامل ہے کہ اوسمین سے ایک جداگانہ ستمگر حاصل ہو سکتا ہے۔ تیسرے یہہ کہ بذریعہ لفظ مین ہو جو حرف درکا ترجمہ ہے جیسا اس شعر مین ع ہے کوچۂ جانان مین جنت کا سراغ اونکو* عشاق تو اب وہان سے مرکر بہی نہ نکلین گے*۔ یہان اظہار اس امر کا منظور ہے کہ کوچۂ جانانمین سامان عیش اس کثرت سے جمع ہین کہ اوسمین سے جنت حاصل ہو سکتی ہے خلاصہ یہہ ہے کہ وہ جنت سے بہی زیادہ ہے۔ چوتہے یہہ کہ کسی حرف کا واسطہ نہو جیسی اس شعر مین ع قاصد جو وہان سے آیا تو شرمندہ مین ہوا* بیچارہ سینہ چاک گریبان دریدہ تہا* قاصد کو بیچارگی مین ایسا کامل قرار دیا ہے کہ اوس سے ایک بیچارہ جدا حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہان واسطہ کسی حرف وغیرہ کا نہین ہے۔ پانچوین یہہ کہ کوئی شے بطریق کنایہ کے حاصل ہو مثلاً یون کہین کہ زید بدصورت آدمی کے ہاتہ کے بیر نہین کہاتا یا بخیل کے ہاتہ کا پانی نہین پیتا۔ اول مثال مین زید مین سے ایک خوبصورت آدمی اور دوسری مثال مین اوسمین سے ایک سخی حاصل کیا ہے بطریق کنایہ کے کیونکہ جب زید سے بدصورت آدمی

کے ہاتھہ کے بیر کھانے کی اور بخیل کے ہاتھہ کا پانی پینے کی نفی کی تو اس سے
ثابت ہوا کہ زید خوبصورت آدمی کے ہاتھہ کے بیر کھاتا ہے اور اوسکے ہاتھہ
کا پانی پیتا ہے۔ اور معلوم ہے کہ وہ اپنے ہاتھہ کے بیر اور اپنے ہاتھہ کا
پانی پیتا ہے پس اوسکی خوبصورتی اور سخاوت بطریق کنایہ ثابت ہوگئی۔
اور جیسا اس شعر مین ؎ دیکھتا آئینہ ہر دم یہہ نہین ہے بوجہ * ظاہرا
وہ بہی ہین عاشق کسی مہ پارہ کے * ۔ آئینہ دیکھکر کسی مہ پارہ پر عاشق ہونا
ظاہر ہے کہ اپنی اوپر عاشق ہوتا ہے کیونکہ آئینہ مین صورت اپنی ہی نظر آتی ہے،
پس معشوق سے ایک مہ پارہ ایسا حاصل کیا ہے کہ وہ اوسپر عاشق ہوگیا ہے
۔ چھٹے یہہ کہ کوئی شخص اپنے آپ سے باتین کرے ۔ اور وجہ تجریدکی
اس صورت مین یہہ ہوتی ہے کہ وہ شخص اپنی ذات سے ایک اور آدمی
حاصل کرتا ہے اور پہر اوسکو خطاب کی باتین کرنے لگتا ہے جیسا ذوق
کے اس شعر مین ؎ پی بہی جا ذوق نکر پیش و پس جام شراب * لب پہ تو
تیرے دلمین ہوس جام شراب * ۔ یہان شاعر نے اپنی ذات سے ایک
ایسا شخص الگ کرلیا جو اوسکی مانند دل مین ہوس شراب پینے کی کہتا ہو
اور زبان سے لفظ توبہ رکہتا ہو بعدازان اوسکو مخاطب بنایا ۔ اسی
قسم سے وہ جو مقطع غزل مین شاعر اپنا تخلص ذکر کرکے خطاب کرتا ہے
۔ مومن خان ؎ او مومن تمہین بہی کہلادین * سیر بتخانہ مین خدائی کی *

شہیدی ؎ عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر ✤ تجہسے کیا ضد
ہتی اگر تو کسی قابل ہوتا ✤ غالب ؎ ریختہ کے تمہین اوستاد نہین ہو غالب ✤
کہتے ہین اگلے زمانے مین کوئی میر ہی تہا ✤

صنعت مبالغہ مقبولہ

مبالغہ کے یہہ معنی ہین کہ کسی وصف کی شدت یا ضعف کا اوس حد تک دعوی کرین کہ وہان تک اوسکا پہونچنا بعید ہو یا محال تاکہ سامع کو یہہ گمان نہ ہے کہ اوس صف کی شدت یا ضعف کا کوئی مرتبہ باقی ہے۔ یہہ تین طرح ہو سکتا ہے ایک یہہ کہ اوس حد تک پہونچنا موافق عقل اور عادت کے ممکن ہو اوسکو تبلیغ کہتے ہین جیسا ذوق کے اس شعر مین ؎ تیرا دروازۂ دولت ہے مقام امید ✤ تیرا دیوان عدالت ہے محل عبرت ✤ کسی کی در دولت کا مقام امید ہونا اور دیوان عدالت کا محل عبرت ہونا عقلاً و عادۃً ممکن ہے۔ دوسرے یہہ کہ باعتبار عقل کی ممکن ہو اور بلحاظ عادت کے محال اوسکو اغراق کہتے ہین جیسا ذوق کے اس شعر مین ؎ علم ظاہر سے ہے یکسان تجہے دور و نزدیک ✤ نور باطن سے برابر ہے حضور و غیبت ✤ بذریعہ علم ظاہر دور و نزدیک کا یکسان ہونا اور ایسا ہی نور باطن سے حضور و غیبت کے مساوات عقلاً ممکن ہے اور عادۃً محال۔ تیسرے یہہ کہ باعتبار عقل اور عادت کے محال ہو اوسکو

غلو کہتے ہین جیسا ذوق کے اس شعر مین ؎ روش شیشہ ہر ایک سنگ ہو ریزہ ریزہ + پڑے البرز پہ گر گرز کی تیرے ضربت + گرز کی ضربت سے تمام البرز کے پتھرونکا ریزہ ریزہ ہوجانا نہ عقلاً ممکن ہے نہ عادۃً بلکہ محال ہے اسی قسم کے ہین یہہ اوسکی اشعار ؎ وہ تیری تیغ کی برش ہے کہ سایہ جسکا + کردے ایکدم مین ہیولی سے مفارق صورت + کسر کشف وار چھپاتا ہے فلک یر سپر + کیا غضب ہے تیری شمشیر غضب کی ہیبت + اب جانو کہ منجملہ اقسام مبالغہ کی تبلیغ اور اغراق دونون مقبول ہین اور تیسری قسم یعنی غلو جب مقبول ہوتی ہے کہ کوئی ایسا لفظ ذکر کرین کہ اوسکو قرین صحت کے کردے جیسا لفظ گویا کا اس ذوق کے شعر مین ؎ یہہ جوش نسرین و سمن یہہ لالہ و گل کا چمن + گلشن ہین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق + ـ یہان جوش نسرین و سمن اور لالہ و گل کے چمن کا نور سحر اور رنگ شفق ہوجانا عقلاً و عادۃً محال ہے مگر لفظ گویا نے اس غلو کو مقبول کردیا ـ اور ایسا ہی ہے اوسکے اس شعر مین ؎ کیا عجب رحمت باری سے کہ وقت باران + ابر مردہ سے ہی ہو قطرہ فشان آب زلال + ابر مردہ سے آب زلال کا قطرہ فشان ہونا عقلاً و عادۃً محال ہے مگر لفظ کیا عجب نے اوسکو قرین صحت کردیا ہے ـ اور دوسری صورت مقبول ہونے غلو کی یہہ ہے کہ اوسمین خیالات نازک اور لطیف ہون تاکہ اون

خیالات کے لطافت کے سبب وہ مبالغہ باوجود قرین صحت نہونیکے مقبول طبائع اہل بلاغت ہوجاوے جیسا اس شعر مین ذوق کے ٥ طائر روح عدو کے لئے صیاد اجل + سبزۂ تیغ مین جوہر سے لگا رکہتا ہی جال + تیغ مین جوہر کا جال لگانا طائر روح عدو کیواسطے عقلاً و عادۃً محال ہے مگر چونکہ یہہ خیال لطیف و نازک ہے اسلئے مقبول ہے۔ تیسری صورت مقبول ہونے اس قسم کے مبالغہ کی یہہ ہے کہ کلام بطور ہزل واقع ہو جیسے سودا کے ان اشعار مین جو کہوڑے کی ہجو مین ہین ٥ کم رو ہے اسقدر کہ اگر اوسکی نعل کا + لوہا کلا کے تیغ بناوے کہولہار + ہے لکو یہہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ + رستم کے ہاتہ سے نہ چلے وقت کارزار + گر باندہ کر سمند لہ سے پہینکدین اوسے + ٹہیکے بغیر تین اوتر یگا نہ پار + یہان کہوڑے کی کم روئی مین مبالغہ بطور غلو ہے مگر چونکہ بطریق ہزل ہے اسلئے مقبول ہے۔

صنعت مذہب الکلامی

وہ ہے کہ کلام دلیل پر مشتمل ہو یعنی اوس سے نتیجہ بطور اہل کلام بطریق قیاس نکلتا ہو گو مقدمات قیاس غیر یقینی مشہورات سے ہون جیسے ذوق کے اس شعر مین ٥ ہے تیرے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی + فیلسوفی ہے حکیمون کی خلا کہنا محال + اس شعر مین قیاس کی صورت یہہ ہے

اگر خلا محال ہوتا تو تیرے عہد مین زمانہ فتنہ سے خالی نہوتا لیکن تیرے عہد مین تو زمانہ فتنہ سے خالی ہے پس خلا محال نہین ہے۔ اسی قسم کا ہے یہہ وتق کا دوسرا شعر ف تیری شمشیر کو ہی خون عدو روز مباح + یہہ غلط تیسرے دن ہوتا ہے مردار حلال + صورت دلیل ہے اگر مردار تیسرے دن حلال ہو تو تیری شمشیر کو خون عدو روز حلال نہو لیکن تیری شمشیر کو تو خون عدو روز حلال ہے پس مردار کا تیسرے دن حلال ہونا غلط ہے۔ سودا ف اگر عدم سے نہو ساتھہ فکر روزی کا + تو آب و دانہ کو لیکر گہر نہو پیدا + اسمین صورت دلیل یہہ ہے کہ اگر عدم سے فکر روزی کا ساتھہ نہو تو گوہر آب و دانہ کو لیکر عدم سے پیدا نہو لیکن گوہر آب و دانہ لیکر پیدا ہوتا ہے پس فکر روزی کا عدم سے ساتھہ ہے

صنعت حسن التعلیل

اوسکو کہتے ہین کہ کسی وصف کیواسطے کسی اعتبار سے کوئی شے علت ٹہراوین کہ وہ شے حقیقت مین اوسکی علت نہو۔ یہہ چار قسم پر ہے کیونکہ وہ وصف جسکے واسطے کسی شے کو علت ٹہرایا ہے فی نفسہ ثابت ہے یا نہین اگر وہ وصف فی نفسہ ثابت ہے تو وہان اوس وصف کیواسطے فقط علت کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور اگر وصف ثابت نہین ہے تو وہان بیان علت سے اوس وصف کا ثابت کرنا منظور ہوتا ہے۔ اور وہ وصف کہ فی نفسہ ثابت ہو اور اوسکے واسطے علت کا ثابت کرنا مقصود ہو دو طرح پر ہے اول

یہہ کہ سواے اوس علت ٹھہرائی ہوئی کے اوس وصف کیواسطے عادۃً کوئی اور علت بہی ظاہر ہو۔

دوم یہہ کہ سواے اوسکے کوئی اور علت عادۃً ظاہر نہو اگرچہ فی الواقع اوسکی کوئی علت ہو۔ اور وہ وصف کہ فی نفسہ ثابت نہین ہے اور علت کے بیان کرنے سے اوسکا ثابت کرنا مطلوب ہوتا ہے، وہ بہی دو طرح پر ہے ایک یہہ کہ اوس وصف کا موجود ہونا ممکن ہو اور دوسرا یہہ کہ وہ محال ہو

۔ اب تفصیل ہر ایک قسم کے اقسام چہارگانہ سے سنو۔ پہلی قسم یعنی وہ وصف ثابت ہو اور علت مذکورہ کے سواے اوسکے اور علت بہی ظاہر ہو جیسا ذوق کے اس شعر مین ؎ اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ھے ✤ کہ تا ہو جاے لذت آشنا تلخی دوراں سے ✤ دایہ کا طفل کو افیون دینا ایک وصف ثابت ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ وہ بقصد خواب استراحت طفل ہوتا ھے مگر شاعر نے اوسکے علت یہہ ٹھہرائی ھے کہ طفل تلخی مصائب زمانہ سے واقف ہو جاوے اور اسی قسم کے ہین اوسکے یہہ اشعار ؎

عدل کے لفظ کو دیتا نہین نقطہ کوئی ✤ عدل سے تیرے جو موقوف ہی رسم رشوت ✤ کہلے ہی جاتے ہین سب غنچہ نہ ہے جوش نشاط ✤ لوٹے ہی جاتے ہین گل بل بے ہنسی کی شدت ✤ سیلی سینہ پہ نہ تہی جعد پس پشت کا عکس ✤ نظر آتا تہا صفائی سے الف کی صورت ✤ اول شعر مین عدل کے لفظ کو نقطہ نہ دینا ایک

اصطلاح پر موقوف ہے کہ یہہ لفظ حروف مہملہ سے مرکب ہے شاعر نے اوسکی
وجہ موقوفی رسم رشوت ٹھہرائی ہے ۔
دوسرے شعر مین غنچونکا کھِلنا اور کلونکا بسبب اپنے ہجوم کے جھکجانا
باعث جوش بہار کے ہے شاعر نے اوسکے وجہ جوش نشاط اور ہنسی کی
شدت بیان کی ہے ۔ اور اسیطرح بیان شعر سوم بھی ظاہر ہے ۔
دوسری قسم یعنی وہ کہ وصف ثابت ہوا ور علت مذکورہ کی سواے کوئی
اور علت ظاہر نہو جیسا ذوق کے اس شعر مین ؎ فلک پہ کرتا ہے جُرم
اداجو سجدۂ شکر ٭ نشان سجدہ ہے زیب جبین ماہ منیر ٭ ۔ ماہ کی پیشانی پر
سیاہ نشان یعنی کلف کا ہونا ایک وصف ثابت ہے اور اوس نشان کے
ہونیکی کوئی وجہ ظاہر نہین ہے مگر شاعر نے یہہ ٹھہرالیا کہ یہہ نشان سجدہ
ممدوح ہے ۔ تیسری قسم یعنی وصف ثابت نہوا ور وجود اوسکا ممکن ہو
جیسا ذوق کے اس شعر مین ؎ نام یون پستی مین بالا تر ہمارا ہوگیا ٭
جسطرح پانی کنوئین کی تہ مین تارا ہوگیا ٭ ۔ پستی سے رتبہ کا عالی ہونا ایک
وصف غیر ثابت ہے کیونکہ غالب و متبادر یہہ ہے کہ پستی سبب ذلت ہو لیکن
یہہ امر ممکن ہے کہ پستی سبب علو رتبہ ہوجاوے چنانچہ شاعر نے اوسکی علت
مصرع ثانی مین مذکور کردی یعنی جب پانی بسبب پستی کے کنوئین کی تہ مین
بہت نیچا ہوگیا تو اوسکو یہہ کہنے لگے کہ وہ تارا سا معلوم ہوتا ہے پس

پستی باعث بلندی علو مرتبہ ہوگئی۔ اور اسی قسم کا ہے یہہ شعر ناسخ کا جسکا مضمون خلاف شعر اول ہے۔ سچ ہے ؎ ہر گلی رارنگ و بوئے دیگر ست ؎ مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہوگیا + آفتاب اتنا ہوا اونچا کہ تارا ہوگیا + اور شرح اسکی ظاہر ہے۔

چوتہی قسم یعنی وصف غیر ثابت و محال ہو جیسا اس شعر مین ؎ مسی آلودہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے تہ آتش دخان ہے + آتش کے نیچے دخان کا ہونا وصف غیر ثابت اور محال ہے بلکہ آتش نیچے اور دخان اوپر ہوتا ہے مگر مصرعہ اول نے اوسکا امکان ظاہر کردیا اسی قسم کا ہے یہہ شعر ذوق کا ؎ نہین یہہ جوش گل و لالہ نکل آیا ہے + دادخواہی کے لئے خاک سے خون ہابیل + خون ہابیل کا خاک سے نکل آنا ایک وصف غیر ثابت و محال ہے لیکن شاعر نے جوش گل و لالہ سے اوسکا امکان ثابت کردیا ہے۔

او حسن التعلیل کے قبیل سے ہے وہ وجہ و دلیل جو بطور شک مذکور ہو جیسا اس شعر مین ؎ دل ہمسے جدا رہا ہمیشہ + گویا کہ ضمیر منفصل ہے + دل کے جدا رہنے کی وجہ بطریق شک یہہ بیان کی کہ وہ ضمیر منفصل ہے یعنی جیسے ضمیر منفصل فعل سے ہمیشہ جدا رہتی ہے ایسا ہی دل بھی ہمسے جدا رہتا ہے

صنعت تاکید المدح بما یشبہ الذم

یعنی تعریف کی تاکید ایسے لفظون سے کہ وہ مشابہت ہجو سے رکھین اسطرح پر
کہ وہ الفاظ ظاہر مین ہجو پر دلالت کرین لیکن حقیقت مین مدح کی تاکید ہون۔
یہہ صنعت دو طرح پر ہے۔ قسم اول یہہ ہے کہ بُری صفت کسی چیز مین سے نفی کرین
اور اوس بری صفت مین سے ایک اچھی صفت بُری صفت مین داخل ٹہراکر بوسیلہ
حرف استثنا اوس چیز کیواسطے جدا کرین۔ اول یہہ متوہم ہوتا ہے کہ شاید
بواسطہ حرف استثنا کوئی بُری صفت اوسمین ثابت کریگا مگر تامل کیھین تو وہ
مدح ہے جیسا یون کہین کہ فلان شخص مین کچہہ عیب نہین مگر یہہ کہ وہ ہمیشہ مفلس
رہتا ہے بسبب سخاوت کے۔ یہان اول جمیع عیوب کے اوس سے نفی کی پہر ایک
اچھی صفت کو عیوب مین سے الگ کیا مگر کے لفظ کے ساتھہ اس سے یہہ خیال
ہوا کہ اب متکلم شاید اوسکے عیوب بیان کرنیکی طرف متوجہ ہوا لیکن جب غور کی
تو معلوم ہوا کہ یہہ کمال ہنر ہے اسلئے کہ اوس سے سخاوت کا مبالغہ پایا گیا۔
خلاصہ یہہ ہے کہ اول اس قسم کی مفلسی کو جو بسبب کمال سخاوت کی ہو عیوب
مین داخل سمجھہ لیا ہے لیکن اوسکو عیوب مین داخل سمجھنا محال ہے کیونکہ وہ
کمال سخاوت سے ہے پس یہہ امر قبیل تعلیق محال بالمحال سے ہے۔ اسی
قبیل سے ہے یہہ شعر ؎ نہین ہے مجھہ مین برائی کچھہ اور اسکے سوا ✦ کہ مین
بُرا ہون قیبون کے چشم بد بین مین ✦ اول بُرائی کی نفی کی اور بعد ازان
بلفظ سوا استثنا کیا تو شبہ ہوا کہ اب کوئی برائی بیان کریگا مگر جب تامل کیا تو

معلوم ہوا کہ یہہ عیب نہین ہے بلکہ ہنر ہے کسواسطے کہ رقیب بسبب حسد کے
برا جانا کرتے ہین نہ باعتبار حقیقت کے ۔ اس قبیل سے ہے یہہ شعر ؎
تو سراپا حسن ہے لیکن نہین ہے آدمی * کوئی سمجھا حور ہے تو یا پری کیا ہے تو *
دوسری قسم یہہ ہے کہ ایک صفت مدح کی کسی چیز کیواسطے ثابت کرین اور
پھر حرف استثنا کا یعنی لیکن یا مگر یا سوا وغیرہ لاوین اور بعد اوسکے پھر ایک
صفت مدح مذکور کرین جیسے اس شعر مین ؎ رخ دلبر اگرچہ ماہ چرخ حسن ہے لیکن
رخ خورشید چھپتا ہے جو وہ بے پردہ ہوتا ہے * ۔ اور کبھی دوسری صفت اس
طرح واقع ہوتی ہے کہ ظاہر مین ہجو ہونیکا شک ہوتا ہے مگر بعد غور وہ مدح
ہوتی ہے ۔ جیسا اس شعر مین ؎ ترا عدل سارے جہان پر ہے لیکن *
رہے ہے ترا ظلم دایم ستم پر * ۔ ظلم کا ہمیشہ رہنا ہجو ہے مگر ستم پر ظلم رہنا
کمال عدل ہے ۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ اشعار اردو مین کبھی یہہ صفت بغیر
حرف استثنا بھی مستعمل ہوتی ہے ۔ ذوق ؎ اگر ہے سہو کو کچھہ دخل حافظ
مین تو یہہ * نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقصیر * ۔ سامع کو اول مصرعہ سنکر
یہہ شبہ ہوتا ہے کہ اب ممدوح کی کچھہ برائی بیان کریگا لیکن جب دوسرا مصرعہ سنا
تو معلوم ہوا کہ وہ کمال مدح ہے ۔ اسی قسم کا ہے یہہ شعر ؎ مجھہ مین ایک عیب
بڑا ہے کہ وفادار ہون مین * تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو خودکام بھی ہو *
یہان مصرعہ اول قبیل تاکید المدح بما یشبہ الذم سے ہے اور دوم مصرعہ قبیل

تاکید الذم بما یشبہ المدح سے جسکا بیان آگے آتا ھے۔

صنعت تاکید الذم بما یشبہ المدح

یعنی ہجو کی تاکید کرنی ایسے الفاظ کے ساتھہ کہ وہ مدح کے مشابہ ہون۔
یہہ بہی دو قسم پر ہے۔ قسم اول یہہ ہے کہ صفت مدح کی کسی چیز سے نفی کرین
اور ایک صفت ہجو کی اوس مدح کی صفت مین داخل ٹہراکر اوسکے واسطے
الگ کرلیوین چنانچہ اس شعر مین ؎ چرخ سفلہ پرور مین یوہنین نکوئی کی ع
ہان مگر ستم وہ بہی صرف سے ہنرور پر ﴿ اسی قبیل سے ہے یہہ شعر نوازش کا۔
؎ کسی تیغ جفا سے چرخ سے امید سینے کی ،، جو ہووے بہی تو ہان شاید وہان
زخم خندان ہو ﴿ ۔ قسم دوسری یہہ کہ کسی چیز کیواسطے ایک صفت ہجو کی
ثابت کرین اور بعد اوسکے حرف استثنا کے ساتھہ دوسری صفت ہجو ندکو
کرین چنانچہ اس شعر کے دوسرے مصرع مین ؎ علم کی نہین کچہہ قدر جہل
کو ترقی سے ہے ﴿ دہر ہے ستم گستر لیک سفلہ پرور بہی ﴿ اورکبہی اس صفت کا
استعمال اسطرح کرتے ہین کہ کسی چیز کیواسطے ایک صفت مدح ثابت کرین
اور پہر اوسکے ساتھہ ایسی ایک چیز شامل کردین کہ وہ صفت مدح بعینہ ہجو
ہوجاوے جیسے اس شعر مین ؎ فلک بے بہرہ آب خور سے کب رکہی
غریبون کو ہ سدا کہانے کو غم خون جگر پینی کو دیتا ھے ﴿ ۔ آب خورش سے
غریبون کو بے بہرہ نرکہنا صفت مدح ہے لیکن جیسے دوسرے مصرعہ مین آیے

خورش کی تفصیل بیان کی تو وہ مدح ہجو ہو گئی۔

صنعت استتباع

وہ یہہ ہے کہ کسی شخص کی ایسی مدح کرین کہ اوس مدح مین سے ایک اور مدح حاصل ہو جاوے جیسے اس شعر مین ؎ آتش قہر سے ہو جاوے جہان خاکِ سیاہ + موج زن گر نہ ہے مہر کا دریا تیری + اس شعر مین قہر کی تعریف اسطرح کی ہے کہ اوسمین مہر کی مدہ بہی حاصل ہو گئے ہین۔

صنعت ادماج

ادماج کے معنی لغت مین لپیٹنے کے ہین اور اصطلاح مین اوسکی یہہ تعریف ہے کہ کلام مین ایک مدعا دوسرے مدعا کو متضمن ہووے پہر وہ مدعا مدح ہو یا غیر مدح پس ادماج عام ہے اور استتباع خاص مثال ادماج کے یہہ شعر ہے ؎ اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + تلانی کی بہی ظالم نے تو کیا کی + یہان اول شکایت معشوق کی غفلت کی ہے اور اوسکی ضمن مین جفا کی بہی شکایت ہے یعنی اول معشوق ہم سے غافل ہا اور ہوشیار ہوا تو ہمپر جفا کرنے لگا۔

صنعت توجیہ جسی محتمل الضدین بہی کہتے ہین

وہ ایسے کلام کے ذکر کرنے کو کہتے ہین جو دو وجہہ مختلف اور متباین کا احتمال رکہے مثلاً ایک احتمال ہجو کا اور دوسرا مدح کا جیسا اس شعر مین ؎ کیا ہی تاثیر ہے واللہ تیری صحبت کو + یک بیک لحظہ مین ہو جاتا ہے احمق دانا +

اس شعر کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہہ کہ تیری صحبت مین احمق آدمی دانا ہو جاتا ہے دوسرے یہہ کہ دانا آدمی احمق ہو جاتا ہے اس قسم کا ہی یہہ مصرعہ ؎ ایک قطرہ ہے سمندر تیرے مونہہ کے آگے + اسکے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہہ کہ تیرا مونہہ اسقدر تنگ ہے کہ اوسکو ایک قطرہ سمندر معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے یہہ کہ اسقدر فراخ ہے کہ سمندر باا ینہمہ وسعت اوسکی روبرو ایک قطرہ ہے

صنعت ہزل جس سے جد مراد ہو

ہزل کے معنی تمسخر اور ہنسی کے ہین اور جد بکسر جیم تمسخر کی خلاف کو کہتے ہین۔ یہہ صنعت اسطرح پر ہوتی ہے کہ کلام بطور ہنسی ٹھٹھے کے ہو مگر مراد اوس سے ہزل اور تمسخر نہو بلکہ خلاف ہزل کے مقصود ہو۔ جیسا اس شعر مین ؎ ہان قحبۂ دنیا سے نکر آمیزش + دوزخ کی اتشک بلاے بدہی + ظاہر مین یہہ کلام بطور ہزل کے ہے اور واقع مین سراسر فائدہ اور پند ہے۔ اس قسم کی ہین یہہ اشعار نسیم کے ؎ دنیا ایک زال بیسوا ہے تے بے مہر و وفا و بے حیا ہے + مردون کے لئے یہہ زن ہے رہ زن + دنیا کے عدو ہے دین کی دشمن +

صنعت تجاہل العارف یعنی جانکر انجان بنجانا

وہ یہہ ہے کہ کسی شئے معلوم کو غیر معلوم ظاہر کرین بلحاظ کسی نکتہ کے

جیسا مبالغہ جرأت کے اس شعر مین ع صنم کہتے ہین تیری بھی کمر ہے ۔
کہان ہے کسطرح کی ہے کدہر ہے ۔ اس شعر مین کمر کے باریک ہونیکا
مبالغہ منظور ہے ۔ یا تنبیہ جیسا سودا کے اس شعر مین ع پیارے
نہ برا مانو تو ایک بات کہون مین ۔ کس لطف کی امید پہ یہہ جور سہون مین ۔
ہرچند یہہ شخص جانتا ہے کہ معشوق کو حال اپنے جور کا معلوم ہے مگر تنبیہاً اوسکو
یاد دلاتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ گویا وہ اپنے جور کرنے اور لطف نہ کرنے پر مطلع نہین ہے
یا اظہار حیرانی عشق جیسا غالب کے شعر مین ع موت کا ایک دن معین
ہے ۔ نیند کیون رات بہر نہین آتی ۔ شاعر جانتا ہے کہ نیند کا نہ آنا بسبب
عشق کی بےچینی کے ہے مگر تجاہل کرکے سبب بیخوابی پوچھتا ہے واسطے
اظہار حیرانی کے ۔ یا اقرار کرانا مخاطب کا جیسا غالب کے ان اشعار مین ع
ہان مہ سنین تو ہم اوسکا نام ۔ جسکو تو جھک کے کر رہا ہے سلام ۔ کون ہے
جسکے در پہ ناصیہ سا ہے ۔ مہ و مہر و زہرہ و بہرام ۔ شاعر جانتا ہے کہ یہہ
تو ممدوح کو سلام کر رہا ہے اور مہ و مہر و زہرہ و بہرام اوسکے نیازمند ہین
مگر مخاطب سے اقرار کرانا منظور ہے ۔

صنعت قول بالموجب

یہہ صنعت دو قسم پر ہے ایک یہہ کہ ایک شخص ایک صفت کو جو اوسکے
کلام مین واقع ہو ایک شے کیواسطے ثابت کرتا ہو اور تو اوس صفت کو

کسی اور شئے کے لئے ثابت کر دے اور ثبوت اور عدم ثبوت صفت سے جو اوس شخص نے کیا تہا کچہہ تعرض نکرے۔ مثلاً جسوقت کئی شخص متکبر اور دولتمند کسی جلسے اسواسطے آوین کہ وہان سے غربا کو ظلماً جلا وطن کردین اور اتفاقاً وہ لوگ اون سے جلا وطن اور ذلیل ہوسکین تو ایسے محل مین تو کہے کہ وہ دولتمند اور متکبر لوگ کہتے تہے کہ ہم وہان جاتے ہین تاکہ حق حقدار کو پہنچاوین اور حق حقدار ہی کو پہونچا۔ یہان اون لوگون نے حق دار اپنے تئین قرار دیا تہا اور تو نے غربا کو۔

قسم دوسری یہہ کہ جو لفظ غیر کے کلام مین واقع ہو تو اوس لفظ سے ایسے معنی مراد رکہے کہ اوس غیر کو وہ معنی مقصود نہین ہین جیسا اس شعر مین ؎ لوگ مرنیکو بہی کہتے ہین وصال ✤ یہہ اگر سچ ہے تو مرجاتے ہین ہم ؎ مراد لوگون کی لفظ وصال سے مرنا ہے اور مراد قائل کی وصل یار

صنعت تعجب

یہہ ہے کہ کلام مین کسی چیز پر تعجب ظاہر کرین اور اوس سے کوئی غرض مقصود ہو جیسے اس شعر مین ذوق کے ؎ رخ گلرنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ ✤ کیا تماشا ہے کہ بنجاتے ہے مونگا گوہر ✤۔ یہان مقصود مبالغہ ہے سرخی رنگ روے ساقی مین

صنعت اعتراض

یہہ ہے کہ کلام مین ایسا لفظ مذکور کرین کہ کلام بغیر اوسکے تمام ہوسکتا ہو اوسکو حشو بہی کہتے ہین اور حشو کی تین قسمین ہین اول یہہ کہ کلام اوسکے سبب سے بے لطف اور کم رتبہ ہوجاوے اوسکو حشو قبیح کہتے ہین جیسا اس شعر مین ؎ روے آنسو اسقدر ہم ہجر مین ✤ اشک کے طوفان سے دریا ہوگیا ✤ - یہان لفظ آنسو حشو قبیح ہے - دوسری قسم یہہ ہے کہ کلام مین اوسکے سبب سے حسن لطف زیادہ ہوجاوے اوسکو حشو ملیح کہتے ہین جیسا غالب کے اس شعر مین ؎ جو عقدہ دشوار کہ کوشش سے نہ وا ہو ✤ تو وا کرے اوس عقدہ کو سو بہی باشارت ✤ - یہان سو بہی باشارت حشو ملیح ہے واسطہ مبالغہ عقدہ کشائی ممدوح کی

تیسری قسم یہہ ہے کہ وہ لفظ زاید نہ چندان قبیح اور نہ چندان ملیح ہو بلکہ حسن و قبیح مین متوسط ہو جیسا اس شعر مین ؎ تو ہے بحر بیکران مین تشنہ و تفسیدہ لب ✤ اے جہان جود ہمت پیاس کو میری بجہا ✤ یہان لفظ ہمت حشو متوسط ہے -

فصل دوم صنائع لفظی کے بیان مین

صنعت جناس جسکو تجنیس بہی کہتی ہین

وہ ہے کہ دو لفظ تلفظ مین تشابہہ ہون اور معانی مین متغائر

تجنیس کی کئی قسمین ہین - قسم اول تجنیس تام اور وہ یہہ ہے کہ دو لفظ

متفق ہون نوع مین اور عدد مین اور ہیئت اور ترکیب مین
پس اگر وہ دونون لفظ ایک نوع سے ہون یعنی دونون اسم ہون یا دونون فعل
یا دونون حرف تو اوسکو تجنیس متماثل کہتے ہین مثلاً ذکر آہنگ کا ایک جگہہ
بمعنی آواز کے اور دوسری جگہہ بمعنی قصد کے جیسا اس شعر مین
آہنگ نہ تہا یہانتک آنیکا ولے * سنکر آہنگ ساز محفل آئے * اسیطرح
کل بمعنی دیروز و فردا کے اور مونڈہا بمعنی شانہ اور نشستگاہ معروف کے
اور اگر دونون لفظ ایک نوع کے نہون بلکہ مختلف یعنی ایک اسم ہو اور دوسرا
فعل یا حرف اوسکو تجنیس مستوفی کہتے ہین مثلاً سُویا بمعنی ساگ معروف کے
اور صیغہ ماضی کا سونے سے اور دیا بمعنی چراغ کے اور صیغہ ماضی کا دینے
سے یا صیغہ امر کا بمعنی دیکر آجا ــ اور اگر ایسے دو لفظون مین سے ایک
مفرد دوسرا مرکب ہو اوسکو جناس ترکیب اور تجنیس مرکب کہتے ہین پس اگر
یہہ دو لفظ لکہنے مین موافق ہون تو اوسکو تجنیس مرکب متشابہ کہتے ہین اور
اگر لکہنے مین موافق نہون تو اوسکو تجنیس مرکب مفروق مثال دونون کی
یہہ رباعی ہے تجکو نہ کبہی کہہ مجہے ترس آیا * بہر غم نظارے کے لئے ترسایا
* تقصیر سوائے عشق کیا مجہسے ہوئی * ڈر کچہہ تو خدا سے کافر سایا * یہان
ترسایا مصرعہ دوم اور مصرعہ چہارم مین مثال تجنیس متشابہ کی ہے کیونکہ
کتابت مین دونون کی ایک صورت ہے اور اول مفرد ہے اور دوسرا

مرکب ترسا اور الف ندا سے — اور ترس آیا مصرعہ اول مین اور ترسایا
مصرعہ دوم مین مثال تجنیس مفروق کی ہے کیونکہ اول ون مین کا مرکب ہے
ترس اسم اور آیا فعل ماضی سے اور دوسرا مفرد اور کتابت مین دونون کی
صورتین مختلف ہین — اور یہہ رباعی ؎ جو کوئی کسیکو یار کلپاویگا +
یہہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا + اس دار مکافات مین سن اے غافل +
جو آج کریگا وہ ہی کل پاویگا + — مثال تجنیس مرکب مفروق کی ہے کیونکہ
کلپاویگا جو مصرعہ اول مین ہے اور کل پاویگا جو مصرعہ دوم مین ہے کتابت
مین مختلف ہین اور اول مفرد اور دوم مرکب ہے اور کل پاویگا جو مصرعہ
دوم اور چہارم مین ہے مثال تجنیس متشابہ کی نہین ہو سکتے کیونکہ دونون
مرکب ہین اور متشابہ مین ضرور ہے کہ ایک مفرد ہو اور دوسرا مرکب —
اور اگر ایک لفظ دوسرے لفظ کے جزو سے مرکب ہو کر کسی لفظ کے ساتھہ
مجانست پیدا کرے تو اوسکو تجنیس مرفو کہتے ہین جیسے اس شعر مین ؎
پروانہ ہین تمہارے رخ شمع سان یہ ہم + پروا نہین ہے جان کے جانیکی ہی ہمین +
یہان لفظ پروا کا نہین کے نون سے ملکر پروانہ سے مشابہ ہو گیا ہے —
اسمین اور تجنیس مرکب مین یہہ فرق ہے کہ اسمین ایک لفظ تمام اور دوسرے
لفظ کے جزو سے تجنیس حاصل ہوتی ہے اور تجنیس مرکب مین تمام دو
کلمون سے — اور اگر دونون لفظ حرفون کی ہیئت مین مختلف ہون اور

نوعؔ اور عدد اور ترتیب مین متفق یعنی دونون لفظ ایک نوع کے ہون مثلاً
دونون اسم ہون یا دونون فعل اور دونونکے حروف برابر ہون اور جو حرف پہلے لفظ مین
جس مقام پر ہو دوسرے لفظ مین بہی وہین ہو تو اوسکو تجنیس محرف کہتے
ہین اسلیئے کہ ایک کی ہیئت دوسرے سے منحرف ہے جیسا اس مصرعہ مین
ع جو تیرے محرم ہین ہرگز مُحرِم کعبہ نہین + اول مین میم اور را کو فتح ہے
اور دوسرے مین میم کو ضمہ اور را کو کسرہ اور اسلیئے دونون لفظ ہیئت مین
مختلف ہین ۔ اور اگر حرفون کی تعداد مین اختلاف ہو یعنی ایک مین دوسرے
سے کوئی حرف زیادہ ہو خواہ اول مین یا بیچ مین یا آخر مین اوسکو تجنیس ناقص
بہی کہتے ہین اور زائد بہی ۔ ناقص باعتبار کم حرف والے کے اور زائد بلحاظ
زیادہ حرف والے کے ۔ مثال اول کی زیادتی کے الفاظ شکوہ و کوہ جیسا اس
شعر مین ع شکوہ کوہ ہے گو تیرے حلم سے نہین کچہہ + جو وجود کو بہی ہے تیری
سخاوت سے + مثال بیچ کی زیادتی کے الفاظ در و دیر جیسا اس مصرعہ مین
ع دیر سے در پہ تیرے سر کو ٹپکتا ہون مین + مثال آخر کی زیادتی کے الفاظ
زہرہ و زہر جیسا اس مصرعہ مین ع فراقِ زہرہ جبینونکا زہر ہے ہمکو +
اور اسی قبیل سے ہین یہہ الفاظ ۔ آئین اور آئینہ ۔ دید ۔ اور دیدہ
باد اور بادل ۔ دق اور دقت ۔ اور آخر مین زیادتی دو حرف کی بہی
ہوسکتی ہے جیسا یم بمعنی دریا کے اور یمین اور غم اور غمین جسکے اخیر مین

ایک حرف زائد ہو اوسکو مُطَرَّف اور جسکے اخیر مین دو حرف زائد ہون
اوسکو مُذَیَّل ذال نقطہ دار سے کہتے ہین — اور دونون الفاظ کے حروف
مختلف ہون تو دیکھنا چاہیے کہ وہ حروف مختلف قریب المخارج ہین یا نہین
اگر قریب المخارج ہین اوس قسم کو مُجَنَّس مضارع کہتے ہین ضاد نقطہ دار سے
اور مضارع کے معنی مشابہ کے ہین اور اگر قریب المخارج نہین ہین اوس قسم
کو مجنس لاحق کہتے ہین — اور یہہ دونون قسمین تین حال سے خالی نہین
ہین اسلیئے کہ وہ حروف مختلف یا اول مین واقع ہین یا بیچ مین یا آخر مین —
مثال تینون اقسام مجنس مضارع کے الفاظ — عار اور حار — اور بحر و بہر
و راہ و راح — اور الفاظ صحو و سہو مین پہلے دونون صورتین پائی جاتی
ہین — اور مثالین تینون صورتون مجنس لاحق کے الفاظ جنگ
و سنگ اور درد و دزد اور شاد و شاہ — اور اگر دونون لفظون
کے حروف کی ترتیب مختلف ہو اوسکو تجنیس قلب کہتے ہین پس اگر حروف
کلمہ کے علی الترتیب مقلوب ہون اوسکو قلب کل کہتے ہین جیسے الفاظ
کان و ناک اور تاب و بات اور رات و تار اور حور و روح — اور اگر
حروف کلمہ علی الترتیب مقلوب نہون تو اوسکو قلب بعض کہتے ہین
جیسے ربیع و عربی اور رفیق و فریق — اب معلوم کیا چاہیے کہ تجنیس
قلب کی دو قسمین اور ہین سوائے اقسام مذکورہ بالا کے — ایک یہہ کہ

کسی عبارت یا کلمہ کے قلب سے وہی عبارت یا کلمہ حاصل ہو جاوے مثلاً یہہ عبارت آنا جانا اگر اوسکو آخر سے پڑہین تو یہہ ہی عبارت حاصل ہوگی یا جیسا کلمہ شاباش جسکا مقلوب بہی شاباش ہی ہوتا ہے اور اسی قسم کی ہین الفاظ فلق اور ورد کے۔ دوسرے یہہ کہ اوس عبارت کے قلب کرنے سے ایک اور عبارت حاصل ہو جاوے اور اس دوسری عبارت کو قلب کرین تو اول عبارت بنجاوے جیسی یہہ دو عبارتین۔ وہ آیا ہے یہہ آیا ہو۔ یہان اول کے قلب سے دوسرے عبارت اور دوسرے کے قلب سے اول عبارت حاصل ہوتی ہے۔

اب سنو کہ اگر اون لفظون مین سے ایک بیت یا مصرعہ کے اول مین اور دوسرا آخر مین واقع ہو تو اوسکو مجنس مُجَنَّح کہتے ہین جناح کے معنی بازو کے ہین اور مجنح کے معنی بازو دار کے گویا کہ یہہ دو لفظ بیت یا مصرعہ کے دو بازو ہین اور بیت یا مصرعہ بازو دار ہے مثال بیت کے ٭ رام ہوتا نہین فسون سے بہی ٭ ہے وہ کافر مہاری لف کا مار ٭ مثال مصرعہ کی ٭ بات کی باقی نہین ہے مجہہ مین تاب ٭۔ اور اگر ایسے دو لفظ پاس پاس ہون اوسکو مُجَنَّس مُزْدَوَج اور مجنس مکرر کہتے ہین جیسا اس مصرعہ مین ٭ بات کی تاب نہین ہونیکی مہرو ہمکو ٭ یہان مقصود بالتمثیل الفاظ بات و تاب و مہرو وہم ہے۔ اور اگر دو لفظ لکہنے مین ہم شکل ہون او ر تلفظ مین

مختلف اس قسم کو تجنیس خطی کہتے ہین جیسے ــ کمان وگمان و شک و سگ وجنگ وچنگ ــ وزخم ورحم ــ علاوہ اقسام مذکورہ بالا کے دو قسمین اور بھی تجنیس سے ملحق ہین ــ ایک یہہ کہ دو لفظ کلام مین ایسے جمع کئی جاوین کہ دونون کا مادہ ایک ہو جیسے الفاظ مقرب و رتقریب و رمشرف و رشریف کے ــ دوسرے یہہ کہ وہ دونون لفظ باہم مشابہ ہون مگر اونکا مادہ مختلف ہو جیسے الفاظ شام وشوم و دید و دود ــ

صنعت ردالعجز علی الصدر

اول معلوم کرنا چاہیے کہ علم عروض کی اصطلاح مین پہلے مصرع کے جزو اول کو صدر کہتے ہین اور اوسی مصرعہ کے جزو اخیر کو عروض اور دوسرے مصرعہ کے جزو اول کو ابتدا کہتے ہین اور جزو اخیر کو عجز اور جو الفاظ مصرعہ اول مین مابین صدر اور عروض اور مصرعہ ثانی مین مابین ابتدا و عجز کے واقع ہوتے ہین اونکو حشو کہتے ہین ــ اب سنو کہ تعریف اس صنعت کی اہل بلاغت کے نزدیک یہہ ہے کہ جو لفظ بیت کے عجز یعنی مصرعہ ثانی کے اخیر مین واقع ہو وہی لفظ صدر یا حشو یا عروض یا ابتدا مین مکرر لاوین ــ اور یہہ الفاظ یا بعینہ مکرر ہون یا ایک دوسرے کے مجنس ہون ــ یا ایک دوسرے سے مشتق ہون یا مشتق کے مشابہ ہون پس یہہ سولہ صورتین ہوتی ہین یعنی جو لفظ عجز مین واقع ہو وہی لفظ یا بعینہ صدر مین واقع ہوگا یا اوسکی تجنیس یا اوسکا مشتق

یا مشتق کے مشابہ یہہ چار قسمین ہوئین اور اسیطرح سے حال اوس لفظ کا ہے
جو حشو یا عروض یا ابتدا مین واقع ہو اور یہہ بارہ قسمین ہوئین ــ مثالین پہلی
چار صورتون کی یہہ ہین اول قسم وہ کہ عجز اور صدر مین بعینہ ایک لفظ ہو اوسکو
ردالعجز علی الصدر مع التکرار کہتے ہین جیسا اس شعر مین ؎ آدمی کا مارنا
اچھا نہین ٭ مظہر ذات خدا ہے آدمی ٭ ــ دوسری قسم وہ کہ جو لفظ عجز مین ہو
اوسکا مجنس صدر مین لاوین اوسکو ردالعجز علی الصدر مع التجنیس کہتے ہین
جیسا اس شعر مین ؎ مانگ اپنی سنوارتا ہے آج ٭ جسنے کل دل لیا تھا
ہمسے مانگ ٭ ــ تیسری قسم وہ کہ جو لفظ عجز مین ہو اوسکا ہم اشتقاق صدر
مین لاوین اوسکو ردالعجز علی الصدر مع الاشتقاق کہتے ہین جیسا اس شعر
مین ؎ قرین صدق ہے ملنا تمہارا غیرون سے ٭ رقیب کہتے ہین گھر سے
تمہارے گھر مقرون ٭ ــ چوتھی قسم وہ کہ جو لفظ عجز مین واقع ہو اوسکا شبہ
اشتقاق صدر مین لاوین اوسکو ردالعجز علی الصدر مع شبہ الاشتقاق کہتے
ہین جیسا اس شعر مین ؎ دیار و ملک سے ہمکو کسیکے ہے کیا کام ٭ ہم
اور تیری گلی سر ہے اور تیری دیوار ٭ ــ مثالین دوسری چار قسمونکی یعنی ردالعجز
کی حشو پر پھر یہہ حشو مصرعہ اول کا ہو یا مصرعہ دوم کا ــ اسکی حقیقتہً آٹھ مثالین
چاہئین مگر بطور اختصار چار مثالین لکھی جاتی ہین مثال مکرر کی ؎
دل دیوانہ پری رخون کا ہے ٭ جو نصیحت کرے وہ دیوانہ ٭ ــ مثال مجنس کی

ع دلکو آہنگ ہین تیرے گھر کی * ہے سدا نالہ نغمہ و آہنگ * مثال اشتقاق کی ع کچہہ ہم پہ نہین لطف تیرا ورنہ ہمیشہ * وہ کون ہے جس شخص پہ تیرا نہین الطاف * ۔ مثال شبہ اشتقاق کی ع رقیبون کے سوا اسکو میسر ہمنشین ہونا * نہین ملتا ہے قرنون سے ہمین تجہ تک قرین ہونا * ۔ یہہ شعر مثال ہے رد العجز کے مصرعہ ثانی کے حشو پر ۔ مثالین تیسری چار قسمون کی یعنی رد عجز کے عروض پر یہہ ہین ۔ مثال مکرر کی یہہ شعر ذوق کا ع گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا * یہہ بہی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا * تمام مطلع ردیف وار اسی صنعت کی مثال ہو سکتے ہین ۔ مثال مجنس کی ع میری نظرون مین ہے صورت تیری جیسے شیرین * کوہکن کی بہی ہے نظرون مین ایسی شیرین * مثال اشتقاق کے ع می کشی کرنا ہمیشہ ہے تیری عشرت پہ دال * اور پینا خون دل میرا سدا غم پر دلیل * مثال شبہ اشتقاق کے ۔ ظفر ع اوٹہاؤ کرتی ہین شربت پہ مکہیان ہبن ہبن * مریض عشق کو تیری دوا نی ہہنایا * مثالین چوتہی چار قسمونکی یعنی رد عجز کی ابتدا پر اس تفصیل سے ہین ۔ مثال مکرر کی ع کہا مین کب کہ میرے نالہ رسا سے ڈر * خدا سے ڈر ارے ظالم ذرا خدا سے ڈر * مثال مجنس کی ع نہ پوچہین ہمکو کبہی اور پوچہین غیرون کو * دلال و غنج ہے خوبان کی سب ستم پہ دلیل * ۔ مثال اشتقاق کی ع خود ہے میرا حال میرے حال برہم پر دلیل * دال انسو

خونِ دل پر خون دل غم پر دلیل ÷ مثال شبہ اشتقاق کی ہ نہین چھپتا ہی
آنسو سے غم دل ÷ قران کرتا ہے یہہ غم کا قرینہ ÷ اب سنو کہ اسی صفت کے
قبیل سے وہ صورت ہے جسے معاد کہتے ہین اوسمین وہ لفظ کہ مصرعہ اول کے
اخیر مین ہوتا ہے اوسکو مصرعہ دوم کے اول مین لاتے ہین اور
جو لفظ کہ مصرعہ دوم کے اخیر مین ہوتا ہے اوسکو مصرعہ سوم کے اول مین لاتے
ہین اور جو لفظ مصرعہ سوم کے آخر مین ہوتا ہے اوسکو مصرعہ چہارم کے اول
مین لاتے ہین جیسا اس باعی مین ہ آتا نہین کیون میرا وہ اسایش جان ÷
جان جس پہ فدا کرتے ہین سب اور ایمان ÷ ایمان ہے میرا محبت اوسکی دایم ÷
دایم اوسکو بہی مجہہ پہ ہے لطف نہان ÷۔ اور اسی صنعت کے طور پر صنعت
لزوم مالایلزم ہے یعنی لازم کر لینا ایسی چیز کا جو لازم نہین ہے ۔ یہہ صنعت
کئی طرح پر ہے ۔

ایک یہہ کہ قافیہ مین حرف آوے یعنی حرف اخیر سے پہلے کسی حرف معین کا لانا واجب
کر لین جیسے افسر اور ہمسر کے قسم کے قافیہ مین حرف سین یا ساحل و کاہل کی
مثال مین حرف الف یا عاقل و ناقل کی مثال مین قاف کو تمام قصیدہ یا غزل
مین لانا لازم کر لین جو بروئے قاعدہ لازم نہین ہے کیونکہ قافیہ افسر کا در
اور ساحل کا دل اور عاقل کا جاہل کے ساتہہ بہی کرنا درست ہے ۔ دوسری
قسم یہہ ہے کہ کلام مین کسی حرف معین کو ترک کر دین بطریق التزام کے جیسے

ان دو شعرون مین الف کو ترک کیا ھے ۵ مجھسے درد عشق سن کہنے لگے +
یہہ مرض وہ ہے نہین سمجھنے کے تم + حضرت دل یہہ غضب ہے رنج و فکر + فکر مین
بہی ہو کہین سمجھنے کے تم + تیسری قسم یہہ کہ کلام مین ذکر کسی چیز معین کا جسے دو بار
کرلین جیسے ذکر سر کا اس رباعی مین ۵ سر وہ جو میرے سر کی تمنا ہے
نہین + یہہ سر وہ ہے جس سر کی بہی پروا ہے نہین + جون شمع کٹے سر
اپنا اور تم دیکھو + سر کا کٹنا میرا تماشا ہے نہین + اس قبیل سے ہے لازم
پکڑنا نور سحر رنگ شفق کا ذوق کے اوس قصیدہ مین جسکا یہہ مطلع ہی ۵
ہے آج جو یہہ خوشنما نور سحر رنگ شفق + پرتو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ
شفق + مرزا رفیع سودا نے ایک قصیدہ کے ہر شعر مین التزام چار چیزون کا
کیا ھے ۵ یار و مہتاب و گل و شمع ہم چارون ایک + مین کتان بلبل و پروانہ
ہم چارون ایک + ہے مجھے ابر و ہوا شیشہ و جام اے ساقی + گریہ و نالہ دل
دیدہ نم چارون ایک + آہ کس کس سے سمجھے دل کہ ہوئے مین تیرے + غمزہ و ناز و
ادا عشوہ صنم چارون ایک + اسی صنعت کے قبیل سے ہے صنعت منقوطہ و غیر
منقوطہ و رقطا و خیفا ـــ

صنعت منقوطہ

یہہ ہے کہ نثر یا نظم کے سب الفاظ نقطہ دار ہون مثال نثر ـــ بی بی زینت نے
تین شب چینی بیچی ـــ مثال نظم ۵ جب نہ تب شب غضب بخشش ہٹی +

بخشش فیض جشن تخت نشین ✣

صنعت غیر منقوطہ جسکو مہملہ بہی کہتے ہین

وہ ہے کہ ایک کلام مین سب لفظ بے نقطہ ہون مثال نثر۔ آسارام دلارام کا
سالا علم رمل کا عالم کامل مگر کم حوصلہ ہوا۔ مثال نظم ؎
مہر ہوا اور کو مہ کامل ✣ دکہہ ہوا اور درد ہو سوا اس دل کو ✣

صنعت رقطا

وہ ہے کہ تمام الفاظ کلام مین ایک حرف نقطہ دار اور ایک بے نقطہ ہو
مثال نثر۔ قرب حضرت سید جعفر خلف حضرت میر نعیم باعث فعت ہی۔ مثال
نظم۔ ؎ دے صبا بوسے رخ جانان کی ✣ سے ہے کب تک میری شورش
جان کی ✣

صنعت خیفا

یہہ ہے کہ ایک کلمہ تمام منقوطہ ہو اور دوسرا تمام غیر منقوطہ جیسے اس شعر
مین ؎ شب کو جشن سرو رتخت رہا ✣ کار فیض مدار بخت رہا ✣ اور لزوم
مالایلزم کے قبیل سے ہے صنعت مقطع و موصل۔ صنعت مقطع وہ ہے
کہ ساری حروف لکہنے مین جدا جدا ہون اور صنعت موصل یہہ ہے کہ ساری
حروف لکہنے مین ملے ہوے ہون۔ جیسے یہہ شعر فیض کا کہ اوسکا مصرع
اول صنعت مقطع کی مثال ہے اور مصرع دوم صنعت موصل کی ؎ درد

وداغ ورخ زرد اور وہ دل * فیض مٹی مین گئے ہین سب مل *

صنعت سجع

یہہ ھے کہ پہلے فقرہ کا آخر کلمہ دوسرے فقرہ کے آخر کلمہ سے حرف اخیر مین موافق ہو۔ سکاکی نے کہا ہے کہ سجع نثر مین ایسا ہے جیسا قافیہ نظم مین یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ سجع خاص نثر کے ساتھہ ہے۔ مگر بعض کے نزدیک سجع نظم مین بہی ہوتا ہے۔ بہرحال سجع کی تین قسمین ہین۔ اول مطرف وہ یہہ ہے کہ فقرہ یا شعر کے کلمات اخیرہ وزن مین مختلف ہون مثلاً نثر مین کہین کہ بخیل وہ ھے جو آپ کہائے نہ اورونکو کہلائے۔ یہان کہائے اور کہلائے وزن مین مختلف ہین اور نظم مین جیسا ذوق کا شعر ؎ طاق سے نوا وتارلے شیشہ * طاق پر دہر کتاب اندیشہ *۔ یہان شیشہ اور اندیشہ وزن مین مختلف ہین۔ دوسرے ترصیع کہ پہلے فقرہ یا مصرعہ مین جو جو الفاظ واقع ہوئے ہون دوسرے فقرہ یا مصرعہ کے تمام الفاظ یا بیشتر کے ساتھہ ہموزن اور حروف آخر مین متفق ہون مثال نثر۔ سیرت کی بہلائی بیان سے باہر ہے اور صورت کی صفائی گمان سے بڑہکر ہے۔ مثال نظم ؎ ملک اثیر ظہور خدائے کریم ہے * گوجا بجا وفور بلائے عظیم ہے * مثال دوسری ؎ گل وبلبل وبوستان عجیب * مل وقلقل ودوستان غریب * تیسری متوازی یہہ اسطرح پر ہے کہ فقرہ یا مصرعہ اول کی ساری یا اکثر الفاظ

دوسرے فقرہ یا مصرعہ کے سارے یا اکثر الفاظ کے ہموزن ہون بلکہ مختلف ہون مثلاً نیازِ عاشق کو مطلوب جانتا ہے اور نازِ معشوق کو طالب پہچانتا ہے۔ یہان نیاز اور ناز اور عاشق اور معشوق اور مطلوب طالب اور جانتا اور پہچانتا باہم مقابل اور وزن مین مختلف ہین۔ اب واضح رہے کہ سجع کی تین قسمین ہین سواے اقسام مذکورہ کے کہ وہ نظم کے ساتھہ خاص ہین۔ قسم اول یہہ ہے کہ ہر مصرع مسجع ہو اور سجعات اول مصرعہ کے دوسرے مصرع کے سجعون سے مختلف ہون اس قسم کو تسطیر کہتے ہین کیونکہ شطر کے معنی حصہ کے ہین اور تسطیر کے حصہ کرنیکے چونکہ بیت کا ہر مصرع جدا جدا سجع ہوتا ہے پس گویا بیت حصہ حصہ کی گئی ہے جیسا اس شعر مین ؎

سینہ ہے داغ عشق سے اپنا شگفتہ باغ + اور دل ہے رنج ہجر سے تو غم کا ایک گنج + اول حصہ مبنی ہے غین پر اور دوسرا جیم پر۔ قسم دوم یہہ ہے کہ مصرعہ اول کا پہلا جزو مصرع ثانی کے جزو اخیر کے ساتھہ حرف اخیر مین موافق ہو اس قسم کو تصریع کہتے ہین جیسا اس شعر مین ؎ دل اس نخور کا عشق بتان مین + سدا رہتا ہی درد و غم کی منزل + مقصود بالتمثیل یہان دل اور منزل ہے۔ قسم سوم یہہ ہے کہ قصیدہ یا غزل مین تین مین سجع ایک طرح کے مذکور کرین اور چوتھا قافیہ اصل قصیدہ یا غزل کا ہو جیسا ان دو شعرون مین ؎ کل آنکھہ میری لڑ گئی اوس کافر عیار سے

سے ہے آج نوبت سر پٹکنی کی در و دیوار سے + اوس شوخ سے جا کر کہو اے بد
مزاج تند خو + بیرحم تو اتنا نہو بس شرم کر دادار سے +

صنعت موازنہ

وہ ہے کہ دو فقرون یا دو مصرعون کے الفاظ اخیر باعتبار وزن کے موافق ہون
و باعتبار حرف اخیر مختلف مثلاً دل دین سے غافل ہے اور جان نیل سے فارغ
ع چشم ساغر ہے اشک خون ہے شراب + جان آتش ہے سوز آہ شرار +
اور اگر فقرہ یا مصرع اول کے سارے یا اکثر الفاظ دوسرے فقرہ یا مصرع کے
سارے یا اکثر الفاظ کے ہموزن ہون اوسکو مماثلت کہتے ہین پس یہہ نوع موازنہ
مین ایسی ہے جیسے سجع مین ترصیع مثال اسکی نثر مین — حال عاشق کا تنگ
ہے اور کار حاسد کا بلند ہے — مثال نظم ع یار مہ رو ہین نگر سبز بہار +
شوخ گل سرخ بن نے جام شراب +

صنعت ذو القافیتین یا ذو القوافی

یہہ ہے کہ ایک شعر مین دو قافیہ ہون یا زیادہ مثال دو قافیونکی یہہ شعر ہے ع
غیر کے آنے مین گھر تیرے ہے نقصان تیرا + مین تیرے واسطے کہتا ہون کہا مان میرا +
مثال تین قافیون کی ع آ جلد کہ اب عاشق بیجان مین نہین تاب + اور نام کو
باقی نہین مژگان مین کہین آب + اور کبھی دو قافیون کے بیچ مین ردیف بھی
لاتے ہین اوسکو ذو القافیتین مع الحاجب کہتے ہین حاجب اوس ردیف کو

کہتے ہین کہ جو دو قافیون کے بیچ مین آتی ہے۔ جیسے اس شعر مین ؎ اشک خونی سے جہان ہم روتے + جابجا لالہ ستان ہم بوتے + یہان ہم کا لفظ ردیف حاجب ہے درمیان دو قافیون کے۔

صنعت ذوالبحرین

یہہ ہے کہ ایک شعر دو بحر مین پڑہا جاوے جیسا یہہ شعر ؎ تجہسے مین کیا کہون اے بیوفا + گزری جو کچہہ گزری جو تہا ہو چکا + اس شعر کی دو بحرین ہین اول بحر سریع مفتعلن مفتعلن فاعلن اور دوسری ل فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔

صنعت تلمیح

یہہ ہے کہ کلام مین اشارہ کسی قصہ مشہورہ کیطرف کیا جاوے یا ایسی مسئلہ کا ذکر کرین جو کتب مستعملہ مین مذکور ہو جیسے غالب کا شعر ؎ سب رقیبون سے ہون ناخوش پر زنان مصر سے + ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعان ہوگئین + اس شعر مین اشارہ ہے طرف قصہ زنان مصر کی کہ اونہون نے حضرت یوسف کو دیکہکر بجاے ترنج ہاتہہ کاٹ لیئے تہے ذوق ؎ آتا کیون مصر مین کنعان سے نکلکر یوسف + جذبہ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا + اس مین اشارہ ہے طرف قصہ یوسف علیہ السلام کے۔ اور جیسے ناسخ کے شعر مین ؎ ازل سے دشمنی طاؤس و مار آپس مین کہتے ہین + دل پر داغ کو سودا ہی کیون زلف چلیپا کا

اشارہ ہے طرف قصہ طاوس و مار کے جو حضرت آدم کے قصہ کے ساتھہ مذکور ہوتا ہے اور ذوق کے شعر مین ہے تیری عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی فیلسوفی سے ہے حکیمون کے خلا کہنا محال اشارہ ہے طرف مسئلہ خلا کے محال ہونیکے جو کتب حکمت یونانیہ مین مذکور ہوتا ہے۔ اور اوسکے اس شعر مین ہم تو سنتے تہے سدا کُل حُمُوضٍ بارِدٌ ذوق ہوتا ہے وہ کیون ہوگی ترش ابر وکرم اشارہ ہے طرف مسئلہ کُلُّ حُموضٍ بارِدٌ کی جو طب یونانی مین مذکور ہوتا ہے۔

صنعت سیاقۃ الاعداد

وہ ہے کہ کلام مین اعداد ذکر کرین خواہ ترتیب سے ہون یا بے ترتیب سودا چہرۂ مہروش سے ہے ایک سنبل مشک فام دو حسن بتان کے عہد مین ہے سحر ایک شام دو۔ نسیم دو ہاتون مین اوسنے چارون کو اٹہے پنجے مین ہنسی تو چہکے چہوٹے۔ انشا۔ ایک دو تین چار پانچ چہہ سات آٹہہ نو دس ہوئے بس انشا بس

صنعت تنسیق الصفات

یہہ ہے کہ کلام مین ایک موصوف کے کئی اوصاف متواتر ذکر کرین جیسے ذوق کے ان اشعار مین وہ نکوخوی و نکوروے و خجستہ منظر وہ بلند اختر و فرخ روش و فرخ فال وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داود الحان وہ

سلیمان و ثن و موسیٰ کف و صالح اعمال + شعر اخیر مثال تلمیح کی بہی ہو سکتا ہے

صنعت توشیح

یہہ ہے کہ چند اشعار اس طرح سے کہے جاوین کہ اگر ہر مصرعہ کے حروف اول کو جمع کرین تو کوئی نام یا عبارت حاصل ہو جاوے جیسے ان اشعار سے اسم جمیا کا حاصل ہوتا ہے ۵ جسنے دم مین کئی ہزارون خون + مارے لاکہون غریب پڑہ کے فسون + یاد مین اوسکی سب گئے ہم بہول + آب و نان کا تہا جسقدر معمول + ہو تو آگاہ نام سے اوسکی + چارون مصرع کے حرف اول سے +

خاتمۂ کتاب

سرقات شعری یعنی شعر کی چوری اور اقتباس اور حسن ابتدا و تخلص و انتہا کے بیان مین

معلوم کرنا چاہیے کہ اتفاق دو شخصون کا اون اغراض عامہ کے بیان کرنے مین جو شعرا مین شائع اور مشہور ہین چوری نہین کہلاتا ہے مثلاً شجاعت و سخاوت و صباحت و ملاحت کی تعریف یا بخل و خست و زشتی صورت و بزدلی و نامردمی و تنگدلی و بیدردی کی ہجو — کیونکہ اشیاے مذکورہ کا حسن و قبح تمام طبایع مین مستحکم ہے اور عقول و رسم و رواج اسپر اتفاق رکھتے ہین اور اسلئے ان امور مین فصیح و غیر فصیح و ذکی و بلید و عوام و خواص شریک ہین — ہان اون مضامین کا کہ ان اغراض پر دلالت کرتے ہین مثل استعارات و تشبیہات و کنایات کے البتہ سرقہ ہو سکتا ہے یعنی مثلاً ایک شخص نے ایک تشبیہ یا استعارہ اختراع کیا اور بعد ازان دوسرے نے بہی اوسکو استعمال کر لیا تو کہہ سکتے ہین کہ اسنے پہلے شاعر کی تشبیہ یا استعارہ کو چرا لیا ہے — مگر یاد رکھو کہ بعض استعارات و تشبیہات شعرا مین بکثرت مروج ہین مثلاً انکھہ کی تشبیہ نرگس سے یا زبان کے سوسن سے یا زلف کی سنبل سے یا رخسار کی گل یا ماہ سے اور بہادر کی شیر یا رستم سے اور سخی کی حاتم سے اس قسم کی تشبیہات کا استعمال سرقات مین داخل نہین ہے —

اب جاننا چاہیئے کہ سرقات شعری دو قسم کے ہین ۔ ایک ظاہر دوسرا غیر ظاہر ۔ سرقۂ ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ ایک شخص دوسریکا مضمون مع اوسکے تمام الفاظ یا بعض الفاظ کے یا صرف مضمون الفاظ بدلکر اپنی طرف منسوب کرلے ۔ اسکی کئی قسمین ہین ۔ ایک یہہ کہ اوسکا مضمون بتمام الفاظ بغیر تغیر کے اپنا ٹھہرا لیے اسکو نسخ اور انتحال کہتے ہین ۔ نسخ کے معنی لکھنے کے ہین یعنی اوسنے دوسرے کا شعر اپنے نام لکھہ لیا ۔ اور انتحال کے معنی دوسریکا مضمون اپنی طرف منسوب کر لینے کے ہین ۔ اور اسی قسم مین داخل ہے یہہ صورت کہ بعض یا کل کلمات بدلکر اونکی جگہہ اونکے کلمات مترادف لکھدین جیسا ان دو شعرون مین مہدی حسین خان آباد ؎ نہین ہے آج جو وہ گلعذار پہلو مین ✤ تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین ✤ بیتاب ؎ نہین ہے آج جو وہ گلعذار پہلو مین ✤ اوچھل رہا ہے دل بیقرار پہلو مین ✤ ظاہر ہے کہ شعر دوم مین صرف بجائے تڑپ رہا ہے کے اوچھل رہا ہے جو اوسکا مترادف ہے بدلدیا ہے باقی دونون شعر ایک سے ہین ۔ ایسا ہی حال ہے اشعار ذیل کا ۔ ذکی ؎ کیا خاک مونہہ دکہائینگے وہان جا کے اے ذکی ✤ محشر کے دن ہے شرم ہماری خدا کے ہاتہہ ✤ شفیق ؎ محشر مین سر اوٹہا نہین سکتے ہین شرم سے ✤ ہے شرم اے شفیق ہماری خدا کے ہاتہہ ✤ دوسرے یہہ کہ کسیکے مضمون کے تمام الفاظ یا بعض لیکر اونکے ترتیب

نظم بدل ڈالین اس قسم کو اغارہ اور مسخ کہتے ہین کیونکہ اغارہ کے معنی
لوٹنے کے ہین اور مسخ کے معنی صورت بگاڑ دینے کے
اب سنو کہ اسطرح کی سرقہ کی تین قسمین ہین — ایک یہہ کہ شعر دوم شعر اول
سے باعتبار چستی الفاظ و حسن نظم یا اختصار یا توضیح یا زیادتی معنی کی بہتر ہو
اسطرح کا سرقہ مقبول و ممدوح کہلاتا ہے — دوسرے یہہ کہ شعر دوم اول سے
رتبہ مین کم ہو ایسے سرقہ کو مردود و مذموم کہتے ہین
تیسرے یہہ کہ شعر دوم شعر اول کا ہم رتبہ ہو — اس قسم کا سرقہ نہ مقبول ہوگا
نہ مردود مگر باین ہمہ منقبت و ستایش حق شاعر اول متصور ہوتے ہین —
مثال سرقہ مقبول کے اشعار ذیل ہین — قمر ؎ مرض ہجر میرا خاک ہو اچھا
تمسے ✤ خود مسیحا ہوا جی اور رہین بیمار آنکھین ✤ جوہر ؎ آپ سے اپنا مداوا
بہی نہین ہوسکتا ✤ کیسے عیسی ہو کہ جب دیکھو ہین بیمار آنکھین ✤ صاحب ذوق
سلیم جانتا ہے کہ شعر دوم اول سے اچھا ہے — دیکھو لفظ دیکھو نے
آنکھون کے ساتہہ ملکر رتبہ شعر کو دوچند کر دیا ہے — مثال سرقہ مردود کی
— شعر اول ناسخ کا ؎ کسنے انگشت رکھی فاتحہ کو فندق بند ✤ شمع معکوس
لحد پر مین یہہ روشن سمجھا ✤ شعر دوم حکیم کا ؎ رکھدیا دست حنائی
سر بالین مزار ✤ فاتحہ پڑہنے مین کیا شمع جلائی سر پر ✤ یہان شعر اول
دوم سے بہت بڑہکر ہے اور مضمون شمع معکوس نے شعر مین جان ڈالدی ہے

جس سے شعر دوم خالی ہے ــ مثال سرقہ کی جو نہ مقبول ہو اور نہ مردود ــ
شعر اول محمد بخش شہید کا ؎ الہی ایسی کبھی ہمکو بھی ہو دے نصیب *
وہ ہرا ہو شیشۂ مَی پاس یار پہلو مین * شعر دوم ہادی علی تشنؔ کا ؎
کبھی ہمین بھی دکھائیگا آسمان وہ دن * کہ جام ہاتھ مین ہو اور یار پہلو مین *
یہہ دونون شعر ہم رتبہ ہین انمین چندان فرق نہین ہے ــ تیسری قسم
سرقہ ظاہر کی یہہ ہے کہ دوسریکا مضمون لیکر اور الفاظ مین باندہلین ــ
اس قسم کا نام اِلمام اور سلخ ہے ــ المام کے معنی قصد کرنیکے ہین ــ چونکہ
شاعر نے بالقصد دوسرے کے مضمون کو اور الفاظ مین ادا کیا ہے اسلئے اسکو
المام کہتے ہین ــ اور سلخ گوسفند وغیرہ کی کہال اوتار لینے کو کہتے ہین یہان
چونکہ شاعر دوم نے اول شاعر کا مضمون بہ تبدیل الفاظ ادا کیا ہے پس
گویا مضمون سے ایک لباس اوتار کر اوسکو دوسرا لباس پہنا دیا ہے کیونکہ لفظ
معنی کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے ــ

اب جانو کہ جیسے نسخ اور اغارہ کی تین قسمین ہین جو سابق مذکور ہوئین ایسی
ہی اِلمام اور سلخ کی بھی تین قسمین ہین ــ اول مقبول کہ شعر ثانی اول سے
بلند رتبہ ہو ــ شعر اول ناسخ کا ؎ تشکل نظر نہین پڑی آیا نہین پیام بھی *
عمر ہوئی کہ ایک سے حالت چشم و گوش ہے * شعر دوم غالب کا ؎ نہ قرؔدہ
وصال ہے نہ نظارہ جمال * مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے * یہان ظاہر ہے

کہ شعر دوم اول کا ہم مضمون ہے مگر اوس سے باعتبار الفاظ مختصر ہے و بلحاظ
معنی بڑہا ہوا ہے اسلیے کہ شعر اول مضمون آشتی چشم و گوش سے جو نہایت
لطیف ہے خالی ہے اور اس لطف کو سخن فہم خوب سمجہتا ہے ۔
دوم یہہ کہ شعر دوم شعر اول سے گرا ہوا ہو ۔ شعر اول سودا کا ؎
دامن صبا نہ چہو سکے جس شہسوار کا ٭ پہونچے کب اوسکو ہاتہہ ہمارے غبار کا ٭
شعر دوم ناسخ کا ؎ کب پہونچ سکتا ہے ہمسے ناتوانوں کا غبار ٭ تیز
جاتی ہے بہت انکی سواری اندنون ٭ متامل پر پوشیدہ نہین ہے
کہ شعر اول دوم سے باعتبار الفاظ مختصر ہے و باعتبار معنی بلیغ تر کیونکہ
اوسکے مصرعہ دوم مین غبار کیواسطے ہاتہہ ثابت کیا ہے اور یہہ استعارہ
تخیلیہ ہے اور اوسکو لازم ہے تشبیہ غبار کی انسان کے ساتہہ اور یہہ
استعارہ بالکنایہ ہے ۔ اور اسی قسم کے ہین یہہ دو شعر شعر اول
ذوق کا ؎ ہزار لطف جو ہین ہر ستم مین جان کے لیے ٭ ستم شریک ہوا
کون آسمان کے لیے ٭ شعر دوم کسی اوستاد کا ؎ چرخ کو کب یہہ سلیقہ
ہے ستمگاری مین ٭ کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین ٭ سخن
شناس سمجہتا ہے کہ شعر دوم اول سے باعتبار پاکی الفاظ و حسن ادا
و خوبی ترکیب بالاتر ہے ۔ اور الفاظ معشوق و پردۂ زنگاری نے اوسکے
لطف کو دوبالا کر دیا ہے ۔ سوم یہہ کہ ہر دو شعر ہم رتبہ ہون ۔ اول

شعر سودا کا ؎ کیا تاب ہے جو مونہہ پہ تیرے آوے آفتاب ٭ دیکھے تو پھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب ٭ شعر دوم کیفی یہہ ہی مضمون اور الفاظ مین باندہ لیا ہے ؎ خورشید کو کیا طاقت جو سامنے وہ آوے ٭ گرمی سے تیرے رخ کی وہ صاف ہی جل جاوے ٭ ہرچند یہہ دونون شعر ہم مضمون ہین مگر انصاف یہہ ہے کہ اصل اصل ہے اور نقل نقل —

سرقہ غیر ظاہر کے بھی کئی قسمین ہین — اول یہہ کہ دو شعر کے معانی آپس مین مشابہ ہون — ذوق ؎ آنکھہ سے آنکھہ ہے لڑتی مجھے ڈر ہے دل کا ٭ کہین یہہ جائے نہ اس جنگ و جدل مین مارا ٭ مکند رام دہلوی ؎ دلکی نہین تقصیر مکند آنکھین ہین ظالم ٭ یہہ جا کے نہ لڑتین وہ گرفتار نہوتا ٭ ہرچند ذوق ملک الشعرا کے سامنے مکند جیسے گمنام کا ذکو رسوء ادب سے خالی نہین ہے مگر انصاف بالاے جملہ طاعات ہے حق یہہ ہے کہ شعر دوم اول سے بڑہا ہوا ہے — اسی قسم کے ہین یہہ دو قطعے گویا ؎ لکھون وہ فیل کی تعریف مین نیا مضمون ٭ قلم نے آج تلک جو کیا نہو تحریر ٭ جو فیلبان ہے فرہاد تو ہے تیشہ کجک ٭ پہاڑ فیل اگر ہے تو دانت چشمہ شیر ٭ ذوق ؎ تیرے جو فیل کی تعریف خسروا لکھون ٭ کرون حکایت شیرین و کوہکن تحریر ٭ کہ فیل کوہ کجک تیشہ فیلبان فرہاد ٭ وہ دو نون دانت صفا ایک ایک جوئے شیر ٭ — ہرچند یہہ دونون

قطعات متشابہ و متقارب المعنی ہین مگر ذوق کی خوبی زبان و چستی الفاظ و حسن ادا ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ ازین اوسکی مصرع اخیر مین صفت سیاقۃ الاعداد موجود ہے۔

دوسرے یہہ کہ مضمون کو ایک جاسے دوسری جا نقل کرین جیسے ان دو شعرون مین۔ جرأت ؎ رتبہ گل بازی کا دلا کاش تو پاتا ٭ ہاتہ سے جو گرتا تو وہ آنکھون سے اوٹھاتا ٭۔ ذوق ؎ میرے زخمون مین پر کر دو نمک اب کیا بچاؤ گے ٭ گریگا گر زمین پر یہہ تو آنکھون سے اوٹھاؤ گے ٭۔ اول شعر مین نسبت آنکھون سے اوٹھانیکی گل بازی کیطرف ہے اور دوسرے مین نمک کی طرف تیسری یہہ کہ شعر اول مین دعوی خاص ہو اور دوسرے مین عام جیسا ان دو شعرون مین ؎ اگر صید گہ مین باقی کوئی نہین تو ظالم ٭ گو صید ناتوان ہون پر کر شکار مجکو ٭ شاہا ترے شکار کو عالم مین اب نہین ٭ باقی بغیر نرگس خوبان کوئی شکار غزال ٭۔ پہلے شعر مین فقط صید گاہ کے شکارون کی نفی ہے اور دوسرے مین تمام عالم کے شکار کی۔

چوتھی یہہ کہ دوسرے شعر کا مضمون پہلے شعر کے مضمون کی ضد ہو جیسے ان دو شعرون مین ناسخ ؎ مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا ٭ آفتاب اتنا ہوا اونچا کہ تارا ہو گیا ٭ ذوق ؎ نام یون پستی مین بالا تر ہمارا

ہوگیا + جسطرح پانی کنوئین کی تہ مین تارا ہوگیا + ـ پانچوین یہہ کہ کسی اور کے مضمون سے کچھہ لیکر اوسپر اور چیزین ایسی بڑہاوین کہ بہ نسبت اول زیادہ لطیف ہوجاوے جیسا ان دو شعرون مین ـ مومن خان ؎ خون بہا قاتل بیرحم سے مانگا کسنے + کہ فرشتے مجہے یہان داغ درم دیتے ہین + ذوق ؎ کہتی تہی ماہی یان کہ در بیران قضا + داغ دیتے ہین اوسے جسکو درم دیتے ہین + ظاہر ہے کہ شعر اول مین داغ درم دینا اور خون بہا مانگنا محض ادعا ہے ـ اور دوسرے شعر مین داغ دینا اور سبب دوم ہونا ثابت ہے ـ پس یہان اول شعر سے داغ اور درم کا مضمون لیکر ایسی طرح ادا کیا کہ اوسکی بہ نسبت نہایت بلیغ ہوگیا ـ اسی قسم کے ہین یہہ دو شعر ـ آتش ؎ صحرا و کوہ چہانے گلستان کی سیر کی + ہاتہہ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ + ناسخ ؎ رکہی چہڑی جو ناز سے اوسنے تہ ذقن + سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ + یہان شعر دوم مین شعر اول سے سیب ذقن اخذ کرکے چہڑی کی شاخ اوسپر لگا دی یعنی شعر اول پر مضمون تازہ زیادہ کرکے لطیف و بلیغ کردیا ہے ـ

اب معلوم کرنا چاہیے کہ سرقہ غیر ظاہر کے اکثر اقسام مقبول ہین اسلیے کہ یہہ اقسام شاعر کے تصرفات تازہ و تلاش سے خالی نہین ہوتین بلکہ بعض

مواقع مین شاعر متاخر ایسا اچھا تصرف کرتا ہے کہ اوسکو شاعر متقدم کا تابع کہنا نامناسب ہوتا ہے اسلئے وہ حضیض اتباع سے نکلکر اوج اختراع پر پہونچ جاتا ہے — اور یہہ بہی یاد رکہنا چاہیے کہ یہہ جو مراتب بحث سرقات مین مذکور ہوئے کہ فلان مضمون فلان شخص سے لیا گیا ہے — اور یہہ مقبول ہے اور یہہ مردود اوس صورت مین کہہ سکتے ہین کہ جب بالیقین معلوم ہوجاوے کہ شاعر دوم نے اول سے یہہ مضمون لیا ہے مثلاً کسیطرح یہہ معلوم ہوجاوے کہ شاعر متاخر نے جب فلان مضمون نظم کیا تہا تو اوسکو شاعر متقدم کا شعر یاد تہا — یا اوسنے خود اقرار اخذ کیا ہو اور اگر یہہ حال معلوم نہوگا تو سرقہ کا حکم ہرگز نہین کرسکینگے کیونکہ یہہ ہوسکتا ہے کہ یہہ اتفاق بطریق توارد ہو — اور یہہ اشعار جو بحث سرقہ مین مذکور ہوئے بیشک احتمال توارد رکہتے ہین —

اقتباس وتضمین

اقتباس کے یہہ معنی ہین کہ قائل اپنے کلام مین کوئی آیتہ قرآن مجید کی یا حدیث شریف اسطرح سے لاوے کہ سیاق کلام سے یہہ معلوم ہوتا ہو کہ یہہ بہی اسی کا کلام ہے یعنی اوسمین یہہ اشارہ نہو کہ وہ آیت قرآن شریف کی یا حدیث ہے اور اگر کلام مین اس قسم کا اشارہ ہوگا تو اقتباس نہین کہلاویگا — مثال اقتباس کی یہہ شعر غالب کا ؎ دہوپ کی تابش آگ کی

گرمی + وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ - اسمین اقتباس ہے آیتہ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ سے
- اسی قسم کا ہے یہہ شعر نسیم کا ٥ لازم ہے ادا سے حق مہمان + احسان
کی جزا نہین جز احسان + مصرعہ ثانی اقتباس ہے آیت ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ
اِلَّا الْاِحْسَان سے - مثال حدیث شریف کی ذوق کا شعر ٥ سچ ہی
اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ اے ذوق - آنکہہ اوسکی دغا سے لڑتی ہے + اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ
حدیث ہے -

تضمین اوسکو کہتے ہین کہ اپنے اشعار مین دوسریکا شعر یا مصرعہ لادین
پس اگر وہ شعرا مین کسے کے نام سے مشہور نہو تو اس امر کو ظاہر کردینا چاہیے
تاکہ احتمال سرقہ کا نرہے جیسا غالب کے اس شعر مین ٥ غالب اپنا یہہ
عقیدہ ہے بقول ناسخ + آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین + مصرعہ
اخیر ناسخ کا ہے - آتش ٥ پہرون یہہ مصرعہ سودا ہی ولاتا آتش +
تجہسے اے دیدۂ گریان نہوا تہا سو ہوا + - دوسرا مصرعہ سودا کا ہے -
اور اگر وہ شعر یا مصرعہ کسی کے نام سے مشہور ہو تو شاعر منسوب الیہ کیطرف
نسبت کرنا ضرور نہین ہے جیسا سالک کے اس شعر مین ٥ تنگدستی
اگر نہو سالک + تندرستی ہزار نعمت ہے + - یہان دوسرا مصرعہ میر کا ہے
بسبب شہرت اوسکا اظہار نکیا -

حسن ابتدا و تخلص و انتہا

ہر ناظم و ناثر کو چاہیے کہ تین مقامات پر بالخصوص تحسین کلام کا نہایت اہتمام کرے کہ الفاظ پاکیزہ و استعارات لطیفہ و معانی نازک و خیالات بلند و مضامین ارجمند ہون ۔ ایک تو ابتدا مین کیونکہ اوسکو سامع اول سنتا ہے پس اگر یہہ اچھی ہے تو سامع ہمہ تن گوش ہوکر تمام کلام کو برغبت سنیگا ورنہ اوس سے اعتراض کریگا اگرچہ مابعد اوسکا بہت اچھا ہو مثال ابتدائی پسندیدہ کی جسمین مضامین بہار ہون قصیدہ سودا کا جسکا مطلع یہہ ہے

؎ اوٹھ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل * تیغ اُردی نے کیا ملک خزان مستاصل * ۔

اور مضامین خمریہ مین قصیدہ ذوق کا جسکے اول کے دو شعر یہہ ہین

؎ ہے وہ جان دارو سے مئی نافع اعضا و حواس * کہ دل مردہ ہو زندہ تن بے حس حساس * قطرۂ مے سے ترقی حواس خمسہ * یون ہو جسطرح کہ ایک نقطہ سے ہون پانچ پچاس *

اور پسندیدہ تر ابتدا وہ ہے جو بطور براعۃ الاستہلال کی ہو یعنی ابتدا مین ایسے الفاظ لاوین جس سے غرض قصیدہ معلوم ہو جاوے مثلاً ذوق کی قصیدہ کا جو غسل صحت کی تہنیت مین ہے یہہ مطلع

؎ واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم مین ہوا * مثل نبض صاحب صحت ہے ہر موج صبا * ۔

دوسرا مقام جسکا زیادہ اہتمام چاہیے تخلص ہے جسکو گریز بھی کہتے ہین یعنی وہ مقام جہان شاعر تشبیب سے گریز کرکے غرض قصیدہ کیطرف رجوع کرتا ہے اور اس مقام کے مزید اہتمام کی

یہہ وجہ ہے کہ سامع اول سے اس امر کا منتظر ہوتا ہے کہ شاعر کسطرح تشبیب کو چھوڑ کر مقصود شروع کریگا پس اگر یہہ چھوڑنا اور شروع کرنا اچھی طریق سے ہوگا تو سامع بذوق وشوق تمام قصیدہ سنے گا ورنہ بے پروائی سے پیش آویگا۔ مثال حسن تخلص کی یہہ دو شعر قصیدہ سودا کے جسکا مطلع سابق مرقوم ہو چکا ہے ھ ہو جہان کے شعرا کا میرے آگے سرسبز ٭ نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل ٭ ہے مجھے فیض سخن اوسکی ہی مداحی کا ٭ ذات پر جسکی مبرہن کنہ عز وجل ٭

اور تیسرا مقام انتہائی کلام ہے اسکا اہتمام بہی ضروری ہے کیونکہ اوسکو سامع آخر مین سنتا ہی پس اگر وہ اچھا ہوگا تو سامع اوسکے سننے سے محظوظ ہوگا اور جو کچھ پہلی حسن کلام مین کوتاہی ہوئی ہوگی اوسکا تدارک ہو جاویگا اور جو اچھا نہوگا تو پہلے خوبیون کو بہی بہلا دیگا مثال حسن انتہا کی یہہ اشعار قصیدہ ذوق کے ھ کرتا اس رنگ سے ہی ختم سخن یکی دعا ٭ ذوق جو ہی ترا مداح محب یکرنگ ٭ گلشن دہر مین ہر سال بہار تجکو ٭ جشن نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ ٭ اور تیرے حاسد بدبین کو دکہائین لاکہون ٭ خسرو اروز نئی رنگ فلک کی نیرنگ ٭ اور حق یہہ ہے کہ اس ملک الشعرا کی تمام قصائد مین مثل اور صنائع کی حسن ابتدا وتخلص انتہا کی بہی کمال مراعات ہی ——

الحمد للہ جلشانہ کا شکر ہی کہ کتاب تذکرۃ البلاغت حسن انتہا کی ذکر پر ختم ہوئی خداوند تعالی خاتمہ بخیر کرے فقط

تمت

تاریخ نتایج طبع سلیم جناب مولوی محمد عبد الحکیم صاحب متخلص به حکیم سلمه الله الکریم

بنامیزد زهی زیبا کتابی — کلیدی از پی گنج معانی
زبان را از بلاغت چاشنی داد — زهی گسترده خوان مهمانی
نخوانیمش کلام وحی الهام — نگوییمش کتاب آسمانی
ولی وصفش کنم از روی انصاف — که در اردو زبانش نیست ثانی
چنین شکلی نزاد از طبع بهزاد — چنین نقشی نه بسته کلک مانی
صفای او صفای عارض ماه — ادای او ادای دلستانی
نه کوه الا ازو صد لعل خیزد — نه بحر الا نماید درفشانی
چو وا بینی بیان اندر بیان است — چو وا بینی معانی در معانی
بیان او بیان حسن معنی است — عیان از معنیش روشن بیانی
ازو هر فصل تفصیل فصاحت — ازو هر باب باب نکته دانی
ازو نهج البلاغت راست آمد — ازو نهر الفصاحت در روانی
حکیم از سال طبعش هر که پرسید — بدو گفتم که خورشید معانی
چو خورشید معانی بی مثال است — حساب سال کن زانسان که دانی

به اوج آمد بگو شمس البلاغت
بسن عیسوی تاریخ ثانی

صحت نامہ کتاب تذکرۃ البلاغت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۰	بہے شعر	کہے شعر	۱۴	۱۶	جنر	جنری
//	۱۱	چلنا	جانا	۱۵	۵	.بولتا	کچھ بولتا
//	۱۶	عربیہ	عربیہ	۱۷	۳	اگر	کہ اگر
۳	۱	رسائل	رسائل	۲۴	۱۴	باہر	ہم باہر
//	۱۴	ڈیٹنٹ	ڈپینٹ	۲۳	۸	مرد	مراد
//	//	جوگھوڑکی	جوگھوڑیکی	۳۱	۴	بعیال	بنجیال
//	۱۶	ڈیٹنٹ	ڈیٹنٹ	//	۱۳	فرق	ذوق
//	//	ڈیٹنٹ	//	۴۴	۱۴	جبیح الحد	صبیح الخد
۴	۸	مانوس الاستعمال	مانوس الاستعمال کی	۴۸	۳	حلاوی	جلاوی
//	۱۳	پرمنین	منین	۵۱	۷	زیدالہ	نہ یدالہ
۵	۱۴	لاناہی	لایاہی	۵۷	۷	مرتبۃ	قرینہ
۶	۷	فصیحائی	فصحا	۶۴	۱۱	زعلی التعیین	لاعلی التعیین
//	۸	تہوڑی تہوڑی	تہوڑی تہوری	//	۱۲	علی التعیین	لاعلی التعیین
۶	۱۴	محل	مخل	۶۶	۱۰	وودوسری	دوسری
۸	۱۳	واحب ماضی	واحد ماضی	۷۱	۱۰	جیسی	جسی
//	۱۵	تعقید	تعقید	۸۱	۱۶	مغایر	مغایرت
۱۲	۱۳	بجی	بہجی	۸۴	۸	کیا گیا	کیا کیا

صحت نامہ کتاب تذکرہ البلاغت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۴	ڈہلاہی	ڈہلتاہی	۱۲۳	۱۶	باعتباری	یا اعتباری	۱۵۶	۸	شبیہ	شبہ یہ
۹۰	۱۶	درست	نادرست	۱۲۴	۱۰	کیفیتین	وہ کیفیتین	؍؍	۱۶	رخ	رخ کو
۹۳	۳	صفائی	وصفائی	؍؍	؍؍	ہین	خاص مین	۱۶	۵	جاہل	جاہل ہی
۹۴	۹	رعایت	تعایت	۱۲۶	۱۱	ہین	بین	۱۶۱	۱۴	رودیگا	رو دیگا
۹۶	۱۶	بے	بی	؍؍	؍؍	زلف	زلفکی	۱۶۲	۱	ذکام	زکام
۹۸	۵	نکرین	نکیرین	؍؍	۱۴	ہین	مین	۱۶۸	۷	اول	اول مصرعہ
۹۹	۷	توخوف	توکیا خوف	؍؍	؍؍	گل	گل کی	؍؍	؍؍	مری	میری
۱۰۰	۶	سنحری	سنحرے	؍؍	۱۶	سے	کئی	؍؍	۸	گا	گاہ
۱۰۴	۱۳	لی لئی	کی لئی	۱۳۱	۱	بادگر	بارگرہ	۱۶۸	۱۴	سبوئی	سبوکی
۱۰۸	۶	میلون	میلون	؍؍	۵	بعض	بعض	۱۷۰	۳	ہئی ہو	ہتی ہو
۱۰۹	۱۴	معنی	معنی	۱۳۷	۱	گلبن	جو گلبن	؍؍	۱۷	گیا	کیا
۱۱۳	۱۰	حرحرت	حرکت	۱۴۱	۵	ہین	بین	۱۷۱	۱	ادسمین	وسمین ہو
۱۱۶	۱۶	حاشہ	حاسہ	۱۴۴	۲	دیکھی	دیکھی	۱۷۹	۱۱	کنایہ	کنایہ
۱۱۷	۳	حسن	حس	۱۴۶	۱۶	جو بیتر	جو بہتر	۱۸۰	۶	شاید	شاہد
؍؍	۱۰	چلہکنی	چلکنی	۱۵۰	۱۱	ہے	لی	۱۸۵	۳	ہوا	ہون
۱۱۸	۱۰	جواس	حواس	؍؍	۱۳	دوسری	نہ دوسری	۱۸۶	۳	علاقہ	کا علاقہ
۱۱۹	۵	ہذالقیاس	ہذا القیاس	۱۵۵	۱۷	اوزنکا	اونکا	۱۸۸	۳	گذاری	گذری

صحت نامہ کتاب تذکرة البلاغت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
//	۹	تلقیق	تلفیق	۲۲۷	۸	تجنیس	تجنیس	۲۴۴	۱۲	اخد	اخذ
۱۸۹	۷	روزو	رورو	//	۱۵	آری	اری	//	۱۶	یہہ کہ	کہ یہہ
۱۹۱	۵	بمعنی	معنی	۲۲۸	۴	صغت	صنعت	۲۴۷	۵	اعتراض	اعراض
۱۹۲	۱۲	قافیہ	کر قافیہ	//	۲	صورت	صنعت				
۲۰۲	۱۷	اسی	ایسی	//	۱۲	آوی	روی				
۲۰۴	۵	دیکھتا	دیکھتا	//	۱۴	مثال	مثل				
//	۱۵	رکھتا ہو	کہتا ہو	۲۲۹	۵	ابہی	ہی				
۲۰۶	۱۲	ہی	ہی	//	۱۲	ہین	ہین				
۲۰۷	۱۰	پہیکے	پہیکی	//	۱۷	تجشش منشی	بخشش منشی				
//	۱۴	مستعمل	مشتمل	۲۳۱	۱۳	حروف	حرف				
۲۱۵	۶	مدہ	مدح	۲۳۱	۱۷	متوازی	متواری				
//	۱۱	تلانی	تلافی	۲۳۲	۱۶	قصدہ	قصیدہ				
۲۱۷	۱۱	توہم	ہم	۲۳۳	۱۱	سرح	شرح				
۲۱۹	۸	خشتو	حشو	۲۳۷	۴	اعراض	اغراض				
۲۲۲	۱۱	کو	کو	۲۴۳	۲	صغت	صنعت				
۲۲۴	۱۳	مارا	مار	//	۱۲	شکار غزال	غزال				
۲۲۶	۷	جلنے	جلنی	۲۴۴	۷	دوم	درم				

[illegible]